CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۳۵) ۱۳۱

ویرِ ورِشل

458

حِصّہ سوم

(۳۵)

...AGENCY

Name ......ویرورشل...... Section......

No.: 458 Price 1/4

PROPRIETOR

PIR HASAMUD DEEN KASHMIR

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

۵

وِیرورِشل

حصّہ سوم

بھارت ورش پر دُوسرے یُونانی حملے کے بالتفصیل حالات۔ وِیرورِشل
اور بہادر سیلوکس کی سپہ گری کے کمالات۔ سیاسی پیچیدگیوں کے تعجب خیز
حل۔ اِنسانی ایثار کی انتہائی منزل۔ مہاراج چانکیہ کے رُوحانی
احساسات۔ حُبّ الوطنی کے پاکیزہ جذبات۔ رزم و بزم کے دِلنواز
ابواب۔ بھارتیہ عُروج و کمال کا انتخاب۔ حقیقی محبّت کا دِلخوش کُن
انجام۔ یُونان اور بھارت کے مابین محبّت کا پیام

از

پنڈت مُلک راج شرما آنند

اڈیٹر

رسالہ ناولسٹ (اُردو و ہندی) لاہور

اوّل

قیمت فیجلد ۱۲؍

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فہرست مضامین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب اوّل

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

"زلیس خداوند! کیا مجھے اسی طرح کُڑھ کُڑھ کر مرنا ہوگا۔ دیوی امرودتی! کیا مجھے اسی طرح [illegible] عمر گذارنی ہوگی۔ خداوند میری! کیا میں اس دُنیا سے ناکام ہی رہاؤنگی؟ خداوند! کمزوروں کے والی خداوند! کیا میری پُکار خالی جائیگی؟ ...... ہاں ہاں مجھے عمر بھر اسی جلتی آگ میں جلنا ہوگا۔ مجھے اس جہنم میں جھلسنا ہوگا۔ میرے لئے کوئی راستہ نہیں، کوئی ذریعہ نہیں، اس سے چھٹکارا پانے کا میرے لئے کوئی وسیلہ نہیں۔ میں نے یہ دُکھ اپنے ہاتھوں سہیڑا۔ اور اسے اسی طرح خاموشی سے برداشت کرنا ہوگا...... اپنے ہاتھوں! نہیں نہیں میں نے اسے اپنے ہاتھوں نہیں سہیڑا۔ میں اسے سہیڑنے کیلئے انڈیا میں نہیں گئی تھی۔ یہ میری قسمت تھی۔ میرا پھوٹا نصیبا تھا جو مجھے کشاں کشاں وہاں لے گیا!!! ...... پھوٹا نصیبا؟ ...... نہیں نہیں۔ میں اسے پھوٹا نصیبا نہیں کہہ سکتی۔ وہ دلکش شکل، وہ کشادہ پیشانی پھوٹے نصیب والوں کے لئے نہیں۔ اسکا دیدار ہر کسی کے لئے نہیں میں پھوٹے نصیب والی نہیں۔ خوش قسمت ہوں.... خوش قسمت؟ وہ کیسے؟ ان سے ہزاروں کوسوں کے فاصلے پر پڑی ان کی یاد میں نیند حرام کر رہی ہوں۔ کیا یہ خوش قسمتی کی نشانی ہے؟ کیا خوش قسمتی اسی کو کہتے ہیں؟ آہ! کیا میں اس جنم میں انہیں دیکھ سکونگی؟ نہیں، کوئی امید نہیں۔ کوئی امید نہیں...... (گلا رک گیا)

زلیس خداوند! دُنیا مجھے خوش قسمت سمجھتی ہے۔ ابا جان اپنے سارے مخالفوں پر غالب آگئے۔ ان کے سامنے سر اُٹھانیوالا کوئی نہیں رہا۔ اب وہ شاہنشاہ ہیں۔ اب وہ لاکھوں انسانوں کی قسمت کے مالک ہیں۔ اور میں ان کی بیٹی۔ ان کے خون کا خون! ہاں میں شہزادی ہوں۔ بڑی خوش نصیب! بڑی خوش قسمت! دُنیا ایسا ہی کہتی ہوگی لیکن کوئی مجھ سے پوچھے۔ کوئی میرے دلکو ٹٹولے۔ اور اسے پتہ لگے۔ کہ میں کون ہوں۔ یہ شاہنشاہی مجھے کہاں تک خوشی دے رہی ہے۔ یہ سامان عیش مجھے کہاں تک آرام پہنچا رہے ہیں!!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

روکشانا۔ بدقسمت روکشانا! یہ قسمت کا پھیر ہے۔ کہ دُنیا تجھے خوش قسمت سمجھے لیکن تو جو اپنے آپ کو بہتر سمجھتی ہے خود کو دُنیا میں بدقسمت ترین انسان سمجھے!!! آہ!

قسّام نے قسمت میں تری لکھ کے فقیری
فرمایا کہ لباس اسکا امیرانہ رہیگا!

یہ تو یہی ہے۔ کہ کھلے بندوں اپنے دُکھ کا اظہار بھی نہیں کر سکتی! کوڑھی۔ جذامی۔ دُکھی انسان اپنے دُکھ کی کہانی سے آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ لیکن ایک تُو ہے۔ کہ اندر ہی اندر جلی جا رہی ہے۔ لیکن اپنے دُکھ کو زبان پر نہیں لا سکتی!

ہا! یہ بادشاہت کا پھل ہے! یہ شاہنشاہت کی سزا ہے۔ یہ تاج و تخت کا دُکھ ہے! . . . . .

ہا! کتنا جی چاہتا ہے۔ کہ اس تاج و تخت کو لات مار کر اس بادشاہت اور شاہنشاہت کو جواب دیکر انڈیا کی خاک جسم پر مَل لوں۔ اس بے نوا فقیر ڈنڈمس کی طرح جس نے سکندر کو کھری کھری سُنائی تھیں۔ جھرنوں کا ٹھنڈا پانی پی کر درختوں کے پھل کھا کر ہری ہری گھاس پر لیٹا رہوں۔ دن نکلے تو اس موہنی صورت کے دیدار سے اپنی پیاس بُجھاؤں۔ رات آئے تو اسی کی یاد میں سو جاؤں۔

اوہ! یہ کہاں؟ قسمت۔ میری پھوٹی قسمت! تو یہ بھی نہیں ہونے دیگی . . . . چار و ناچار۔ زبردستی مجھے اس بادشاہت اور شاہزادی پن کا کڑوا پیالہ مُنہ کو لگانا ہوگا۔ اب چار و ناچار مجھے اس دُنیا میں ریاکاری اور دو رنگی کی زندگی بسر کرنی ہوگی . . . . ہاں تو کیا اس کا علاج کوئی نہیں۔ کیا اس سے کسی طرح چھٹکارا نہیں؟ . . .

کیوں نہیں! ایک گولی افیم۔ خنجر کا ایک وار۔ کمان سے نکلا ہوا ایک تیر اس جسم کو روح سے الگ کر سکتا ہے . . . . . لیکن کیا اس طرح میں ان سے مل سکونگی۔ کیا میں ان کے دیدار کر سکونگی؟ . . . .

روکشانا تجھے کیا ہو گیا۔ کیوں پگلی ہوئی جاتی ہے؟ آدمی کی ذات بیوفا واقع ہوئی ہے۔ اس کے لئے کیوں اپنے آپ کو ہلکان کر رہی ہے؟ کیا تو سمجھتی ہے۔ کہ وہ تیری خاطر بیٹھا ہوگا۔ وہ انتظار کر رہا ہوگا۔ کہ روکشانا آئے اور اسے گلے لگاؤں . . . . (ہنس کر) لیکن تو یہ اُمید بھی کیسے ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی ذریعہ ہے جو تو ان تک پہنچ سکے؟

یقیناً نہیں۔ تو پھر تیری خاطر وہ اپنے سُکھ کو کیوں قربان کریں؟ تیری خاطر وہ کیوں دُکھی ہوں۔

تو پھر؟ . . . . . ہاں پھر؟ . . . .

ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تو اندر ہی اندر جلتی اور سڑتی رہے۔ لیکن دُنیا تجھے دیکھ دیکھ کر تیری خوشیوں پر رشک کھاتے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خداوندا! اگر تیری یہی خواہش ہے۔ اگر تیری یہی مرضی ہے۔ اگر تو یہی چاہتا ہے تو روکشانا تیری اس خواہش کی تعمیل سے انکار نہیں کرتی۔ اگر اسے گیلی لکڑی کی طرح ہی جلنا ہے۔ تو وہ جلیگی۔ اور کوئی یہ نہ جان سکے گا۔ کہ اسے اندر ہی اندر کیسا خوفناک مرض کھائے جا رہا ہے۔

ہاں ہاں روکشانا اپنے آپ کو اس بہادر کے قابل ثابت کرنیکے لئے۔ اپنے آپ کو اس آسمانی وجود کے قدموں کی خاک کے قابل بنانیکے لئے تجھے اس آگ میں سے گذرنا ہوگا۔ اور گذرنا پڑیگا۔ اس لئے کمر ہمت کس کر باندھ لے کیونکہ دیوتاؤں کی یہی مرضی ہے۔ تیرے خداؤں کی یہی خواہش ہے۔ تیری قسمت کے پاسبانوں کی یہی مرضی ہے۔"



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب دوم

"بیٹی! کیا ہندستان کی مہارانی بنوگی؟"

روکشانا کی آنکھوں میں ایک چمک نمودار ہوئی۔ اسکے چہرے پر ایک عزم بالجزم کی جھلک دکھائی دی۔ اب اسکا جانسوز غم کچھ ہلکا دکھائی دیتا تھا۔ کیونکہ اس کے سامنے راستہ شب غم کی طرح تاریک نہیں تھا۔ اپنی زندگی کے لیئے اسنے اب ایک پروگرام تیار کر لیا تھا۔ اور اسی وجہ سے اسے شانتی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن یہ شانتی وہ نہیں تھی جو خواہشات کی سیری کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ جو حسب دلخواہ چیز کے مل جانیکے بعد میسر آتی ہے۔ بلکہ وہ جو کہ ایک ہزیمت خوردہ انسان کے حصہ میں آتی ہے۔ مدتوں کی کشمکش کے بعد بہت دیر کی جدوجہد کے بعد وہ چاروں شانے چت گری تھی۔ اسلیئے اسکا دل اسوقت ساکن تھا۔ گو یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ کب تک یہ حالت برقرار رہے۔

وہ اٹھی۔ اور اٹھکر منہ ہاتھ دھویا۔ بکھرے ہوئے بالوں میں شانہ کیا۔ آئینہ میں اسنے جو اسوقت تک چرچا بڑے بڑے آدمیوں کو بھی میسر آسکا تھا اپنا چہرہ دیکھا۔ تو حیران رہ گئی۔ کیونکہ سامنے جو شکل اسے دکھائی دی۔ وہ ہنستی کھیلتی روکشانا کی نہیں۔ بلکہ ایک ایسی عورت کی تھی۔ جس کے چہرے پر مایوسی۔ سنجیدگی۔ استقلال۔ اور ناامیدی کے جذبات کچھ عجیب انداز سے مخلوط نظر آتے تھے۔

اپنے خیالات میں محو کھڑی تھی۔ کہ آئینہ میں ایک اور شکل دکھائی دی۔ پیچھے مڑی تو ایک باندی کھڑی تھی۔ روکشانا نے استفہامی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔ تو باندی نے کہا:۔

باندی:۔ شہنشاہ ارض و سما تشریف لا رہے ہیں!

روکشانا۔ (حیرت سے) اسوقت؟

یہ کہکر وہ جلدی سے آئینہ کے سامنے سے ہٹی۔ اور چشم زدن میں اس کے چہرے میں ایک غیر معمولی تبدیلی آگئی۔ ایک لمحہ قبل جس نے اسے آئینہ کے سامنے دیکھا تھا۔ اور اس سے بھی ایک لمحہ قبل جس نے اسے اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے ملاحظہ کیا تھا۔ اب یکسر اسے پہچاننا مشکل تھا۔ کیونکہ سوائے چہرے کی زردی کے وہ تمام باقی نشانات جو ابھی ابھی نظر آ رہے تھے مفقود تھے۔

اپنے کمرے سے باہر نکل کر اس جگہ پہنچی۔ جہاں شاہنشاہ تشریف فرما تھے۔ دونوں باپ بیٹی آمنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سامنے ہوئے۔ اور کچھ معمولی سی بات چیت کے بعد شاہنشاہ نے کہا:۔

شاہنشاہ۔ روکشانا! آج ہم نے دربار جلد برخاست کر دیا ہے کچھ پتہ لگا کیوں؟

روکشانا۔ متجسسانہ نگاہوں سے باپ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔

شاہنشاہ۔ لشکر تیار ہو رہا ہے۔ اب چند دنوں میں ہی نقارہ جنگ پر چوٹ پڑیگی۔ اور اسپان بادرفتار دشمنوں کے سینوں پر قدم رکھتے ہوئے تسخیر عالم کو پورا کرینگے۔

روکشانا۔ ابا جان! دشمن سب کے سب تباہ و خوار ہو چکے۔ اب کس طرف کی تسخیر باقی ہے؟

شاہنشاہ۔ روکشانا! کیا تمہیں پتہ نہیں! انڈیا میں ہمارے تمام مقبوضات ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ ہم اس وقت بفضل ایزدی اپنے مشہور عالم پیشرو کے تمام ایشیائی مقبوضات کے مالک ہیں۔ مگر جب تک انڈیا یونانی سلطنت میں شامل نہیں ہوتا سیلوکس کے لئے نکاٹور کا نام حاصل کرنا ناممکن ہے۔

"انڈیا" "انڈیا" پتہ نہیں اس لفظ کے اندر کیا جادو بھرا تھا۔ کہ روکشانا کا دل پہلو میں بیتابی سے پھڑکنے لگا۔ وہ روکشانا جو ابھی ابھی مایوسی کی تصویر بن رہی تھی۔ اور کی اور نظر آنے لگی۔ چہرے پر جو زردی سے ہلدی کا رنگ اختیار کئے تھا۔ سرخ سرخ چٹکیاں نمودار ہونے لگیں۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے کہا:۔

روکشانا۔ کس شخص کو یہ جرأت ہوئی ہے۔ کہ ہمارے انڈین مقبوضات پر قبضہ کرے؟

سیلوکس۔ اس غاصب کا نام سنڈراکوٹس بتایا گیا ہے۔

"سنڈراکوٹس" یہ عجیب غریب نام سن کر روکشانا کا دھڑکتا ہوا دل ساکن ہو گیا۔ وہ چہرہ جس پر ابھی ابھی ہلکی سی گلابی رنگت نمودار ہوئی تھی۔ پھر سے زرد پڑ گیا۔ شاید جواب اس کی حسب خواہش نہیں تھا۔

سیلوکس۔ یہ شخص پالی بوتھرا کے تخت پر ہے۔ اور ہماری عدم توجہی کا فائدہ اٹھا کر اس نے ہمارے مقبوضات ہند پر اپنا تسلط جما لیا ہے۔ مگر شاید اسے یاد نہیں۔ کہ ابھی اس کے اعمال کی سزا دینے والا ہاتھ ابھی تک موجود ہے۔ وہ شخص جو سکندر کے تمام بڑے بڑے افسران کا مقابلہ کر کے ان کی متفقہ طاقت کو شکست دے سکتا ہے۔ یہ قدرت بھی رکھتا ہے۔ کہ اس جیسے کئی راجاؤں کے تخت و تاج کو مٹی میں ملا کر اپنے پیشرو کے تسخیر ہند کے عزم کو پورا کرے۔ بیٹی روکشانا! دنیا دیکھے گی۔ اور تم عنقریب دیکھو گی۔ کہ سلوکس نکاٹور سکندر اعظم کے ارادوں کو پورا ہی نہیں کر رہا۔ بلکہ اس کے تسخیر عالم کے خواب کو عملی شکل بھی دے رہا ہے۔ اس وقت ایشیا کو اسکے قدموں میں ڈالنے میں صرف انڈیا کی فتح کی کسر ہے۔ اور جس روز انڈیا فتح ہو گئی۔ میری پیاری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیٹی رودکشانا ہندوستان کی مہارانی بن کر دُنیا میں اپنے باپ کے نام کو روشن کرنیوالی ثابت ہوگی (محبت بھری نگاہوں سے بیٹی کی طرف دیکھکر) کیوں رودکشانا؟ کیا وحشی ہندوستانیوں کی مہارانی بننے میں تمہیں کوئی عار تو نہیں؟

"ہندوستان کی مہارانی" اس لفظ کو سُن کر رودکشانا کے دل نے ایک بڑی سی چھلانگ ماری لیکن دلی خیالات کو دل ہی میں چھپا کر اس نے کہا:۔

رودکشانا۔ میں دُنیا کی مہارانی بننے کی نسبت اپنے پیارے اتا کی خدمت گزار باندی بننے میں زیادہ فخر سمجھتی ہوں

سیلوکس نے فاخرانہ نگاہوں سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ بیٹی نے جواب میں سر جھکا دیا۔ کچھ دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کہتے ہوئے کہ "جنگ کی تیاریوں میں ہمیں بہت سا انتظام کرنا ہوگا" سیلوکس باہر نکل گیا +



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب سوم

اِنڈیا میرے خُداؤں کا گھر ہے!

”خداوند زیوس! یہ کیا ہے؟ کیا میری قسمت میرے ساتھ تمخول کر رہی ہے؟ کیا یہ خواب ہے؟ ہیں میری بائیں آنکھ کیوں پھڑ پھڑا رہی ہے۔ کیا سچ مُچ مُجھے انڈیا میں پھر جانے کا موقع نصیب ہوگا؟ اوہ یہ قسمت کہاں؟ .... اِنڈیا! انڈیا! تیری مقدّس زمین کو ...... ہاں اس زمین کو جس پر میرا پیارا سیر کرتا ہے جسے میرے پیارے کے قدموں کو چھونیکا فخر حاصل ہے ...... کیا اِس زمین کو دیکھنے کا موقعہ مُجھے دیا جائیگا یا کیا یہ میرے چراغ خوش نصیبی کی آخری ٹمٹماہٹ ہے؟ ...... لیکن یہ کیا؟ .... اتنی سی خبر سے میرے دِل میں خوشی کی ترنگیں کیوں لہریں لینے لگ رہی ہیں؟ ...... ابا جان ایک دُشمن کی حیثیت سے اس مقدّس سرزمین پر حملہ آور ہونگے۔ لیکن کیا میں ان کے اس تباہ کن کام میں حصّہ لے سکتی ہُوں؟ کیا میں انڈیا کے ساتھ دُشمنی کر سکتی ہُوں؟ .... ہرگز نہیں ... مطلق نہیں ... اِنڈیا میری اُمیدوں کا آماجگاہ ہے ... اِنڈیا وُہ دیوی ہے جس کی گود میں میرا پیارا کھیلتا ہے ... اِنڈیا کی خاک وُہ مقدس خاک ہے جس سے میرے پیارے کا جسم بنا ہے ... تو پھر کیا میں انڈیا سے دُشمنی کرونگی نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا ممکنات میں سے نہیں ...... تو پھر؟ ..... میں کس حیثیت سے اس مُلک میں جاؤنگی؟ ... کیا میں اس مہم کے ساتھ جانیکا خیال چھوڑ دُوں؟ کیا میں حملہ آور فوج کے ساتھ نہ جاؤں؟ ... نہیں یہ بھی ناممکن ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ...... یہی تو ایک طریقہ ہے۔ جس سے میں اگر اس پیاری پیاری صُورت کے نہیں تو اس صُورت کو پیدا کرنیوالی سرزمین کے دیدار کر کے اپنے جلتے ہُوئے دِل کو ٹھنڈا کر سکتی ہُوں .... آہ ٹیکسلا کی وُہ پہاڑیاں وُہ سرزمین ..... وُہ بانکا شبدیز ...... وُہ پیاری پیاری صُورت ...... وُہ مردانہ چہرہ ...... وُہ پُر ارتھور جسم ...... اکسیلیس[51] کا وُہ لہریں لیتا ہُوا پانی ...... وُہ پُر جوش گونجتی ہوئی آواز ...... سانگلہ کی وُہ پہاڑیاں

[51] چناب کا یونانی نام ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وُہ جوشیلے الفاظ . . . .

پتا!" انڈیا کا نام لیتے ہی یہ سب کچھ میری نگاہوں کے سامنے کیوں پھر رہا ہے۔ یہ ساری باتیں یاد آآ کر مجھے آگ کی قمچیاں کیوں مار رہی ہیں . . . . . اتنے سال ہو گئے۔ مگر ایک ایک لفظ۔ ایک ایک واقعہ میرے لئے ویسا ہی تازہ ہے . . . . . کیا انڈیا کی سرزمین کو دیکھکر یہ سب کے سب واقعات دُگنی طاقت سے میرے سامنے نہیں آجائینگے ؟ کیا اس مقدس ملک کو دیکھکر میری رُوح کو اور صدمہ نہیں ہوگا ؟ . . . . . تو پھر کیا اس نئی مصیبت کو سہیڑنے کے لئے۔ پُرانے زخم کو پھر سے چرکا دینے کے لئے مجھے ہم کے ساتھ جانا چاہئے ؟ (مُسکرا کر) لیکن زخم مندمل ہی کب ہوا تھا ؟ اسپر انگور ہی کب آیا تھا ؟ . . . . . کیا یہ ممکن نہیں۔ اس پر پھایا رکھنے کا سامان ہی پیدا ہو جائے ؟ . . . . . ہاں ہاں انڈیا میں یوگی بہت رہتے ہیں۔ کلانوس اور ڈنڈامس کے بھائی بند اس سرزمین میں بہت سے ہیں۔ جو خفیہ اسرار کے ماہر ہیں . . . . کیا مجھے وُہ میرے پیارے کا پتہ نہ بتا سکیں گے ؟ . . . . . کیا ان میں سے کوئی میرے دل کی آگ کو بجھانے کا سامان کر دینے والا نہ ملیگا ؟ ہاں ہاں . . . . چلونگی اور ضرور چلونگی . . . . . انڈیا میرے لئے مقدس مقام ہے . . . . . انڈیا میرے خداؤں کا گھر ہے۔ میں وہاں جاؤنگی۔ اور ضرور جاؤنگی . . . . . ورنہ ابا جان کے چلے جانیکے بعد . . . لشکر کے کوچ کے پیچھے . . . . . میری زندگی ناقابل برداشت ہو جائیگی . . . . . اور نہیں تو فوج کشی کے جوش وخروش میں ہی اس جلتے ہوئے دل کو کچھ تشفی نصیب ہوگی . . . . . ہاں ہاں . . . . میں اکیلی یہاں نہیں رہ سکتی . . . فوج میں میری موجودگی زخمیوں کے لئے باعث آرام ہوگی۔ بجائیکہ یہاں رہنا میرے اپنے لئے دوبھر ہو جائیگا۔"

روکشانا اپنے خیالات میں اس قدر محو ہو رہی تھی۔ کہ اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا۔ کہ کمرے میں کون ہے۔ ارادے کو مصمم کر کے اسنے ایک انگڑائی لی۔ سفید سفید خوبصورت اور نازک کلائیاں ہوا میں بلند ہوئیں۔ خیالات کا رُخ پلٹا۔ تو یک بیک اسے یہ محسوس ہوا۔ کہ وُہ اکیلی نہیں۔ اس لئے پیچھے مُڑی۔ تو بے اختیار اسکی زبان سے نکلا "ہیٹرو کلیس!" +



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب چہارم

گُلِ صحرا

کتنے پھول ہیں۔ جو جنگل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس جگہ کی ہوا کو مصفا کرتے ہیں۔ وہیں مُرجھاتے ہیں اور بالآخر اسی جگہ گِر کر مٹی کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ کوئی انسان ان کی خوشبو تک نہیں پہنچتا۔ اور شاید کسی جنگلی جانور کو بھی ان کی خوشبو کے سونگھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ مگر باینہمہ وہ دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ کیا محض اسی لیئے کہ کھلیں۔ خود ہی کھلیں اور پھر مُرجھا جائیں۔

کتنے پھول ہیں۔ خوشنما پھول ہیں۔ جو ایک خاص مقصد کو لیکر دُنیا میں آتے ہیں۔ مگر پیشتر ازیں کہ ان کے اس مقصد کے حصول کے ذرائع میسّر ہوں۔ گلچیں کے بیرحم ہاتھ کا شکار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔

کتنے آدمی ہیں۔ جو دُنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایک خاص طبقہ کے اندر مہکتے ہیں۔ جوان ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کا شکار بن جاتے ہیں۔ اور پھر اس دُنیا سے چل دیتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ ہاں سطحی نظر رکھنے والے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ان کا جیون۔ ان کی زندگی بیکار بےسود و فضول تھی۔ اور ظاہر بین انسان انکی اس بات پر یقین کر لیتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی انسان اس جنگلی پھول کے سینہ کے اندر داخل ہو کر (Com[illegible]) میں (A[illegible]) کو دیکھ سکے۔ اگر کوئی انسان جسم کے اندر گھُس کر رُوح کو مطالعہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ اس دُنیا میں پیدا ہونیوالا کوئی صحرائی پھول بیفائدہ زندگی بسر کرنیکے لئے نہیں آیا۔

پیرڈ وکلیس اسی قسم کا صحرائی پھول تھا۔ جسکے مقصد زندگی کو عام دُنیا نہیں جانتی تھی۔

وہ ایک سپاہی تھا۔ مدبّر تھا۔ اور ساتھ ہی عالم و فاضل بھی تھا۔ اسکی تصانیف آجتک اس زمانے کے متعلق لوگوں کے علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ لیکن کون جانتا ہے۔ کہ اسکی اپنی آنکھوں کے سامنے مقصد کیا تھا؟

روکشانا کے سوال کے جواب میں اسکی زبان سے نکلا:۔

پیرڈوکلیس۔ ہاں شہزادی۔ غلام قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا ہے۔

روکشانا۔ اسوقت؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیٹروکلیس۔ لشکر بہت جلد کوچ کیا چاہتا ہے۔ اسلئے آخری ملاقات کو حاضر ہوا ہوں۔ کون جانے اس زندگی میں پھر یہ موقعہ ملے یا نہ......

یہ الفاظ کہتے ہوئے اسکی آواز بھرا رہی تھی۔ گلا رُک گیا تھا۔

روکشانا۔ (مسکرا کر) سپاہی اور اس قسم کی مایوسانہ گفتگو۔!

پیٹروکلیس۔ مایوسی نہیں۔ لیکن جنگ آخر جنگ ہے۔ کون جانتا ہے نتیجہ کیا ہوگا۔ سارا جہان کہتا ہے جنگ دوسرا دارو۔

روکشانا۔ مگر میں بھی تو ساتھ جا رہی ہوں۔

پیٹروکلیس۔ آپ؟ شاہزادی آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

روکشانا۔ امر واقعہ!

پیٹروکلیس۔ آپ کو فوج کے ساتھ جانیکی کیا ضرورت آپڑی جب ہم اپنا خون بہانیکو تیار ہیں؟

روکشانا۔ پیٹروکلیس! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ عورت دُنیا میں محض کھلونا ہی بنائی گئی ہے۔ خالق نے اُسے صرف اس لئے خلق کیا ہے۔ تاکہ مرد اُسے دیکھا ہی کریں اور وُہ آئینہ کے پیچھے کیطرح کوئی کام نہ کرے۔ یقیناً اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ تو تم غلطی پر ہو میں اُمید نہیں کرتی تھی۔ کہ تمہارے جیسا عالم شخص بھی یہ خیال رکھتا ہوگا۔

پیٹروکلیس۔ معاف کرنا شاہزادی! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں عورت کو مرد کی پیدا کنندہ سمجھتا ہوں۔ اسلئے یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص عورتوں کی نسبت اُلٹے خیالات رکھتا ہے۔ کبھی بھی مردوں کی نسبت اچھے خیالات نہیں رکھ سکتا۔ میرا مطلب صرف یہ تھا۔ کہ ایک معمولی سی مہم کی خاطر جیسی کہ موجودہ تعزیری مہم ہے۔ آپ کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا مناسب نہیں۔

روکشانا۔ مگر شاید تمہاری نسبت مجھے ہندوستانیوں کے متعلق زیادہ علم ہے۔ اسلئے اس مہم کو نہ تو میں معمولی کہتی ہوں نہ ہی تعزیری خیال کرتی ہوں۔ تم نے غالباً وُہ حالات پڑھے ہیں۔ جو شاہنشاہ سکندر کی مہم کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ ایسے واقعات کو بہت کچھ بڑھا چڑھا کر دکھلایا گیا ہے۔ اور یہ انہی کا اثر ہے۔ کہ تم ہندوستانیوں کے متعلق ایسی ہلکی رائے رکھتے ہو۔ مگر تجربہ سب سے بڑا اُستاد ہے۔ اور وُہ بہت جلد تمہیں بتا دیگا۔ کہ یہ مہم تعزیری ثابت ہوتی ہے یا تادیبی اب تو غالباً آخری رخصت کی ضرورت نہیں رہی۔ والسلام......

باتوں ہی باتوں میں شاہزادی نے سلسلہ کلام کو یک لخت بدلکر آخری الفاظ اسطرح کہے۔ کہ پیٹروکلیس کیلئے ماسوائے اسکے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ خاموشی سے محل سے باہر چلا جائے ۰



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب پنجم

خیالات کا ہجوم

خُداوندا! کیوں دُنیا مجھے تنگ کر رہی ہے؟ میں نے دُنیا کا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے کسی کو دُکھ نہیں دیا۔ تکلیف نہیں دی لیکن پھر بھی مجھے تنگ کیا جاتا ہے۔ بلاوجہ تنگ کیا جاتا ہے...... لیکن ہائے! میں کسی کو کیوں الزام دیتی ہوں؟ کسی کو کیا معلوم۔ کہ انکی باتوں سے میرے دل پر کیا گذرتی ہے۔ آہ! کون جانتا ہے۔ کہ میں کس دہکتی ہوئی آگ میں پڑی ہوں۔ کون جانتا ہے میں کس دکھ کا شکار ہو رہی ہوں۔ میں دُنیا کے سامنے اپنی زندگی کا جو پہلو رکھتی ہوں۔ اس سے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ دُنیا مجھے ایک ہنستی کھیلتی چڑیا سمجھے۔ مجھے ایک خوش و خرم ہستی یقین کرے۔ لیکن آہ! سمندر کی تہ اور آسمان کی دھند کی خبریں لانیوالے انسان میرے دل کو کہاں اور کس طرح سمجھ سکتے ہیں!۔

میں جانتی ہوں۔ میں محسوس کرتی ہوں۔ کہ پیٹرو کلیس کا اس آخری ملاقات سے کیا مطلب تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے اُس سے اِس قسم کا سلوک کیا۔ جو ایک انسان دوسرے انسان سے کرتا ہوا شرمندہ ہو۔ لیکن میرے لئے اس کے سوائے اور کیا چارہ ہے۔ کیا میں اس سے بہتر سلوک کر کے اسے اس غلط فہمی میں ڈالوں۔ کہ مجھے اس سے محبت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ میں دُنیا میں سنگدل حیوان کہلانا پسند کرونگی۔ بے رحم بننا بہتر سمجھونگی۔ بہ نسبت اسکے کہ اس غلط فہمی میں ایک اور زندگی کو تباہ کروں۔

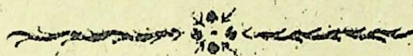
پیٹرو کلیس بہادر ہے۔ دلیر ہے۔ جری ہے۔ عالم ہے۔ فاضل ہے۔ فلاسفر ہے۔ میں اسکی عزت کرتی ہوں اور شاید اس کے ساتھ اس قسم کی محبت بھی کر سکتی ہوں۔ جو ایک بہن ایک بھائی سے کر سکتی ہے۔ لیکن میں محسوس کرتی ہوں۔ کہ وہ اس قسم کی محبت پر قانع نہیں ہوگا۔ اور اس کے علاوہ دیگر کوئی محبت میں اسے دے نہیں سکتی۔ اس صورت میں اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اس سے وہی سلوک کروں جو کر رہی ہوں۔ میرے دل کو اس سے صدمہ پہنچتا ہے۔ میری رُوح کو دُکھ ملتا ہے۔ لیکن ملا کرے۔ پرواہ نہیں۔ ایک قیمتی زندگی ضائع کرنے کی نسبت یہ ہزار درجہ بہتر ہے"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ الفاظ تھے۔ جو پیپر و کلیس کے باہر نکل جانے کے کچھ دیر بعد مدرکشانا کی زبان سے نکلے۔ اس وقت اس کے دل و دماغ تھے کہ اس کے خوبصورت سنہرے بال چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ اور وہ بستر پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔ اور دل بے قابو ہوا جاتا تھا۔ آہ! اتنی بڑی سلطنت میں جس کے حصول کے لئے پیلوس نے لاکھوں انسانوں کے خون بہا دیئے۔ کوئی انسان ایسا نہ تھا جو اس باوقار بادشاہ کی نوجوان بیٹی کو تسلی دے سکتا۔

کچھ عرصہ اسی حالت میں گذر گیا۔ دل کا اُبال جو پیپر و کلیس کی باتوں سے اپنی انتہائی بلندی پر پہنچا ہوا تھا کچھ ہلکا ہوا۔ مدرکشانا بستر سے اٹھی۔ منہ ہاتھ دھویا۔ بال سنوارے۔ اور آئینہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس وقت اسکی آنکھوں میں لال لال ڈورے تھے۔ چہرے پر کچھ سُرخی رونما تھی۔ آج یہ دوسری بار تھا کہ اسے اپنی حالت کو برقرار کرنے کے لئے آئینہ کی مدد کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ لیکن پتہ نہیں۔ آئینہ کے اندر کونسا جادو بھرا تھا۔ کہ جونہی اس نے اپنے چہرے پر نگاہ ڈالی خیالات کا ہجوم پھر اُمنڈتا ہوا نظر آیا۔ اور اس نے محسوس کیا کہ اگر یہی حالت برقرار رہی۔ تو وہ ضرور تھوڑے عرصہ میں پاگل ہو جائیگی۔ اس لئے آئینہ کو وہیں چھوڑ کر جلدی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی بام محل پر کھلی ہوا میں چلی گئی ۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب ششم

پیٹروکلیس کے خیالات

اُدھر پیٹروکلیس روکشانا کے محل سے باہر نکلا۔ لیکن اُسوقت وُہ وُہ پیٹروکلیس نہیں تھا۔ جو ابھی ابھی روکشانا کے محل میں گیا تھا۔ نہ ہی وُہ فلاسفر پیٹروکلیس تھا۔ جو ہر پیشہ اور ہر واقعہ کو فلسفانہ نگاہ سے دیکھنے کا عادی تھا۔ نہیں نہیں اسوقت وُہ ایک بالکل تبدیل شُدہ انسان تھا۔ چوٹ کھائے سانپ کی طرح وُہ اس وقت اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ آہ اُن اُمنگوں۔ کن خواہشوں اور کن تمناؤں کو لئے ہُوئے وُہ شہزادی کے محل میں گیا تھا۔ لیکن اس وقت وُہ خواہشیں وُہ اُمنگیں اور وُہ تمنائیں کہاں تھیں۔ کیا وُہ حرفِ غلط کی طرح مِٹ نہیں چکی تھیں؟ کیا وُہ پاؤں میں روندے ہُوئے پھُول کی طرح مسل نہیں ڈالی گئی تھیں؟

وُہ اسوقت ایک مہم پر جا رہا تھا۔ ہاں اس مہم پر جا رہا تھا جس میں ہزاروں خطرے تھے جس میں قدم قدم پر زندگی خطرہ میں تھی۔ اور اس مہم پر جانے سے پہلے وُہ شاہزادی کے مُنہ سے چند کلمات سُننے کا خواہشمند تھا۔ جنہیں وُہ بطور تعویذ کے اس خطرناک مہم میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کیا یہ کلمات اسے میسر آئے تھے؟ اس میں کلام نہیں۔ وُہ شاہزادی کے ساتھ گفتگو کرنے میں کامیاب ہُوا تھا۔ اور آمنا سامنا بھی ہُوا۔ یہ نہیں کہ وُہ شہزادی کے پیارے پیارے خوبصُورت چہرے پر نگاہ ڈال آیا تھا۔ لیکن کیا یہ گفتگو اور یہ ملاقات اسی قسم کی تھی جیسی وُہ چاہتا تھا؟

شاہزادی نے اسے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا تھا جسے وُہ "محبت" کہہ سکے۔ مگر باینہمہ اسکا یہ ساختہ پن یہ دِل اپنے خیالات کے حق میں اسکی باتوں کو زالہ باری سمجھ گیا تھا۔ اسوقت وُہ محسُوس کرتا تھا کہ شاہزادی کا دِل اس کے لئے نہیں۔ تو کیا کوئی اور شخص ہے جو اس کے راستہ میں رکاوٹ بن رہا ہے؟ پیٹروکلیس سوچتا تھا لیکن اس سوال کا کوئی بھی جواب اسے نہیں سُوجھتا تھا۔ اسکی نگاہ جہاں تک جاتی تھی۔ اسے ایک بھی آدمی ایسا نظر نہیں آتا تھا جسے شہزادی کا محبُوب کہا جا سکے۔

تو پھر...... ہاں پھر...... کیا اسکی مستقل مزاجی اس کے لئے راستہ نہیں بنائیگی۔ یا نہیں بنا سکیگی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیڑا ذرا سا اور پتھر میں گھر کرے
انسان کیا جو نہ دلِ دلبر میں گھر کرے

ہاں ہاں۔ وہ کونسا کام ہے۔ جو ہمت کے سامنے ناممکن ہے۔ وہ کونسی بات ہے۔ جسے ایک صاحبِ ہمت پورا نہیں کرسکتا۔ پیروکلیس! تیرے لئے تو بہت سے مواقع حاصل ہیں۔ تو ایک جنگ پر جا رہا ہے۔ وہ جنگ جس میں تیرے لئے کارہائے نمایاں کے ہزاروں موقعے ہونگے۔ شاہزادی تیرے ساتھ ہے۔ وہ تیرے کارنامے کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔ کیا پھر بھی یہ ناممکن ہے کہ تو اسکے دل کو جیت نہ سکے۔

ہاں ہاں! ہمت کر۔ مایوسی کو چھوڑ۔ اور مشکلات کے پہاڑ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دے۔ اپنے نام کو لافانی بنانے کی کوشش کر تاکہ اگر تو اپنے مقصد میں نہ بھی کامیاب ہو سکے۔ تو بھی دنیا ابد الآباد تک تیرا نام ادب سے لیتی رہے۔

یہ خیالات تھے۔ جو اس وقت اس نوجوان کے دل میں پھر رہے تھے۔ وہ سخت مایوسی کی حالت میں شاہزادی کے محل سے نکلا تھا۔ لیکن اسکا فکر و دماغ اسے آہستہ آہستہ مایوسی کی تاریک کوٹھڑی سے نکالکر امید کے روشن میدان میں لے آیا تھا۔ جہاں پہنچکر اس کے سامنے حسبِ دلخواہ چکر لگانیکے لئے کام کا کھلا عرصہ پڑا تھا۔

اس وقت اسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کی قسمت کی مالکہ دیوی رُدکشا نا کی شکل اختیار کر کے اسے کام کے میدان میں آگے بڑھکر نام پیدا کرنے کو کہہ رہی ہے۔ اور وہ بلا کچھ سوچے اس حکم کی تعمیل میں آگے بڑھنے کو تیار ہو گیا۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب ہفتم

گوروجی کا اُپدیش

رات گذر گئی - اب دن نکلنے کو ہے - مہاراج ورشل کو بستر سے اُٹھے ہوئے ایک گھنٹہ سے اُوپر عرصہ گذر گیا - اسوقت وہ ہمہ تن گوش ہوکر گوروجی کے اُپدیش کو شروَن کر رہے ہیں - آؤ ہم بھی تو سُنیں - گوروجی کیا کہہ رہے ہیں !!

راجن ! اسپتھن پاٹھن اور دیگر کاریوں میں سپھلتا کا رہبر صرف اندریہ نگرہ پر ہے - جس کے لئے یہ اتی آوشیک ہے کہ منشیہ لوبھ - موہ - اہنکار - کرودھ - مد - مان اور ہرش کو تیاگ دے -

شروتر - توچا - چکشو - جوہا (زبان) اور ناسکا کے ذریعہ شبد - سپرش - رُوپ - رس - گندھ میں ادیہ رتی پتی (خامی) کا تیاگ اندریہ نگرہ ہے - شاستریہ آگیا پالن کا ارتھ بھی یہی ہے - کیونکہ سارے شاستروں کا نچوڑ اندریہ سنیم ہے

وُہ پُرش جس کی اندریاں اسکے قابو میں نہیں - جو اندریوں کا داس ہے - چاہے چکرورتی راجہ بھی کیوں نہ ہو - تباہ ہو جائیگا - جیسا کہ اتہاس بتلاتا ہے - کہ بھوج ڈانڈکیہ ایک براہمن کماری پر بُری درشٹی ڈالنے کے کارن راجیہ پاٹ - دھن بندھوؤں سمیت تباہ ہو گیا -

یہی حال کرال وِیدیہہ کا ہُوا - جنہوں نے براہمن کے خلاف کرودھ کے وش ہوکر تباہی مول لی اور تال جنگھا نے بھرگوونش کے خلاف ایلا اور اج بندو نے لوبھ کے وش ہوکر براہمنوں سے کر (خراج) وصُول کرنیکا یتن کیا - اور نتیجہ یہ ہُوا - کہ نہ ایلا کا نام و نشان رہا - نہ اج بندو کا -

مان کے ہاتھوں میں پھنسا ہُوا راوَن پرائی استری کو واپس دینے کو تیار نہ تھا - اسی بھینکر شترو کے ہاتھوں میں پڑا ہُوا دریودھن اپنے راجیہ کا ایک ذرہ بھی پانڈوؤں کو نہیں دینا چاہتا تھا - اور دُنیا جانتی ہے - کہ اس کا پرنام کیا ہُوا - مد میں اندھا ہوکر ڈمبودبھو اور ارجن سے جیا سارے جہان سے نفرت کرتے تھے - پرنتو ان کے [illegible] ہاتھ لگتی ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہرش کے اثر میں آکر وا تاپی نے اگست پر اور ورشنی نے دویاپن پر آکرمن کیا۔
بیہ اور اپنے کئی راجا ان شتروں کے وس میں بنکر اندریہ نگرہ نہ کرتے ہوئے انت میں راج پاٹ، اور دھن
بند ھو سمیت تباہ ہو گئے۔ پرنتو! ان شتروں اور امبرش جیسے گند پر جے پا کر امبرش نا بھاگ
نے چرکال تک پرتھوی پر راجیہ کیا۔
اسلئے راجن! ان چھ شتروں کو تباہ کرو۔ اندریوں پر قابو پراپت کرو۔ مہاتماؤں اور بزرگوں کی
سیوا میں تت پر رہو۔ گپت چروں کی بات کو ساودھانی سے سنو۔ اور سدا جاگرت رہتے تھا پرجا کو خوش
رکھتے ہوئے اسے اپنے اپنے دھرم میں لگا نیکا کارن بنو۔ شاستر کا پٹھن پاٹھن نیم پورو کرتے رہو۔ اور
پرجا کو دھن دھانیہ سے خوش کرنے اسکے ہردے میں جگہ بناؤ۔
وہ نرادھی پتی جو اندریہ دمن کرتا ہے۔ پرجا کی استریوں کو ماتا کی درشٹی سے دیکھتا ہے۔ دوسروں
کے دھن کا لوبھ نہیں کرتا۔ سدا پن میں بھی کام کے وش میں نہیں آتا۔ استیہ مد اور پاپ سے دور رہتا ہوا
ادھرم نہیں کرتا۔ دھرم کاریوں میں پرورت رہتا ہوا اسر واچھاؤں کو پورن کرتا ہے۔ دکھ اسے منہ
نہیں دکھاتا۔ اسطرح وہ دھرم، ارتھ، کام کو پراپت کر لیتا ہے۔ جن کا ایک دوسرے پر نربھر ہے۔ اور
جن میں سے ایک بھی جب اپنی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو نہ صرف اپنے آپکے لئے بلکہ دوسروں کے لئے
بھی ہانی کارک ہوتا ہے۔"
ورشل۔ پرنتو! مہاراج! اکیلا راجہ کیا کر سکتا ہے۔ راجیہ کا اصلی بھار تو منتری گن (وزرا) پر ہے۔ ان
کی مدد کے بنا راجیہ ایک پہیے کے رتھ کی طرح ہے۔ اسلئے کرپا کیا آپ مجھے یہ بتائینگے کہ پا کرینگے کہ آماتیہ
(منتری یا وزیر) کیسے ہونے چاہئیں۔ جہاں تک میں نے ڈنڈنیتی اور راجیہ نیتی کا ادھین کیا ہے۔ آچاریوں
کی سمتی ایک نہیں ÷
گورو جی۔ راجن! سچ کہتے ہو۔ گورو۔ آچاریہ اور آماتیہ تھا راجیہ ادھیکاری راجہ کو اپنی سمتی
بتا کر کئی پرکار کے خطروں سے رکشا کرتے ہیں۔ چھپا یا نا لگا (دھوپ گھڑی) سے سمیہ کا پتہ دیتے
ہوئے وہ اسے ویرتھ کھونے نہیں دیتے۔ اسلئے بدھی مان راجہ سدا ان کی عزت کرتا ہے۔ اور ان کے
چناؤ میں بہت بدھی کو خرچ کرتا ہے۔
راجن! تم نے یہ بھی سچ کہا۔ کہ آچاریوں کا "آماتیہ کیسے ہوں" اس وشے میں مت بھید ہے
بھاردواج کا کتھن ہے کہ "راجہ کو چاہئیے کہ اپنے سہ پاٹھیوں (ہم جماعتوں) کو راجیہ کا ادھیکار
پردان کرے۔ کیونکہ ان کی پویترتا اور گن ... سے سوئم پتہ ہوتا ہے ... ان پر وشواس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر سکتا ہے"

پرنتو وشالاکش جی مہاراج کہتے ہیں "نہیں سہہ پاٹھی راجہ کے ساتھ کھیل چکے ہیں۔ اس کارن ان کے دل میں اس کے لئے وہ آدر نہیں ہو سکتا۔ جو ہونا چاہئے۔ اور سمبھو ہے۔ کہ ان میں سے کوئی ایک اس سے دولیش بھی کرتے ہوں۔ اسلئے ایسے پرشوں کو وشواش کی جگہوں پر لگانا چاہئے۔ جن کے بھیدوں کو وہ جانتا ہو۔ اور جو اس کے بھیدوں کو جانتے ہوں۔ ایسا ہونے پر انہیں یہ ڈر رہیگا۔ کہ کہیں ان کے بھید ظاہر نہ ہو جائیں۔ اس کارن وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے"

پرنتو اسپر کٹاکش کرتے ہوئے پراشر جی مہاراج کہتے ہیں۔ کہ "ایسی دشا میں دونوں طرف ڈر ایک سا ہوگا۔ جب راجہ کے بھیدوں کا انہیں پتہ ہوگا۔ تو راجہ کو بھی ان کی اچھی بری ساری باتیں ماننی پڑ جائینگی۔ جتنے ادھک پرشوں کو راجہ اپنے بھید بتلاتا ہے۔ اتو وہ اتنے ہی ادھیکاریوں کو اپنے اوپر ادھیکار دے رہا ہے۔ اس کارن صرف ایسے پرشوں کو ادھیکار دینے چاہئیں۔ جن کی بھگتی کی آپتکال میں پریکشا کر لے"

پرنتو پشن مہاراج کہتے ہیں۔ کہ "یہ بھگتی ہے۔ بدھی گن نہیں۔ آماتیہ (وزیر) انہیں مقرر کرنا چاہئے۔ جنہیں جب دھن کاریہ (مالی معاملات) سپرد کئے جائیں۔ تو پہلے سے اگر ادھک نہیں۔ تو برابر تو آئے (آمدنی) دکھلا سکیں"

کون پدنت مہاراج کا کتھن ہے۔ کہ "نہیں ایسے پرشوں میں اور کوئی گن نہیں ہوتا۔ آماتیہ پد صرف ایسے پرشوں کو سونپنا چاہئے۔ جن کے پتا اور پتامہا بھی آماتیہ رہ چکے ہوں۔ ایسے پرشوں کو اگلی پچھلی ساری باتوں کا گیان ہوگا۔ راجہ کے ساتھ پرانا سمبندھ ہوگا۔ اس کارن یدی وہ کرودھت بھی ہو جائیں۔ تو بھی اسے تیاگ نہیں کر سکیں گے۔ پشوؤں میں بھی یہ بات دکھائی دیتی ہے۔ گویا بھی نئی گئوؤں کے ساتھ ملنے کی بجائے جانی ہوئی گئوؤں کے درمیان رہنا پسند کرتی ہیں"

پرنتو وات ویادھی جی اس سے سہمت نہیں اور کہتے ہیں۔ کہ "ایسے لوگ راجہ کو اپنے قابو میں کر کے سمپورن سارے کاریہ اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ اسکارن آماتیہ صرف ایسے نئے پرشوں کو بنانا چاہئے۔ جو شاستر اور نیتی ودیا میں نپن ہوں۔ نئے آدمی ہی راجہ کو اصلی دنڈ دھر مانتے ہوئے اسے کرودھت کرنے کا کارن نہیں بنتے"

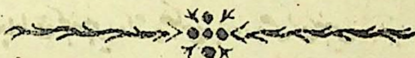
پرنتو باہودنتی پتر کہتا ہے۔ کہ "نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے جس پرش نے صرف گرنتھوں میں ہی ودیا کو پڑھا ہے۔ اور جسے عملی طور پر نیتی کا تجربہ نہیں۔ جس وقت اسے کوئی کاریہ سونپ دیا گیا۔ تو پگ پگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر غلطی کریگا۔ اِسلئے ایسے پُرشوں کو آماتیہ پد کا بھار سونپنا چاہئے۔ جو اُچیہ کُل میں اُتپن ہوئے ہوں، بدّھیمان ہوں، جن کا ہردہ شُدھ ہو، شورویر ہوں اور راجیہ بھگت ہوں۔ آماتیہ پد صرف گنوں پر ملنا چاہئے۔" یہی مت راجن! کوٹلیہ کا ہے۔ کسی منش کی وِدیا کی پریکشا ٹھیک طور پر اس کے کاریہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اس کارن آماتیہ کے چناؤ میں ان ساری باتوں کا دھیان رکھو۔

راجن! میں دیکھتا ہوں۔ تمہارے ہردے میں اس سمیہ کئی شنکائیں اُتپن ہو رہی ہیں۔ تم پوچھنا چاہتے ہو۔ کہ آماتیہ اور منتری گن کی پریکشا کس پرکار ہونی چاہئے۔ اتیادی اتیادی۔ پرنتو باہر باجوں کا شبد بتلا رہا ہے۔ کہ پٹھن پاٹھن اور سندھیوپاسن کا سمیہ ہو چکا۔ اس کارن تمہارے نت نیم میں بادھک ہوتا ہوا میں ان پرشنوں کے اُتر کسی انیہ سمیہ کیلئے اُٹھا رکھتا ہوں۔ جاؤ دیش رکھشک سیناپتی اور پردھان منتری تمہاری پرتیکشا کر رہے ہیں۔ ان سے بارتالاپ کرو۔ پربھو آشیرباد دیں۔ کہ تم مہاپرشوں کے جیون کو سنمکھ رکھتے ہوئے دیش اور جاتی کو اُچیہ سے اُچیہ دشا میں پہنچانیکا ہیتو بنو!"



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب ہشتم

منتری پرشید کے وچار

مہاراج ورشل محل سے باہر نکلے تو اطلاع ملی۔ کہ منتری پریشد (کونسل وزرا) کے اجلاس کا وقت آ پہنچا۔ کونسل ہال میں تشریف فرما ہوئے۔ تو پہلے مہامنتری آچاریہ کو پرنام کیا۔ پھر دیگر وزرا کے نمسکاروں کا خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے راج سنگھاسن پر براجمان ہوئے۔ گورو جی کے لئے بالمقابل آسن آراستہ کیا گیا تھا۔ آج ایوانِ کونسل میں حاضری خوب تھی۔ مشکل سے ہی کوئی وزیر یا افسرِ مملکت ہوگا۔ جو غیر حاضر ہو۔ پنجاب کے قائم مقام کاٹھی بہادروں کے نیتا۔ مالوگش ... جاتیوں کے سردار۔ کلوت، گاندھار، سوبھیت کے فرمانروا کوشل آدھیش۔ اور نئے مفتوحہ علاقہ سوراشٹر (گجرات) کے پرتی ندھی پریشد میں اپنی اپنی جگہوں پر موجود تھے جنہیں مخاطب کر کے مہاراج نے زبانِ فیض ترجمان سے فرمایا۔

"گورو جی! مہامنتری ہوتے تھا منتری گن! آج اس پریشد میں اکٹھے ہونے کے لئے میں نے آپ کو جو کشٹ دیا ہے۔ اسکے لئے کشما مانگتا ہوں۔ پرنتو وشے جس کے لئے یہ پریشد بلایا گیا ہے۔ اتنا نازک ہے۔ کہ ایسا کرنا آوشیک تھا۔

بزرگو اور دوستو! میں جانتا ہوں۔ کہ نیتی نپن مہرشی بھاردواج جی فرماتے ہیں۔ کہ اپنے آدھیشیک وشیوں میں راجہ کو اپنے وچار کسی پر پرگٹ نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ جو بات چھ کانوں سے باہر چلی جائے اسکے گپت رہنے کا کوئی ونکتی ذمہ نہیں لے سکتی۔

پرنتو مہاتما وشالاکش کا کتھن ہے۔ کہ ایک شخص کی سمتی خواہ وہ راجہ ہی کیوں نہ ہو سنبھو ہے کہیں نہ کہیں غلطی پر ہو۔ اسکارن میں اس سمبندھ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جس سمیہ راجیہ کا بھار میرے سر پر کندھوں پر ڈالا گیا تھا۔ میں نے آپ سے یہ پرارتھنا کی تھی۔ کہ آپ اس بھار کے اٹھانے میں میری سہایتا کرتے رہینگے۔ مجھے ہرش ہے۔ کہ میری اس پرارتھنا کو پورن روپ سے سویکار کیا گیا ہے۔ اور یہ اسی کا پھل ہے۔ کہ اس سمیہ سارے کا سارا بھارت پنج ند دیش سے لیکر پاٹلی پتر تک اور سوراشٹر سے لیکر کوشل دیش تک۔ ایک ڈوری میں بندھ گیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس سمیہ بھارت کے اندر کسی پرکار کا دُکھ نہیں۔ پرجا سُکھی ہے۔ اور سُکھ سے دھرم کامیوں میں لگ رہی ہے۔

پرنتو کیول اتنی سی بات پر ہی ہمیں سنتشٹ نہیں ہو جانا چاہیئے۔ دُنیا کے لوگ۔ ہاں بھارت ورش سے باہر کے لوگ بھارت کو دیکھ چکے ہیں۔ بھارت کی سوتنترتا کے اس مہان شترو الکشیندر نے جس کی محنتوں پر ہم نے بڑی کٹھنتا سے خاک ڈالی ہے۔ دُنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ بھارت ورش سونے کا انڈا دینے والا پکشی ہے۔ اسکارن ہم اس سمیہ تک سُکھ کی نندرا حاصل نہیں کر سکتے جس سمیہ تک کہ ہمارے اندر اتنا بل نہ آجائے۔ کہ ہم دُنیا کی ساری شکتیوں کو توڑ سکیں۔

مترو! ہم کسی کو دُکھ دینا نہیں چاہتے۔ ہم کسی کی سوتنترتا پر آکرمن کرنا نہیں چاہتے۔ پرنتو اپنے دیش میں۔ اپنے گرہ میں ہمیں سوتنترتا پوروک سچرنیکا ادھیکار حاصل ہے ہمارے دیش میں۔ ہمارے گھر میں یدی پرماتما نے ہمیں دھن دھانیہ سے مالا مال کیا ہے۔ تو دُوسروں کو کیا ادھیکار ہے۔ کہ وہ اسے ہم سے چھیننے کا یتن کریں۔

پرنتو! مترو اور بزرگو! یدیپی یہ ستیہ ہے۔ کہ ستیہ ہی بل ہے۔ پرنتو بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس بات کو دل سے مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بل ہی شکتی ہے۔ وہ پراکرم بل کو ہی سب کچھ سمجھتے ہوئے یہ مانتے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ دُوسرے کے ہاتھوں سے چھین سکیں۔ ان کے باپ دادا کا مال ہے۔

مَیں ان باتوں میں ادھک سمیہ نہ لیتا ہُوا آپ کی توجہ چند ورش پہلے کے معاملات کی طرف لے جانا چاہتا ہُوں۔ کیا آپ کو بھُول گیا۔ کہ کس طرح یون آدھیش الکشیندر نے دُنیا میں رکت کے ساگر بہا کر جاتیوں کی سوتنترتا کو چھینا تھا؟ ہاں کیا آپ کو وہ کشمکش بھُول گئی ہے۔ جو اس کے پاپوں کے اثر کو مٹانے کے لیئے کی گئی تھی؟

نہیں نہیں میں اس بات کو سویکار نہیں کرتا۔ کہ آپ میں سے کوئی بھی اس کشمکش کو بھُول سکتا ہے۔

تو پھر آپ پوچھیں گے۔ کہ اس ورتھا وارتا کا پریوجن کیا ہے؟

مترو اور بزرگو! ہمارے گپت چرن رجاسُوسوں نے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھے یون علاقوں میں گھوم رہے ہیں۔ یہ سوچنا دی ہے۔ کہ الکشیندر کی مرتیو کے پشچات اس کے سیناپتیوں میں جو یدھ جاری تھا۔ اس کا انت ہو گیا۔ دو بار اس کے راجیہ کے بھاگ بنٹ گئے۔ ان بھاگوں پر پھر یدھ ہوئے پرنتو اب سارا جھگڑا خاتمہ پر ہے۔ بھارا ہل سے دیش بابل کا راجیہ الکشیندر کے مشہور سیناپتی سیلوکس کے حصہ میں آیا ہے۔ اور آپ میں سے بہت سے لوگ اس شور ویر کی نہ مٹنے والی اُمنگوں سے واقف ہونگے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں نے سویم اس یودھا کے درشن کئے ہیں (یہاں پہنچکر معلوم نہیں۔ کس خیال نے مہاراج کے دل میں چٹکی لی۔ کہ آپکے چہرے کی رنگت میں غیر معمولی تغیر آگیا) اور میں اس بات کو جانتا ہوں کہ وہ اس سمیہ تک آرام کی نیند نہیں سوئیگا۔ جب تک ایکبار بھارت کے شور بیروں سے دو دو ہاتھ نہ کر لیگا۔

وہ بھارت کو کم از کم بھارت کے اس حصے کو جسے الکشیندر نے ودھرم یا ادھرم سے پراپت کیا تھا۔ اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور جب تک اسنے باقی بھارت کو وجے نہ کر لیگا۔ دم نہ لیگا۔

کیا آپ اپنی سوتنترتا کو اس کے رحم پر چھوڑنا پسند کرینگے؟ کیا آپ ایکبار پھر یون راجیہ اور یون تلوار کا مزہ لینا پسند کرینگے؟ یہ پرشن ہے جس کا اُتر لینے کے لئے میں نے آپ کو یہاں آنیکا کشٹ دیا ہے۔ کیونکہ یہ کیول میرے اپنے آپ تک اثر رکھنے والی بات نہیں۔ بھارت کو بڑی کٹھنتا سے ابھی یدھ سے دم لینے کی فرصت ملی ہے۔ پرنتو اسکی سوتنترتا پر پھر پرہار پڑنے کو ہیں۔ آپ بھارت بھر کے پرتی ندھی ہیں۔ بھارت کی پرجا کے پرتی ندھی ہیں۔ اسلئے میں نے سارا وچار آپکے سنمکھ اُپستھت کر دیا ہے کیونکہ میں اپنے آپ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔"

مہاراج کی زوردار جوشیلی اور زبردست آواز خاموش ہوگئی۔ منتری گن اور راجہ لوگ چند منٹ تک خاموشی سے نیچی نظر کئے بیٹھے رہے لیکن بالآخر سوراشٹر ادھیش سے کچھ کٹھن کر نیکی آگیا مانگی۔ آگیا دیگئی اور آپنے کہنا شروع کیا:-

سوراشٹر آدھیش۔ مہاتا کو ٹیہ۔ مہاراج کرشس۔ شری مہاراج چندر۔ منتری تتھا راجہ گن! میرے دیش کو بھارت ورشیہ جاتی مہاسبھا ارتھات مگدھ راجیہ میں سملت ہوئے بہت سمیہ وتیت نہیں ہوا جس سمیہ میرے دیش پر ماگدھی شور بیروں نے آکرمن کیا۔ میں نے جس پرکار بھی ہو سکا۔ ان کا مقابلہ کیا۔ پرنتو آج جبکہ میں اس راجیہ کا ایک انگ ہوں۔ میں یہ انوبھو کرتا ہوں۔ کہ یدی میں ایسا نہ کرتا۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ کیونکہ میرے دیش کی سوتنترتا آج بھی اسی پرکار سورکشت ہے جس پرکار ایک الگ راجیہ ہوتے ہوئے تھی۔ بلکہ اب تو میں یہ ماننے کو بھی اُدت ہوں۔ کہ میرے دیش کی سوتنترتا پہلے سے ادھک سورکشت ہے۔ کیونکہ آج یدی کوئی اسے میرے دیش باسیوں سے چھیننا چاہتا ہے تو گاندھار سے لیکر مہا گیری تک اور ساگر دیش سے لیکر وندھیا تک بھونچال آجائیگا۔ اس کارن میرا آتما اب مجھے کئی بار اس بات پر شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں نے کیوں وہ شکتی جو بھارت کے شتروؤں کے ورودھ خرچ ہو سکتی تھی۔ مہاراج چندر کے مقابلہ میں خرچ کی!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس سمیہ بھارت کے اندر کسی پرکار کا دُکھ نہیں ہے پرجا سُکھی ہے۔ اور سُکھ سے دھرم کاریوں میں لگ رہی ہے۔

پرنتو کیول اتنی سی بات پر ہی ہمیں سنتشٹ نہیں ہو جانا چاہیئے۔ دُنیا کے لوگ۔ ہاں بھارت ورش سے باہر کے لوگ بھارت کو دیکھ چُکے ہیں۔ بھارت کی سوتنترتا کے اس مہان شترو الکشیندر نے جس کی محنتوں پر ہم نے بڑی کٹھنتا سے خاک ڈالی ہے۔ دُنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ بھارت ورش سونے کا انڈا دینے والا کبُشی ہے۔ اسکارن ہم اس سمیہ تک سُکھ کی نیند حاصل نہیں کر سکتے۔ جس سمیہ تک کہ ہمارے اندر اتنا بل نہ آجائے۔ کہ ہم دُنیا کی ساری شکتیوں کو توڑ سکیں۔

مترو! ہم کسی کو دُکھ دینا نہیں چاہتے۔ ہم کسی کی سوتنترتا پر آکرمن کرنا نہیں چاہتے۔ پرنتو اپنے دیش میں۔ اپنے گرہ میں ہمیں سوتنترتا پوروک جیون بسر کرنے کا ادھکار حاصل ہے۔ ہمارے دیش میں۔ ہمارے گھر میں یدی پرماتما نے ہمیں دھن دھانیہ سے مالا مال کیا ہے۔ تو دُوسروں کو کیا ادھکار ہے۔ کہ وہ اسے ہم سے چھیننے کا یتن کریں

پرنتو! مترو اور بزرگو! یدی یہ ستیہ ہے۔ کہ ستیہ ہی بل ہے۔ پرنتو بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس بات کو دل سے مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بل ہی شکتی ہے۔ وہ پراکرم بل کو ہی سب کچھ سمجھتے ہوئے یہ مانتے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ دُوسرے کے ہاتھوں سے چھین سکیں۔ ان کے باپ دادا کا مال ہے۔

مَیں ان باتوں میں ادھک سمیہ نہ لیتا ہُوا آپ کی توجہ چند ورش پہلے کے معاملات کی طرف دے جانا چاہتا ہُوں۔ کیا آپ کو بھُول گیا۔ کہ کس طرح یون آدھیش الکشیندر نے دُنیا میں رکت کے ساگر بہا کر جاتیوں کی سوتنترتا کو چھینا تھا؟ ہاں کیا آپ کو وہ کشمکش بھُول گئی ہے۔ جو اس کے پاپوں کے اثر کو مٹانے کے لئے کی گئی تھی؟

نہیں نہیں میں اس بات کو سویکار نہیں کرتا۔ کہ آپ میں سے کوئی بھی اس کشمکش کو بھُول سکتا ہے۔ تو پھر آپ پُوچھیں گے۔ کہ اس ورتھا وارتا کا پریوجن کیا ہے؟

مترو اور بزرگو! ہمارے گپت چر اور جاسُوس لوگ جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھے یون علاقوں میں گھُوم رہے ہیں۔ یہ سوچنا دی ہے۔ کہ الکشیندر کی مرتیو کے پشچات اس کے سیناپتیوں میں جو یدھ جاری تھا۔ اس کا انت ہو گیا۔ دو بار اس کے راجیہ کے بھاگ بنٹ گئے۔ ان بھاگوں پر پھر یدھ ہُوئے پرنتو اب سارا جھگڑا خاتمہ پر ہے۔ ہمارا ہم بل کے دیش بابل کا راجیہ الکشیندر کے مشہور سیناپتی سیلوکس کے حصہ میں آیا ہے۔ اور آپ میں سے بہت سے لوگ۔ اس شوربیر کی نہ مٹنے والی اُمنگوں سے واقف ہونگے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں نے سویم اس یودھا کے درشن کئے ہیں۔ یہاں پہنچکر معلوم نہیں۔ کس خیال نے مہاراج کے دل میں چٹکی لی۔ کہ آپکے چہرے کی رنگت میں غیر معمولی تغیر آگیا) اور میں اس بات کو جانتا ہوں کہ وہ اس سمیہ تک آرام کی نیند نہیں سوئیگا۔ جب تک ایکتا یا بھارت کے شورویروں سے دو دو ہاتھ نہ کر لیگا۔

وہ بھارت کو کم از کم بھارت کے اس حصّہ کو جسے الکشیندر نے دھرم یا ادھرم سے پراپت کیا تھا۔ اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور جب تک اسے اور باقی بھارت کو وہ جے نہ کر لیگا۔ دم نہ لیگا۔

کیا آپ اپنی سوتنترتا کو اس کے رحم پر چھوڑنا پسند کرینگے؟ کیا آپ ایکبار پھر یون راجیہ اور یون تلوار کا مزہ لینا پسند کرینگے؟ یہ پرشن ہے جس کا اُتر لینے کے لئے میں نے آپ کو یہاں آنیکا کشٹ دیا ہے۔ کیونکہ یہ کیول میرے اپنے آپ تک اثر رکھنے والی بات نہیں۔ بھارت کو بڑی کٹھنتا سے ابھی یدھ سے دم لینے کی فرصت ملی ہے۔ پرنتو اسکی سوتنترتا پر پھر پرہار پڑنے کو ہیں۔ آپ بھارت بھر کے پرتی ندھی ہیں۔ بھارت کی پرجا کے پرتی ندھی ہیں۔ اسلئے میں نے سارا وچار آپکے سنمکھ اپستھت کر دیا ہے کیونکہ میں اپنے آپ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔"

مہاراج کی زوردار جوشیلی اور زبردست آواز خاموش ہو گئی۔ منتری گن اور راجہ لوگ چند منٹ تک خاموشی سے نیچی نظر کئے بیٹھے رہے لیکن بالآخر سوراشٹر آدھیش سے کچھ کٹھن کرنی آگیا ہو گی۔ اُٹھا و گئی اور آپنے کہنا شروع کیا:۔

سوراشٹر آدھیش۔ مہاتاکوٹیہ۔ مہاراج کرشس۔ شری مہاراج چندر۔ منتری تتھا راجہ گن! میرے دیش کو بھارت ورشیہ جاتی مہاسبھا ارتھات مگدھ راجیہ میں سملت ہوئے بہت سمیہ ویتیت نہیں ہوا جس سمیہ میرے دیش پر ماگدھی شورویروں نے آکرمن کیا۔ میں نے جس پرکار بھی ہو سکا۔ ان کا مقابلہ کیا۔ پرنتو آج جبکہ میں اس راجیہ کا ایک انگ ہوں۔ میں یہ انوبھو کرتا ہوں۔ کہ یدی میں ایسا نہ کرتا۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ کیونکہ میرے دیش کی سوتنترتا آج بھی اسی پرکار سورکشت ہے جس پرکار ایک الگ راجیہ ہوتے ہوئے تھی۔ بلکہ اب تو میں یہ ماننے کو بھی اُدت ہوں۔ کہ میرے دیش کی سوتنترتا پہلے سے ادھک سورکشت ہے۔ کیونکہ آج یدی کوئی اسے میرے دیش باسیوں سے چھیننا چاہتا ہے۔ تو گاندھار سے لیکر ہماگیری تک اور ساکیت دیش سے لیکر وندھیا تک بھونچال آجائیگا۔ اس کارن میرا آتما اب مجھے کئی بار اس بات پر شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں نے کیوں اس شکتی جو بھارت کے شتروؤں کے ورودھ خرچ ہو سکتی تھی۔ مہاراج چندر کے مقابلہ میں خرچ کی!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پرنتو شاید اب اس پاپ کا پرایشچت کرنیکا سمیہ آگیا ہے۔ اور میں مہاراج سے آگیا چاہتا ہوں کہ مجھے یون پودھا کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنیکا سمیہ دیں۔

گومشٹھل (رتی پتی) سینیا پتی بھائی سوشرما آدھیش نے جو کچھ کہا ہے۔ سروتھا سینیا ہے۔ گندھار کا راجہ ایک ودیشی کا راجہ نہیں۔ یہ بھارت ورش کی تمام جاتیوں کی ایک پرتی ندھی سمجھا کا راجہ ہے۔ اسلئے اس کے کسی بھی انگ کو دکھ ہو نیسے سارے دیش کو دکھ ہونا چاہئے۔ پرنتو میں سمجھتا ہوں۔ کہ سوشرما آدھیش کا یون راجہ سے دو ہاتھ کرنے کا وچار ابھی بہت دور کی بات ہے وہ تو جب ہوگا دیکھا جائیگا۔ اس سمیہ ہمارے سامنے یہ پرشن اپستھت ہے۔ کہ ورتمان کال میں ہمارا کیا کرتویہ ہے۔ میری سمتی میں یہ بہت اچھا ہوتا۔ یدی اس سمیہ جبکہ الکشیندر کے سیناپتی آپسمیں یدھ کر رہے تھے۔ ہم بھید نیتی (نفاق ڈلوانا) سے کام لیکر انہیں تباہ کر دیتے۔ پرنتو سمیہ گذر گیا۔ اب بھی یدی ال پورس (راجہ) کا کوئی دعویدار نظر آتا ہو۔ تو ہمیں اسے آگے کرکے یون راجہ سے بھڑا دینا چاہئے۔ تاکہ ہمارا دیش یدھ اگنی سے سورکشت رہے۔

کاٹھی پرتی ندھی۔ سب کے پوجنیہ منتریوں نے جو کچھ کہا ٹھیک ہے۔ پرنتو میرا وچار ہے۔ کہ ہم اس سمیہ اتنے شکتی مان ہیں۔ کہ یون تھا کوئی انیہ شترو ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے میری سمتی میں سب سے اچھا یہ ہوگا۔ کہ ہم شترو کے اپنے دیش میں چل کر پرہار کریں۔ تاکہ اسے اپنے گرہ کی رکشا کی پڑ جائے۔ اور وہ اسطرف رخ ہی نہ کر سکے۔

مالو سردار۔ میں آج یہ شرون کرکے وسمت رہ گیا ہوں۔ کہ یون سیناپتی اتنی جلدی اس سبق کو بھول گیا ہے۔ جو مالو سورویروں نے اسکے راجہ الکشیندر کو سکھایا تھا۔ پرنتو شاید بھنشیہ کی پرکرتی ہی ایسی بنی ہے۔ تو بھی اب کے آئے تو وہ یدی پران لیکر جائیگا۔ تو اسے اپنی قسمت اچھی سمجھنی چاہئے۔

غرض کتنی ہی تقریریں ہوئیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے نکتہ نگاہ سے معاملے پر نظر ڈالی۔ آخر میں مہاراج نے گورو جی (چانکیہ) کی طرف دیکھا۔ جنہوں نے فرمایا:۔

"راجن! تتھا منتری منڈل! آپ سب مہانو بھاؤں نے اپنی اپنی سمتی دیدی ہے۔ اور یہ ہرش کی بات ہے۔ کہ کم از کم پریوجن سب کا ایک ہے۔ شترو کو روکنا چاہئے۔ اس وشے میں سب نے اپنی اپنی سمتی دیدی ہے۔ میرا وچار ہے۔ کہ راجہ کو ان سارے سمتیوں پر ایکانت میں تتھا دو چار منتریوں سہت وچار [illegible] کال اُد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیش کا وچار خطرے کے ہر پہلو پر سوچنا تھا کاریہ میں سپھلتا یہ پانچ باتیں کسی بھی پریشد کی سمیتیوں کا مکھیہ انگ ہونی چاہئیں - اور ہرش کا سمیہ ہے - کہ آپ کے پریشد میں یہ ساری باتیں اپستھت ہیں - اس کارن سپھلتا میں سندیہ نہیں ہو سکتا - یدی الگ الگ شیندر چھوٹی چھوٹی اور اکیلی اکیلی جاتیوں کے ساتھ یدھ کرتا ہوا وپاسا دیباس ہیں آگے نہیں بڑھ سکا تھا - تو سارے بھارت کے ساتھ یدھ کرنے کوئی کارن نہیں - کہ اسکا سیناپتی ہمیں ادھک کلیش دے سکے - پرنتو ساودھانی کی آوشکتا ہے - اس کارن میں آپ سب سے پرارتھنا کروں گا - کہ اپنے اپنے دیش میں ساودھانی سے کاریہ کریں - شترو کے گپت چر ہماری نیونتاؤں کا پتہ لگانے کا یتن کرینگے - ہمارے اپنے دیش کے دیش گھاتک - شترو کو کہا بتا دینے کا کارن بنینگے - ان سب پر بڑی گپت ریتی سے درشٹی رکھنے کی آوشکتا ہے - ذرا سی چوک بھینکر باتوں کا کارن بن سکتی ہے - ہستی جیسے بھاری جیو کی کمزوری کو جانکر ایک سپیکار (چیونٹی) بھی اسے تباہ کر دیتی ہے - اسلئے میں اب آپ کو آپ کی پریشد کی سپھلتا پر ودھائی دیتا ہوا مہاراج کو وچار کے لئے سمیہ دینے کی یاچنا کرتا ہوں +



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب نہم

موہن گرہ کی سیر

رات آدھی کے قریب گذر چکی ہے۔ چاروں طرف خاموشی اور سنّاٹا ہے۔ کہیں سے کوئی آواز نکلتی سُنائی نہیں دیتی۔ ہر سمت نِدرا دیوی کا عمل دخل ہے۔ چرند۔ پرند۔ درند سبھی کے سب گہری نیند میں مگن سو رہے ہیں۔ اس وقت اگر کوئی جاگتا ہے۔ تو وُہ درندا در پرند جو نِکلتے ہی رات کو ہیں۔ جو دِن کے وقت کسی کو مُنہ دکھلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اور رات کے وقت گہری نیند میں مُبتلا حیوانات کو اپنا کھاجا بنلانے میں ہی اپنی بہادری سمجھتے ہیں۔ یا وُہ رہزن اور چور (جن کی تعداد خوش قسمتی سے ہمارے قِصّہ کے وقت بھارت ورش میں بہت کم ہے) جو دُوسرے کے مال پر مزے اُڑانے کو ہی مقصدِ زندگی تصوّر کرتے ہیں۔ یا وُہ راجیہ کرمچاری (پولیس مین) جو اپنی نیند حرام کر کے دُنیا کو آرام کی نیند سلانے کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ یا کوئی کوئی ودیارتھی جو آنکھوں پر چھینٹے مار کر سنتھا (سبق) کو یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہاں اسوقت ہر طرف نِدرا دیوی اپنا سیاہ پردہ پھیلا رہی ہے۔ اور تو اور کرشن بھی اس کی آغوش میں آئے ہوئے جو کُچھ کھاتے ہیں۔ ویسے کا ویسا ہی اُگلتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں اس وقت یہ ہوش یا تمیز ہی نہیں۔ کہ کھانے کو چبا کر ہضم تو کر لیں۔

غرض دِن بھر کی محنت سے تھکی ہُوئی مخلوق اسوقت آرام کر رہی ہے۔ پولیس مین بھی تو ڈیوٹی پر اونگھ رہے ہیں۔ شاہی محل کی سیر کے لئے اِس سے بہتر موقعہ مشکل میسّر آسکیگا۔ لہٰذا آؤ دبے پاؤں چلے آؤ۔ آج ہم آپ کو مہاراج کے خاص محل موہن گرہ کی سیر کرائیں۔ بعد میں شاید اسے دیکھنا ناممکن ہو جائیگا۔

محل کے باہر واقعہ دمدمہ کی دیکھ بھال میں وقت ضائع نہ کیجئے۔ نہ ہی اس زبردست خندق کے پانی کی گہرائی ماپنے کی کوشش کیجئے۔ جو اسے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ یہ کام دِن کے وقت بھی ہو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سکتا ہے۔ آؤ جلدی جلدی قدم اُٹھاؤ۔ کیونکہ پہرے والا اونگھ سے بیدار ہوگیا۔ تو محل کے اندر داخلہ ناممکن ہوجائیگا۔ کیونکہ ہم مدرا لانچھن (پروانہ راہداری) کے بغیر اندر جانیکی کوشش کر رہے ہیں۔

ہاں ہاں چلیئے ان پیچ در پیچ۔ راستوں اور بے شمار کمروں کو گذرتے ہوئے آگے بڑھے آیئے ہم نے انہیں تعمیر ہوتے دیکھا ہے۔ اسلیئے راستہ گم کرنیکا امکان نہیں۔ یہ دیکھیئے اِن کمروں کی دیواریں جن کی تعمیر میں چونے۔ گچ اور مٹی کے ساتھ بجلی کے ساتھ جلی ہوئی راکھ ملائی گئی ہے۔ ان کی تعمیر میں معمولی پانی استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ اولوں کا پانی برتا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ آگ کے خطرے سے محفوظ ہیں۔

جیونتی۔ رشویت۔ مشک لشپ۔ وندا کہ وغیرہ بوٹیاں اور سپجابت اور اشوتھ برکشوں کی ٹہنیاں جابجا رکھی ہیں۔ تاکہ سانپ دخل نہ پاسکیں۔ جابجا کروںچ۔ جیون جیوک۔ رٹ کوکل۔ چکور۔ مینا بھرنگ راج وغیرہ کے پنجرے لٹک رہے ہیں۔ کیونکہ ان جانوروں کی موجودگی میں سانپ اور زہر کی موجودگی کا فوراً پتہ لگ سکتا ہے۔

اسطرف جدھر پر کھیات سمستھا برکش (گملے) رکھے ہیں۔ جانے کی کوشش نہ کیجیئے یہ نواس یعنی زنانہ محل ہے۔ اس محل کے آگے شہزادوں اور شہزادیوں کے محلات ہیں جنہیں گذر کر النکار بھومی منتر بھومی (کونسل ہال) اور ادھیکاریوں کے دفاتر نظر آئینگے۔

لیکن ان سب اطراف سے توجہ ہٹا لیجئے۔ ادھر محل کے انچارج افسر کی فوج بھی موجود ہے اور اگر ہم ان کی سیر میں مصروف ہوگئے۔ تو شاید رات یہیں گذر جائیگی۔ اور ہم موہن گرہ تک پہنچ بھی نہیں سکیں گے۔ اسلیئے جلد جلد قدم اُٹھائیے۔ یہ سامنے موہن گرہ کی عمارت ہی تو ہے۔

اندر داخل ہونے پر چاروں طرف نُور ہی نور دکھائی دیتا ہے جھاڑ فانوس اور معلوم نہیں کس کس قسم کی روشنیوں سے جن کے نام بھی فی زمانہ لوگوں کو یاد نہیں رہے محل بُقعہ نور بن رہا ہے۔ چاروں طرف بزرگانِ سلف شری رامچندر جی۔ ہنومان جی۔ سگریو جی۔ مہاراج بل۔ اور سینکڑوں ایسے بزرگوں کے رنگین نقشے رکھے ہیں جنہیں آج کا مؤرخ شاید فرضی ہی کہکر ٹالدے۔ یہہ دیکھیئے مہامنی بالمیک جی آسن جمائے بیٹھے ہیں۔ وہ اس کونے میں بھگوان کرشن چندر جی گیتا کا اُپدیش سنا رہے ہیں کیسی خوبصورت تصویر ہے۔ گویا ابھی بولا چاہتی ہے چہرہ سے ہی ظاہر ہے۔ کہ اسوقت مہاراج کے اندر انسانی نہیں۔ خدائی طاقت موجود ہے آتمک بل اپنے پورے زور پر ہے۔ آتما کی شکتی کے سامنے انسانی اور مادی جسم کی ہستی گم ہوتی ہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نظر آتی ہے۔ وہ دیکھو دوسری طرف مہاتما بیاس جی مہابھارت سنا رہے ہیں۔ اِردگرد رِشی مُنیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ سامنے دیکھئے مہاراج نند کا مجسمہ پڑا ہے۔ لیکن اس دھوکے میں نہ رہنا۔ کہ یہ سب تصاویر بُت اور مُورتیاں صرف محل کی آرائش کے لئے ہی رکھی گئی ہیں۔ ایسا کہنا مہاراج چانکیہ کے زبردست دماغ کی ہتک کرنا ہے۔ جن کا کوئی کام بھی بقول ان کے بیفائدہ نہیں ہوتا۔ اگر اِن مُورتیوں کی اصلیت دیکھنے کی خواہش ہو۔ تو ذرا ہمت کر کے بالمیک جی کے ہاتھ سے رامائن چھین دیکھئے۔ ایں یہ کیا؟ مہاتما کہاں گئے وہ دونوں بازو جو پُستک کو تھامے تھے کیا ہوئے۔ کیونکہ اب ہمارے سامنے مہاتما نہیں۔ بلکہ ایک خوفناک غار کا مُنہ ہے جس میں جھانکتے ہوئے بھی ڈر معلوم دیتا ہے۔ نیچے چلتے ہوئے پانی کی آواز بھی آ رہی ہے۔ اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا یہ پتہ بھی دے رہا ہے۔ کہ کھلا میدان بھی دور فاصلے پر نہیں۔

لیکن رہنے دو۔ اس بھول بھلیاں میں پڑ گئے تو شاید ایک ہی مُورتی کی کھوج میں ہمیں لَو بیت جائیگی اِدھر رات بیتی جا رہی ہے۔ بس ایک ہی تجربہ ہے بقول "مشتے نمونہ از خروارے" پتہ لگ گیا ہے۔ کہ اس چھوٹے سے کمرے کی تعمیر میں کتنی عقل اور کاریگری صرف ہوئی ہے۔

ایں! مہاراج نے کروٹ بدلی۔ شاید ہماری آوازوں کو سُنکر جاگ اُٹھے ہیں۔ نہیں تو پہلے سے ہی جاگتے معلوم ہوتے ہیں۔ ذرا سُننا۔ مُنہ میں کچھ بڑبڑا بھی رہے ہیں:۔

"اُف۔ پندرہ سال بیتے جا رہے ہیں۔ مگر میرے لئے ابھی یہ سب کچھ کل ہی ہوا ہے۔ گورو جی زور دے رہے ہیں۔ منتری جی سمجھاتے ہیں۔ پرجا اِچھا کرتی ہے۔ کہ میں دواہ کر لوں؟ پرنتو میرا آتما سویکار نہیں کرتا۔ میرا ہردہ گلانی کھاتا ہے! وہ کارن پُوچھتے ہیں۔ پرنتو کارن میں کیا بتاؤں؟ کیا میں انہیں یہ کہدوں۔ کہ یہ ہردہ پندرہ سال ہو گئے۔ ایک وِشنی دیوی کی بھینٹ ہو گیا۔ اب اس جسم اور ہڈی کے شریر کے اندر وہ وستو ہی نہیں۔ جسے لیکر میں دواہ کی ویدی پر بیٹھوں!

آہ! تو کیا موریہ بنش کا میرے شریر کے ساتھ ہی خاتمہ ہو جائیگا؟ وہ بنش جسے بنانے کے لئے گورو جی نے اپنی ساری شکتیاں خرچ کر دی ہیں۔ ایکدم تباہ و برباد ہو جائیگا۔ پرنتو شاید دیو کو یہی منظور ہے۔ پربھو کی یہی اِچھا ہے۔ شاید نند بنش کی تباہی کی یہ سزا ہے۔ شیش ناگ بنش کی بربادی کا یہ پھل ہے، تو ییدی ودھاتا کی ہی یہ اِچھا ہے۔ تو میں اس میں دخل دینے والا کون؟ پراربدھ کو روک کون سکتی کس میں؟

پرنتو دُنیا دواہ کرتی ہے۔ پرتی دن کرتی ہے۔ راجہ لوگ ایک نہیں۔ انیک دواہ کرتے ہیں کیا میں ایسا نہیں کر سکتا؟ کیا میں اسطرح گورو جی۔ منتری گن اور پرجا کی اِچھاؤں کو پورن نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر سکتا تھا۔ اس سے پہلے میں نے ان کی اچھاؤں کی پورتی کے لئے اتنا کچھ کیا ہے۔ تو کیا اب یہ نہیں کر سکتا؟

نہیں نہیں، وہ دو شریر کا سمبندھ نہیں۔ کم از کم میں اسے ایسا نہیں سمجھتا۔ یہ آتما کا سمبندھ ہے۔ اور آتما کا سمبندھ ہمیشہ کے لئے ایک بار ہی ہوتا ہے۔ اور اٹوٹ ہوتا ہے۔ اس میں کسی اور کا دخل نہیں ہو سکتا۔ گوردیو، منتری گن اور پرجا یدی اس سے اسنتشٹ ہیں۔ تو میں اگر چاہیں، راج کو تیاگ کر سکتا ہوں۔ پرنتو آتما کو کسی دکھتی کے ہاتھ بیچ نہیں سکتا۔

آہ! پندرہ ورش بیت گئے۔ وہ پندرہ ورش جنہیں مگدھ کا راجیہ سدھ بھیا سے ہاتھ تک اور گاندھار سے پاٹلی پتر تک وسترت ہو گیا۔ وہ پندرہ ورش جنہیں اتر بھارت کا سارا انتظام بدل گیا ہے۔ مجھے اس سے بہت دور رہنا پڑا۔ پرنتو راج پاٹ۔ گاڑیوں کے اندر۔ راجیہ کے انتظام کے اندر۔ سیر و شکار کے اندر کبھی بھی وہ صورت میرے نینوں سے اوجھل ہوئی ہے۔ جسے پہلے پہل میں نے تکشک شلا کے میدان میں دیکھا تھا۔

"جینا ہے تو تمہارے ساتھ اور مرنا ہے تو تمہارے ساتھ" اس کے یہ شبد ابھی زور کے ساتھ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ جس کے ساتھ یہ کہے گئے تھے۔ آہ یہ وہ شبد ہیں۔ جو چندر بھاگا کے وسترت اور گپت جل کو ساکشی رکھتے ہوئے کہے گئے تھے۔ پربھو! کیا یہ متھیا ثابت ہوں گے؟ پرنتو کیا میں پاگل ہو گیا ہوں؟ کیا یہ سمبھو ہو سکتا ہے کہ ایک راجہ کی پتری پندرہ ورش تک ادواہت پڑی رہے؟ جب تو مرد ہوتا ہوا بھی اپنے آپ کو اسی اوستھا میں رکھتے ہوئے دکھ انوبھو کرتا ہے۔ تو کیا یہ سمبھو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک استری۔ ایک ابلا اتنے لمبے عرصہ تک۔ اتنے دیرگھ کال تک کماری رہ سکے؟ تو پھر؟ ہاں اگر وہ ودواہت ہے تو پھر؟ ہاں ہاں تو پھر میرا کیا کرتویہ ہے؟ اُف! اُف! یہ وچار ہی دکھدائک ہے۔ اس کے سامنے آتے ہی میرے آتما پر بجلیاں گر جاتی ہیں۔ میں اس پر وچار کرنے کے قطعی ناقابل ہوں۔ نہیں نہیں میں اسے درشٹی کے سامنے بھی نہیں لا سکتا۔

پرنتو بالکل سمبھو ہے۔ کہ ایسا ہو۔ پھر؟ ہاں میں سندیہہ میں نہیں رہ سکتا۔ اب ادھک سمے تک شنک میرے آتما کو دکھ نہیں دے گی۔ میں اس شنکے میں اصلیت کا پتہ نکالوں گا۔ پھر جو ہوگا۔ دیکھا جائے گا۔"

کیوں صاحب! تم اپنے آپ کو بدقسمت تصور کرتے ہو۔ لیکن دیکھا تمہارے سامنے وہ شخص پڑا ہے جسے دنیا خوش قسمت ترین شخص سمجھتی ہے۔ جس نے ایک معمولی سوار کی حیثیت سے ترقی کر کے ایک چکرورتی راجہ پد کو گرہن کیا ہے جس کی حالت پر بہت سے لوگ رشک کھاتے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کے من کے اندر گھس کر آج دیکھ لیا کہ اس وسیع مملکت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کے سامنے وہ دل کے بخار نکال کر اپنے دکھ کو ہلکا کر سکے۔ ایک شخص بھی ایسا نہیں [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب دہم

ہندوستانی سفارت

بابل کے قدیم شہر میں آج جدھر چلے جاؤ۔ ایک ہی تذکرہ ہر شخص کی زبان پر ہے۔ جس طرف رُخ کرو۔ ایک ہی معاملے پر چہ میگوئیاں سننے میں آتی ہیں۔ اور وُہ ہندوستانی سفارت ہے۔ بھارت ورش سے ہمارے پُرانے دوست "اِندوشرما" جی اس سفارت کے پردہان بن کر تشریف لائے ہیں۔ جو آج سیلوکس کے دربار میں پیش ہوگی۔ اہلیان بابل اسی سفارت کے ذکر میں اپنا سارا کاروبار بھول رہے ہیں۔

کہیں پر اراکین سفارت کے گرانڈیل قد پر نکتہ چینیاں کی جا رہی ہیں۔ کہیں ان عظیم الجثہ ہاتھیوں کے مہیب اجسام پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور کہیں ان خوش اندام گھوڑوں کی تعریف ہو رہی ہے۔ جو بطور تحائف سفارت اپنے ساتھ لائی ہے۔ کہیں پر اس کے مقصد کو جاننے کی کوشش ہو رہی ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ انڈیا کے بادشاہ نے اطاعت قبول کر لی۔ کیونکہ اسے ہمارے شاہنشاہ کی طاقت کا علم ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ سفارت دوستانہ اغراض کو مدنظر رکھ کر آئی ہے۔ کوئی اسے پیغام جنگ کی حامل قرار دیتا ہے۔ غرض جتنے مُنہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ مگر نفس مضمون ہندوستانی سفارت کے علاوہ اور نہیں۔

ٹھیک دس بجے سفارت کو شاہنشاہ کے حضور میں باریابی کا موقعہ ملا۔ "اِندوشرما" جی نے اپنے ماتحتوں سمیت نقیبوں اور گرز برداروں کی کئی قطاروں میں سے گذر کر فرنگی طریق پر شاہنشاہ کو سلام عرض کی۔ بادشاہ نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا جسے اِندو نے اپنے لئے ایک فال نیک سمجھا۔ اور آگے بڑھ کر مہاراج چندر گپت کی وُہ چٹھی پیشکش کی جو سیلوکس کے نام تھی۔ یہ چٹھی ایک نہایت قیمتی بکس میں بند تھی جسے ہندوستانی کاریگروں نے اپنی صنعت کے کمال دکھائے تھے۔

شاہنشاہ نے وزیر اعظم سے ... کیا۔ اس نے ... کھولا۔ اور ... کر پھر شاہنشاہ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاتھوں میں رکھدیا۔

شاہنشاہ نے پڑھنے کا اشارہ کیا۔ سارا دربار اسوقت ہمہ تن گوش تھا۔ جب تت وزیر اعظم نے حسب ذیل الفاظ بلند آواز سے پڑھنے شروع کئے۔

"بھارت ورش کے چکرورتی راجا دھیراج موریہ کل سوریہ شری چندرگپت کی اور سے

یون راجیہ ادھی پتی شور بیر یودھا سیلوکس نکاٹور کی سیوا میں

مہاراج بل کی راجدھانی اور سمردیش کے راجیہ کی پراپتی پر ودھائی۔ شور بیر یودھا کے پراکرم کی سپھلتا پر سنتوش۔ تتھا ہرش۔ آشا ہے کہ یون آدھیش اپنے پوروراجہ کی مثال کو بنکھ نہ رکھتا ہوا مہانسے مہت سملت ہو کر اس تت پرتھوی پر شانتی اور امن کے پھیلانے کا ذریعہ بن کر لیش اور کیرتی کو پراپت کریگا۔ اس پرتھوی پر ہر ایک دیش۔ اور اس کے دیش باسیوں کو سروتنتر پراپتا نے جو آریہ تھا یون سب کا پتا ہے۔ یہ ادھیکار دیا ہے۔ کہ وہ اپنے گرہ میں سکھ اور شانتی سے جیون قمیت کرے یہ ہر ایک منشیہ کا ادھیکار ہے جسکی رکھشا کے لئے راجہ لوگ اس پرتھوی پر بھیجے جاتے ہیں۔ جو پاپی پر جا سے اس ادھیکار کو چھیننے کا جتن کرتا ہے۔ وہ اس قابل نہیں۔ کہ اسے اس پرتھوی پر رہنے دیا جاوے یون راجیہ ادھی پتی سویم اس بات سے ان بھگیہ نہیں۔ اس کارن آشا کی جاتی ہے۔ کہ وہ جگت میں یدھ اور اس کے ساتھ پیدا ہونے والے دُکھوں کو پھیلانے میں ہی شور بیرتا نہ سمجھتا ہوا ہمیں جگت میں سکھ اور شانتی کو پھیلانے میں سہایتا ہوگا"۔

الفاظ بہت تھوڑے تھے لیکن معانی دور رس رکھتے تھے۔ شاہنشاہ سیلوکس نے سر اٹھا کر کہا

سیلوکس۔ سفیر! ان الفاظ کا مطلب کیا ہے؟

اِندو۔ مہاراج سے کوئی بات پوشیدہ نہیں!

سیلوکس۔ کیا سینڈراکوٹس یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ ہم ہندوستان پر فوج کشی کا عزم ترک کر دیں؟

اِندو۔ مہاراج کو بیفائدہ خونریزی سے نفرت ہے۔

سیلوکس۔ لیکن پھر بھی یونانی مقبوضات ہند کو اپنے قبضے میں رکھ رہا ہے؟

اِندو۔ مہاراج! وہ بھارت ورش کے علاقے ہیں۔

سیلوکس۔ مگر سکندر اعظم نے اور اس سے پہلے دلمراگشتاسپ نے انہیں فتح کیا۔ اس لئے وہ یونانی سلطنت کا حصہ تھے۔

اِندو۔ مہاراج! براہ عنایت۔ تب مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ ایک ظالم۔ جابر اور غاصب کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاتھوں آزادی چھین لیتی ہے۔ اور سبھا کے زمانہ میں تو آزادی ہمارا حق ہے۔ انسان کی آزادی

ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور جیسا کہ مہاراج ہو، یہ اپنی تقریر میں فرما چکے ہیں۔ ایسے

کسی سے چھیننے والا پاپی ہی نہیں۔ بلکہ مہا پاپی ہے۔

سیلوکس۔ تمہارے کہنے کو اگر تسلیم کر لیا جائے۔ تو دنیا میں سے بادشاہوں کا فوراً خاتمہ کر دینا چاہیئے۔

اندو۔ مہاراج! معاملہ بحث میں پڑ چکا ہے۔ مگر راجیہ دھرم کم از کم بھارت کا راجیہ دھرم یہی دوسرے لفظوں

میں بتاتا ہے۔ کہ راجہ جہاں پرجا کی آزادی کا مالک ہے۔ وہاں اس کا رکشک بھی ہے۔ جہاں وہ پرجا کا افسر

ہے۔ وہاں اس کا خادم اور نوکر بھی ہے۔ بھارت کے راجیہ دھرم میں راجا اور پرجا کا تعلق پتی اور

پتنی یعنی خاوند استری کا ہے۔ جس طرح خاوند استری کا مالک ہوتے ہوئے بھی بہت سی باتوں میں اس کا

سیوک ہے۔ اسی طرح راجا پرجا کا سوامی ہوتے ہوئے بھی اس کا سیوک ہے۔ پرجا کو ظالموں کے ظلم سے

بچانا۔ مخالفوں سے اس کی حفاظت کرنا۔ طاقتوروں کو اپنے زبردست ہاتھ کے ذریعے کمزوروں پر سختی

کرنے سے روکنا یہ راجہ کا دھرم ہے۔ جس کے عوض میں رعیت اسے اپنا آپ سونپ دیتی ہے۔ اسلئے وہ

راجہ راجہ نہیں رہتا۔ جو اپنے دھرم سے غافل ہو جاتا ہے۔ جو ایک لفظ میں رعایا کی شخصی آزادی

کی حفاظت ہے۔ اسلئے بھارت کا راجیہ دھرم یہ بتاتا ہے۔ کہ ہر انسان کے پیدائشی حق (شخصی

آزادی) کی حفاظت کے لئے راجہ کی بہادری ضرورت ہے۔ میرے سوامی سمراٹ مہاراج چندر گپت

اسی اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضور بھی اسی نقطۂ نگاہ کے سامنے رکھتے

ہیں۔ اسلئے اگر دنیا کی بھلائی کو مدنظر رکھنے والی یہ دونوں طاقتیں اس مبارک کام میں ایک دوسرے کا

ہاتھ بٹانے لگ جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ آج اس ٹوٹی دنیا میں وہ زمانہ آجائے۔ جسے ہم اب ست یگ

کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

سیلوکس۔ تم اپنے مقصد کو بہت اچھی طرح سے ادا کرتے ہو۔ مگر ہم اپنے مقبوضہ نہایت ضروری

اسطرح آسانی سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ تاہم اس معاملہ پر پورا غور کیا جاویگا۔ اس عرصہ میں تمہیں اس

جگہ ہر قسم کا آرام دیا ہوگا۔ ہمارے دار السلطنت کی سیر کی تمہیں پوری آزادی ہوگی۔ کیونکہ تم شاہی

مہمان ہو۔ ایک شاہی افسر تمہیں شہر کی قابل دید جگہوں کی سیر کرائیگا۔ اپنی ضروریات کا تم ہر وقت ہم پر

اظہار کر سکتے ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب یازدہم

پُراسرار چٹھی

شاہزادی روکشانا خواب سے بیدار ہوئی۔ یہ خواب ایک نہایت دلخوش کن خواب تھا۔ جس نے اس کے جسم کے ایک ایک عضو میں خوشی اور خرمی کی لہر دوڑا دی تھی۔ وہ آج معمول سے قبل ہی بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیونکہ زیادہ عرصہ تک کروٹیں بدلنا اسے ناگوار تھا۔ نہا دھو کر لباس زیب تن کیا۔ اور مطالعہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسکا دل خوش اور جسم چست تھا۔ اور وہ چاہتی تھی۔ کہ صبح کا وقت کسی دلچسپ کتاب کے مطالعہ میں صرف کرے۔ لیکن ابھی مشکل سے میز کے قریب پہنچی تھی۔ کہ سامنے ایک بند لفافہ نظر پڑا۔ متعجب ہو کر اس نے لفافہ کو اٹھایا۔ تو اسے بند پایا۔ دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید یہ کسی اور کے لئے ہے۔ کیونکہ لفافہ کا بیرونی حصہ بالکل کورا تھا۔ پھر یہ خیال آیا۔ کہ اگر یہ کسی اور کے لئے ہے تو میری میز پر کیوں پڑا ہے۔ چند منٹ اسی حالت حیص و بیص میں گذر گئے۔ اور بالآخر فیصلہ یہی ہوا۔ کہ اسے کھولکر دیکھنا چاہئے۔ اگر کسی اور کے لئے ہوگا تو اسی قسم کے کسی دوسرے لفافہ میں بند کر دینا۔

اس خیال کے آتے ہی شاہزادی نے لفافہ کو کھول ڈالا۔ اس کے اندر ایک چھوٹا سا پرزہ کاغذ تھا جس پر یہ الفاظ بڑی اچھی طرح سے پڑھے جا سکتے تھے۔

"شاہزادی صاحبہ! کیا آپ انڈیا کی کوئی خبر سننا چاہتی ہیں؟ کیا آپ کے دل میں اس شخص کی خیر و عافیت دریافت کرنے کی خواہش ہے۔ جس نے انڈیا کے میدانوں وادیوں اور پہاڑوں میں ایک سے زیادہ مرتبہ آپکی عزیز جان کی حفاظت کی تھی؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اس خط کو پھاڑ کر پھینک دیجئے۔ مگر اسکی بجائے اسی لفافہ میں اس کا جواب مختصر الفاظ میں لکھ دیجئے۔ اور کل دن نکلنے سے پہلے اس بہادر کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی چٹھی آپکی میز پر ہوگی۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چند الفاظ کے اس مجموعہ میں کیا معلوم نہیں - کون سی بڑی قوت بھری تھی - کہ شاہزادی کا سارا جسم تھرا اُٹھا - پندرہ سال تک باٹ دیکھنے کے بعد آج اسکی نگاہ کے سامنے یہ چند الفاظ تھے جنہوں نے اس کے سامنے زندگی کا ایک نیا باب کھول دیا - کیا سچ مچ وہ "اس بہادر کے اپنی ہاتھوں کی لکھی ہوئی چٹھی" کو پڑھیگی ؟ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے ؟ نہیں - انسانی دل اسے قبول نہیں کر سکتا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ؟ کیا کوئی ذریعہ ہے جس سے اتنا دور دراز فاصلہ طے کر کے یہ چٹھی مجھ بد قسمت تک پہنچ سکے ؟ خاصکر جبکہ اباجان انڈیا کے ساتھ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں -

نہیں یہ سراسر کسی نے مذاق کیا ہے - کوئی شخص میری بدقسمتی کے ساتھ کھیل رہا ہے مگر وہ کون ہو سکتا ہے - جہاں تک میں اپنی گذشتہ زندگی پر نگاہ مارتی ہوں - میں نے کسی کو اپنے راز کا حصہ دار نہیں بنایا - اسے چھپانے میں اسے محفوظ کرنے میں مجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے - اوہ کن کن مصیبتوں کا منہ دیکھنا پڑا ہے - اسے میں جانتی ہوں - یا دلوں کی حالت جاننے والا وہ سب کا مالک !

تو پھر یہ معاملہ کیا ہے - یہ چٹھی کس طرح میری میز پر پہنچ گئی ؟ کیا یہاں اور کوئی شہزادی ہے - جس کی طرف یہ چٹھی لکھی گئی ہے - نہیں انڈیا کے میدان - پہاڑ اور دریا - اوہ انکا اس مختصر سے کاغذ میں تذکرہ ہے - آہ ! وہ سب کے سب کس طرح میری نگاہوں کے سامنے پھر رہے ہیں - میں اپنی گذشتہ زندگی کو کس طرح پھر سے گذار رہی ہوں -

خداوند ! یہ سارے نظارے میری نگاہ کے سامنے آکر مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں ؟

لیکن کیا یہ میرے راز کو دریافت کرنے کے لئے تو نہیں کیا گیا - ہاں ہاں ممکن ہو سکتا ہے میرے راز کو کسی حد تک معلوم کر کے کسی شخص نے اسے پورے طور پر جاننے کی سعی کی ہو - تو کیا مجھے اسکا جواب لکھ دینا چاہئے ؟ نہیں اندھیرے میں کودنا غالباً اچھا نہیں ہوگا - یہ چٹھی بتلاتی ہے کہ اسے لکھنے والا میری زندگی کے ایک اہم حصہ سے ضرور واقف ہے - تو کیا میں اسے ساری بات بتلادوں ؟ نہیں یہ عورت کی کمزوری ہے - میں اس کا شکار نہیں ہونگی - جب تک مجھے اس کے لکھنے والے کا کچھ نہ کچھ پتہ نہ لگ جائے - میں اس کا جواب نہ دونگی - تو کیا میں ان پیارے پیارے ہاتھوں کی تحریر پڑھنے سے محروم رہونگی - اُف ! اُف یہ ناقابلِ برداشت ہے - اُف ! اُف !

"روکشانا ! اس گرمی میں کمرے کے اندر کیا کر رہی ہو ؟"

"اباجان"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیونکر زو کشا شاہزادی سے باہر نکلی۔ تو سیلوکس نکاٹور کی شکل نظر آئی۔ جو حسب معمول صبح کا وقت اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ باغ کی سیر میں گزارنے کے لئے آ پہنچا تھا۔

باپ بیٹی محل کے پائین واقع باغ میں گلگشت کے لئے پہنچے۔ چند منٹ خاموشی کے ساتھ چلا کئے۔ بالآخر شاہزادی نے کہا:۔

شاہزادی۔ ابا جان! آج خلاف معمول آپ کچھ متفکر نظر آتے ہیں۔؟

سیلوکس۔ (ایک لمحہ تک بیٹی کے چہرے کیطرف بغور دیکھکر) ہاں کل سے چند ایک معاملات ملکی پر ذہن الجھا ہے۔ ابھی تک اُن کا حل نہیں ہُوا۔

شاہزادی۔ شاید مَیں اس میں آپکی مدد کر سکوں۔

سیلوکس۔ (کچھ سوچتے ہُوئے) ہاں . . . ممکن ہے . . . . . . شاید تم نے انڈین سفارت کی آمد کا حال سُن لیا ہے؟

شاہزادی (بات کاٹ کر) انڈین سفارت؟ . . . انڈین سفارت؟ آپ کا مطلب؟ مَیں نہیں سمجھی۔

اسوقت اس کے گورے گورے رُخسارہ پر جلتے ہُوئے دو گرم گرم نشان تھے جنہیں سیلوکس کی از خود رفتگی نے اسے دیکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس نے اسی طرح نگاہ زمین کی طرف کئے جواب دیا۔

سیلوکس۔ ہاں انڈیا کے راجہ سنڈرا کوٹس کے دربار سے ایک سفیر کل دربار میں حاضر ہُوا تھا۔

شاہزادی۔ وُہی سنڈرا کوٹس جس کا آپ نے اسروز تذکرہ کیا تھا؟

سیلوکس۔ ہاں جس نے ہمارے انڈین مقبوضات پر قبضہ جما رکھا ہے۔

شاہزادی۔ سفارت کا مقصد کیا ہے؟

سیلوکس۔ اسی بات نے تو ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ بظاہر وُہ ہمیں تخت سلطنت پر متمکن ہونے پر مبارکباد دینے آیا ہے۔ لیکن محض اتنے سے مقصد کے لئے اِتنا دُور دراز کا سفر اختیار کرنا ایک تعجب خیز امر ہے۔

نامعلوم کس خیال نے شاہزادی کے دِل میں چُٹکی لی۔ کہ اس کے چہرے کے رنگ میں غیر معمولی تغیر نظر آنے لگا۔ لیکن خیالات کی اُٹھتی ہُوئی آندھی کو اندر ہی اندر دبا کر اس نے کہا:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاہزادی ۔ کیا اس کے اصلی مقصد کو جاننے کی کوئی تجویز نہیں کی گئی؟

سیلوکس ۔ افسران مملکت کو یہ اجازت نہیں ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ سفیر کی ضیافتوں پر دل کھول کر دیدہ ریزی کریں۔ اسکے نوکروں کو رشوت وغیرہ دیکر اصلیت کا پتہ نکالیں۔ خود اسے کسی نہ کسی ذریعہ سے اصل معاملہ کا اظہار کرنے پر مجبور کریں۔ نیز اور کئی وسائل سے معاملے کا پتہ نکالنے کی کوشش کی جائیگی۔ تاہم جب تک ایسا ہو تشویش برقرار رہیگی۔

شاہزادی ۔ آپ تشویش نہ کریں۔ ایک اجنبی آپ کے ملک میں آکر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا

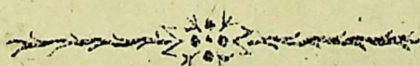
سیلوکس ۔ ہاں! ہم اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ تاہم ایسے وقت میں جبکہ ہم انڈیا پر حملے کی تیاریوں میں ہیں۔ ایک بظاہرہ صلح جو اور خواہاں دوستی سفیر کا یک بیک نمودار ہونا خوشگوار نہیں ہوسکتا؟

شاہزادی ۔ کیا مجھے سفیر سے ملنے کی اجازت ہے؟

سیلوکس نے حیرت سے بیٹی کے چہرے پر نگاہ ڈالی۔ اسوقت وہ نگاہ اس کے اندرونی خیالات کو پڑھنے کی خواہشمند تھی۔ کوئی اور شخص ہوتا۔ تو اسوقت اس کی نظر کے سامنے اسکی نگاہیں ضرور نیچی ہو جاتیں۔ مگر روکشانا نہ صرف باپ کو ہی جانتی تھی۔ بلکہ موقعہ کی نزاکت کو بھی۔ اس لئے اس نے اسی طرح صاف دلی سے باپ کی نگاہ کا جواب دیا۔ ایک منٹ تک اس کے چہرے کو بغور گھورنے کے بعد سیلوکس نے کہا:-

سیلوکس ۔ اگر تمہاری یہ خواہش ہے۔ تو میں اس میں روکاوٹ ڈالنا نہیں چاہتا۔ اور شاید تم دوسروں کی نسبت اس کام میں زیادہ کامیاب ہوسکوگی۔ کیونکہ تمہیں انڈیا اور انڈین لوگوں سے دلچسپی ہے۔ اور یہ دلچسپی ممکن ہے۔ سفیر کے منہ سے کوئی مطلب کا لفظ کہلوانے میں کامیاب ہو

روکشانا نے اظہار شکرگذاری میں سر جھکا لیا۔ سیلوکس کا دل بھی اس عرصے میں نسبتاً ہلکا ہو گیا تھا۔ لہذا اب وہ دلجمعی سے باغ کی سیر میں لگ گئے۔ اور کچھ عرصہ تک ہوا خوری کے بعد جس کے دوران میں بات چیت معمولی معاملات پر ہوتی رہی۔ حسب معمول ایک دوسرے سے جدا ہو گئے +



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب دوازدہم

میں سفیر سے ملونگی

"ہو نہ ہو۔ یہ چٹھی انڈین سفیر کے ساتھ سفر کر کے آئی ہے۔ اگر سفیر نہیں تو اسکے ساتھ کوئی اَور شخص ہے۔ جو اس چٹھی کو لیکر آیا ہے۔ کیا ریڈوِشل خود ہی تو اسکے لکھنے والا نہیں؟ نہیں یہ میرا خیال ایک ناممکن امر کو ممکن بنا رہا ہے۔ میری قسمت میں یہ کہاں۔ کہ اس طرح آسانی سے اس موہنی مورت کے دیدار کر سکوں۔ روکشانا! تو پاگل ہوتی جا رہی ہے۔ تیرا دِل ذرا ذرا سے معاملات کو بڑے بڑے اہم نتائج کی طرف لئے جا رہا ہے۔ یقیناً دِل کی یہ حالت ٹھیک نہیں۔

لیکن اسوقت مجھے کرنا کیا چاہئے؟ سفارت میں کوئی نہ کوئی شخص ضرور اس چٹھی کا لانے والا ہے اس کا پتہ کیسے نکالا جائے؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے آسانی سے نہ ملیگا۔ سفیر دِل کے ہلکے نہیں ہوا کرتے جو آسانی سے حرفِ مطلب زبان پر لے آئیں۔ اِسلئے اگر سفیر خود اس چٹھی کا لانے والا نہیں۔ تو وہ بڑی مشکل سے اسکے لانیوالے کا پتہ دیگا۔

مگر یہ چٹھی میرے کمرے تک پہنچی کس طرح؟ کیا ایک دو دِن میں باہر کے آدمیوں نے اس ملک میں نہیں نہیں میرے محلوں میں اتنے دوست پیدا کر لئے ہیں۔ کہ وہ اس طرح نامعلوم طور پر یہ کاغذ یہاں پہنچا سکیں مگر اِس میں شک ہی کیا ہے۔ کیا یہ چٹھی خود اس کا ثبوت نہیں۔ کیا اس کے ہوتے کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے؟

خداوند! یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ کیا بھول بھلیاں ہے؟ میری عقل چکر میں آ رہی ہے۔ اور مجھے اسکا حل نہیں سوجھتا۔ کروں تو کیا کروں؟"

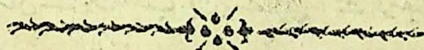
ان اور اس قسم کے خیالات نے روکشانا کے نازک دماغ کو پریشان کر دیا۔ اور وہ تھک کر بستر پر دراز ہو گئی۔ مگر اتنی سویرے نیند کس طرح آتی؟ بستر پر لیٹتے ہی دماغ کے سامنے پندرہ سال گذشتہ کے واقعات ایک ایک کر کے آنے لگے۔ ہندوستان سے وہ نظارے جو کبھی اس کے دِل سے محو نہیں ہوئے تھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنی پُوری شان کے ساتھ نگاہ کے سامنے آگئے۔ سکندر کی موت اور حصول مملکت کے لئے اپنے باپ کی معرکہ آرائیاں یاد آئیں۔ پھر ان درجنوں رقیبوں کی شکلیں دکھائی دیں۔ جو خود اسکے ہاتھ کے حصول کے لئے ایک دوسرے کی جان کے دُشمن بن رہے تھے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کے ماتھے پر تیوڑی پڑ گئی۔ بھویں باہم گرل گئیں۔ اور ان تکلیف دہ خیالات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔ گویا خیالات پریشان کو ہاتھ کی حرکت سے دماغ سے خارج کر رہی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں۔ چند سکنڈ کے لئے اسکی طبیعت میں سکون بھی محسوس ہوا۔ مگر یہ صرف عارضی تھا۔ کیونکہ سامنے میز پر نگاہ پڑتے ہی چٹھی کا مضمون پھر سامنے آگیا۔ جو ناقابل حل صورت اختیار کر رہا تھا۔

لہٰذا وہ اُٹھی۔ اور اُٹھکر میز پر پہنچی۔ اس وقت اسکا دل چاہتا تھا۔ کہ چٹھی کے جواب میں دو حرف لکھکر اس پرزہ کاغذ کو حاصل کرلے۔ جسپر اسکی اسقدر اُمیدیں مجتمع ہو رہی تھیں۔ اور ایسا کرنے کے لئے اس نے قلم کو اُٹھایا بھی۔ مگر پھر کسی نامعلوم خیال نے اس کے ہاتھ کو کام کرنے سے روک دیا۔ کچھ دیر تک قلم کو ہاتھ میں لئے وہ سوچتی رہی۔ اسے سیاہی سے تر کرتی۔ مگر پھر انواع واقسام کے خیالات میں غرق ہو جاتی۔ اور وہ قلم اسی طرح سے ہاتھ میں رہ جاتا۔ کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی جس کے بعد اس نے ہاتھ سے قلم کو پھینک دیا۔ اور "پہلے سفیر کو دیکھنا چاہئے" یہ لفظ کہکر میز سے اُٹھ کھڑی ہوئی ۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب سیزدہم

شہزادی اور سفیر کی ملاقات

پنڈت اندو شرما دل میں بہت سے خیالات لیکر ہندوستان سے روانہ ہوئے تھے۔ پیش آنے والی مشکلات کا حل آپ نے روانگی سے قبل ہی سوچ رکھا تھا۔ جبلی بہادری۔ دلیری۔ موقعہ شناسی اور حاضر جوابی ہمیشہ ہر موقعہ پر آپ کے آڑے آتی رہی تھی۔ اور اس نازک سفارت میں بھی وہ اسی طرح ان کی مدد کو موجود تھی۔ ایک ظاہر دشمن کے ملک میں جو جنگ کے لیئے بالکل تیار تھا۔ سفارت لیکر پہنچنا اور سیلوکس جیسے شاہنشاہ کے سامنے آزادی سے اپنے مقصد کا اظہار کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ مگر باینہمہ یہ آپ کے بھی خیال میں نہیں آیا تھا۔ کہ آپ کو خود شاہزادی روکشانا کے حضور میں پیش ہونیکا موقعہ ملے گا۔ اسلیئے جب شہزادی کا بلاوا پہنچا۔ تو وہ اس کے لیئے بالکل تیار نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ایک لمحہ کے لیئے تو آپ بھی گھبرا گئے۔ مگر بہت جلد اپنے آپ کو سنبھال کر آپ اس اہم اور پُراز مشکلات انٹرویو کے لیئے تیار ہو گئے۔ اور اسوقت شہزادی کے روبرو آداب بجا لا رہے ہیں۔

مسکراتے ہوئے چہرے اور خنداں پیشانی کے ساتھ شاہزادی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا:...

شاہزادی۔ سفیر! شاید آپ اپنے آپکو میرے سامنے دیکھکر حیران ہوئے ہونگے۔ کیونکہ اغلباً شاہزادیوں کا اجنبی سفیروں سے ملاقات کرنا خلاف معمول ہے۔ مگر مجھے بہارت کے ملک اور اہلیان ملک کے ساتھ اسقدر دلچسپی ہے۔ کہ میں نے شاہنشاہ سے ایسا کرنے کی اجازت مانگ ہی لی ہے۔

سفیر۔ یہ بھارت کی خوش قسمتی ہے۔ کہ شاہ بابل کی بیٹی اس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ اس سے میرے مشن کو کامیابی کی امید زیادہ ہو گئی ہے۔ اور میں بھارت اور بھارت باسیوں کی طرف سے حضور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شاہزادی ۔ آپ نے اپنے مشن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں۔ کہ وہ کونسا مشن ہے جس کے لئے آپ نے اتنا دُور دراز کا سفر اختیار کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے؟

سفیر ۔ شاہزادی صاحبہ! میرا مشن کوئی خفیہ مشن نہیں۔ نہ ہی اس میں کوئی پُراسرار بات ہے۔ میرے سوامی مہاراج شری چندر کی یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ جمبو دیپ (ایشیا) کی رعایا کو امن چین سے ترقی کرنے کا موقعہ ملے۔ اسی خواہش کی تکمیل میں میں آپکی حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ آپکے پِتا مہاراج سیلوکس کو اس امر پر آمادہ کروں۔ کہ وہ کُشت و خون کے ارادہ کو خیرباد کہکر مہاراج چندر کے ساتھ اس مبارک کام میں شریک ہوں۔ تاکہ دُنیا سُکھ اور شانتی کو حاصل کر سکے۔ مہاراج الکشیندر نے جس طرح اس بدقسمت دیش کے ایک سرے سے لیکر دُوسرے سرے تک خُون کی ندیاں بہائی ہیں۔ وہ آپ سے چھپی نہیں۔ اور اب دُنیا چاہتی ہے۔ کہ اس کا جانشین اس کی مثال کی پیروی نہ کرتا ہُوا اسے ستانے کا موقعہ دے۔

شاہزادی ۔ تمہارا مشن ایک مُبارک مشن ہے۔ اور کسی بھی سنجیدہ آدمی کو اس میں حصّہ لینے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ابّا جان کو خود ہر قسم کی خونریزی سے نفرت ہے۔ لیکن تُم ہی بتاؤ وہ اُن ہزار ہا یُونانیوں کی آوازوں کی طرف سے کس طرح کان بہرے کر سکتے ہیں جنہیں تمہارے راجیہ کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔

سفیر ۔ شاہزادی! معاف کرنا۔ آپ کو اور آپ کے پِتا جی کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ مہاراج شری چندر کے راجیہ میں کوئی غلام نہیں۔ ہر شخص کو شخصی آزادی دینا مہاراج اور مہاراج کے راجیہ کرمچاریوں کا دِلی مقصد ہے۔ رعیت کا ایک ایک فرد ہر وقت اور ہر لحظہ مہاراج تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اِن کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں۔ جبکہ ان تک رعیت کے کسی ادنےٰ سے ادنےٰ فرد کی رسائی نہ ہو سکتی ہو۔ مُلک کا قانُون غُلامی کا قطعی دُشمن ہے۔ اور اگر سچ پُوچھو۔ تو دیشی لوگوں کو بھی اہالیانِ مُلک کی نسبت ان کے راجیہ میں زیادہ فوائد اور آرام حاصل ہیں۔ کیونکہ مہاراج کی یہ دِلی تمنا ہے۔ کہ کوئی شخص محض اس وجہ سے تکلیف نہ اُٹھائے۔ کہ وہ ودیشی ہے۔

شاہزادی ۔ سفیر! میں تمہاری تردید کرنا نہیں چاہتی۔ مُمکن ہے تمہارا راجہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ تُم اسے بیان کر رہے ہو۔ پھر بھی کوئی قوم جو خود ایک دُنیا کو زیرِنگین رکھ چکی ہو کسی دُوسری قوم کے ماتحت ہونا پسند نہیں کر سکتی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سفیر۔ شاہزادی! آپ منطق کی دلیل سے زور کو نہیں کرتا اور مانتا ہوں لیکن اسی دلیل سے مٹھی بھر یونانیوں کے بسنا کو کھا بھارت وحشی لوگوں کو یونانی بادشاہ کے رحم پر چھوڑنا پڑے ہے کی حماقت ہوگی۔

شاہزادی۔ (مسکرا کر) "دیوانہ بکار خویش ہوشیار" والی مثال تم پر خوب صادق آتی ہے مگر بایں ہمہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگر تمہاری سفارت محض اسی مقصد کو لیکر آئی ہے۔ تو تمہیں اس میں ناکامیابی ہوگی۔ کیونکہ جب تک انڈیا کا وُہ حصہ جسے شاہنشاہ الگزینڈر نے فتح کیا تھا۔ ابا جان واپس نہیں لے لیتے۔ وُہ اپنی زندگی کو بے فائدہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس معاملہ کے متعلق تمہارا زیادہ زور دینا غالباً بے فائدہ ہوگا۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ کیا آپ ورشل کو جانتے ہیں۔

سفیر۔ (مسکرا کر) ورشل! کون بھارت باسی ہے۔ جو ورشل کے نام سے نا آشنا ہے؟

شاہزادی کے چہرے پر خوشی کی ایک جھلک دکھائی دی۔ اور اسنے کہا۔

شاہزادی۔ سفیر! تمہارا یہ معزز ہموطن ایک سے زیادہ بار میری زندگی کا محافظ ثابت ہو چکا ہے اسلئے میں اسکی بہت رہین منت ہوں۔ میری خواہش ہے۔ کہ تمہارے ذریعہ اسکے اور اس کے بیوی بچوں کے لئے کچھ تحائف بھیجوں۔ کیا میں یہ جان سکتی ہوں۔ کہ اس کے ہاں اپنے بہادر باپ کی طرح دلیر اور جری کتنے بچے ہیں؟

سفیر۔ شاہزادی! ورشل نے آجتک شادی نہیں کی۔ اسلئے شاید آپکی یہ خواہش پوری نہ ہو سکیگی

شاہزادی۔ شادی نہیں کی۔ کیوں؟ کیا انڈیا کی وسیع مملکت میں کوئی عورت ایسی نہیں جو ورشل کی زندگی کی ساتھی بننے کے قابل ہو۔

سفیر۔ شاہزادی! اس معاملہ پر یقین کے ساتھ کچھ کہنا ناممکن ہے۔ کیونکہ سب کے سب بھارت باسی یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ دیش سیوا اور ملکی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کی وجہ سے ورشل گرہستھ کے جھگڑوں میں پڑنے کے خواہشمند نہیں۔ مگر جہاں تک مجھے ان سے معلوم ہوا ہے وُہ کسی ایسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے خواہشمند نہیں۔ جس کے آتما کو وُہ اپنے آتما کا حصہ نہ سمجھتے ہوں۔

شاہزادی۔ (ہنسکر) سفیر! تمہاری بات چیت اب ذرا زیادہ دلچسپ ہوتی جا رہی ہے۔ کیا اب میں یہ یقین کر لوں۔ کہ ہزارہا میل لمبے چوڑے انڈیا کے اندر کروڑوں انسانوں کی آبادی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ویریشل کو اتنے سالوں کے اندر کوئی بھی ایسی عورت نہیں مل سکی - جو اس کے آتما کا حصہ ہو؟

سفیر - (سنجیدگی سے) شاہزادی صاحبہ! معاف کرنا - روحانی معاملات میں دخل دینا ہر کسی کا کام نہیں - ان کے سمجھنے کے لئے بہت سے مطالعہ اور سوچ بچار کی ضرورت ہے - انسانوں کی طرح پرماتما کسی ایک خاص خطہ زمین کے ساتھ اپنی محبت کو محدود نہیں رکھتا - یہی وہ ایک آتما کے دو حصوں کو لازمی طور پر ایک خاص حدود اربعہ کے اندر بھیجنے پر مجبور رہتا ہے - پرماتما کے پیارے دیش اور کال کی حدود سے آزاد ہوتے ہیں - کیونکہ ان کا خالق دیش اور کال کی حدود سے آزاد ہے - اس لئے یہ کہنا کہ کسی خاص ملک کی چار دیواری کے اندر ہی ایک انسان کو اپنی زندگی کا ساتھی تلاش کرنا چاہئے غلطی ہے - جب تک میرا جنم التفہیم ہو لیں ویریشل نہیں ہو سکتا -

شہزادی! میرے دیش کے دوران - رشی منی اور دیگر سوچنے والے شروع سے ہی اس مسئلہ پر غور کرتے چلے آئے ہیں - اور آخر میں وہ سب کے سب اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شادی دو اجسام کے درمیان نہیں - بلکہ دو ارواح کے درمیان ہونی چاہئے - تاکہ وہ دونوں مل کر ایک دوسرے کی کمی کو دور کرتے ہوئے ایک مکمل پرش کے بنانے میں کامیاب ہوں - یہی وجہ ہے کہ میرے دیش میں استریوں کو سوئمبر تلاش کرنے کی اجازت ہے - اور یہ اسی کا اثر ہے - کہ میرے ملک میں جہاں پر علوم ہیئت - نجوم اور ستاروں کے علم نے کافی ترقی حاصل کر لی ہے - والدین نجومیوں اور جوتشیوں سے مشورہ لینے لگ گئے ہیں - تاکہ زمینی یا آسمانی آتمائیں بھی نظر آسکتی ہیں - اس امر کا تحقیق کر لیا جائے کہ استری اور پرش کا سنجوگ (ملاپ) درست ہے یا نہیں - تاکہ اس کے متعلق کوئی شبہ نہ رہے کہ رام کی ٹوپی شام کے نہیں - بلکہ رام کے ہی سر پر پہنائی جاتی ہے - مگر انہیں مجھے یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں - کہ غلطی کرنا انسانی خصلت میں ہے - انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں - اور ہوتی رہینگی - مگر ویریشل کی رجحانات تاسیر اپنے علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں - کہ ہمارے ہاں خواہش ہے کہ اس قسم کی مہلک غلطی کا زہر کا اثر ایک نہیں بلکہ انیک جنموں تک دور نہ کیا جا سکے - مرتکب نہ ہو -

شاہزادی - سفیر! میں تو تمہیں محض ایک سیاسی شاطر ہی سمجھتی تھی - مگر اب معلوم ہوا - کہ تم اس کے ساتھ ہی **سوشل فلاسفر** بھی ہو - میرے خیالات خود کچھ اسی سمت میں چل رہے ہیں لیکن کیا تمہارے علماء نے کوئی ایسا طریقہ بھی بتایا ہے جس سے ایک آتما اپنے دوسرے حصے کو جلدی ہی آسانی سے کامیاب ہو سکے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سفیر۔ شاہزادی صاحبہ! بچہ جس وقت دُنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ کوئی شخص اسے دُودھ پینے کا طریقہ نہیں سکھاتا۔ مگر اور تو اور ایک گائے کا بچھڑا بھی پیدا ہوتے ہی تھنوں کی تلاش شروع کر دیتا ہے بڑے بڑے عالم مشکل سے یہ پتہ لگا سکے ہیں۔ کہ کس طرح آسانی سے اور بلا کسی قسم کی تکلیف کے دُودھ ماں کے تھنوں سے بچے کے مُنہ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن جنم جنمانتر کی مشق نے بچے کے لئے یہ عقدہ حل کرنے کی ضرورت نہیں رہنے دی۔ اس کی یہ ضرورت قدرت نے ہی رفع کر دی ہے اسی طرح پر اپنے پرت مشنے کو پہچاننے کی سمجھ قدرت نے ہر شخص کے اندر رکھی ہے۔ دُوسرے لوگ حالات کو دیکھکر یہ تو بتا سکتے ہیں۔ کہ یہ جوڑا حقیقی جوڑا ہے یا مصنوعی۔ لیکن جو کچھ ایک انسان خود سمجھ سکتا ہے۔ وہ دُوسرا نہیں۔ بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کی تکلیف گوارا کرے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ عام لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ دُوسرے ہی ان کے لئے سوچیں۔ اور دُوسرے ہی ان کے سارے کام کر دیں۔ اس صورت میں آپ اندازہ لگا سکتی ہیں۔ کہ انہیں کہاں تک کامیابی کی اُمید رکھنی چاہئے میرے دیش کے سوچنے والوں نے بیاہ کی اصل اور حقیقی نیز افضل ترین عمر آدمی کے لئے ۴۰ سال اور عورت کے لئے ۲۴ سال قرار دی ہے۔ اور یہ وہ عمر ہے۔ جس میں انسان کے نہ صرف قوائے ہی مکمل اور پورا نشوونما حاصل کر چکتے ہیں۔ بلکہ انسانی دماغ بھی جذبات کی آندھی پر فتح حاصل کر کے صحیح ترین نتائج برآمد کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ معراج حقیقی تک پہنچنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ دُنیا میں پرکرتی (مادہ) کی حکومت ہے۔ لوگ جذبات کے ہاتھوں بک جاتے ہیں۔ اور نہ صرف اپنے لئے۔ بلکہ دُنیا کے لئے مصیبت کا باعث ہوتے ہیں۔

شاہزادی۔ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا مطالعہ اور بچار اس پہلو میں بہت گہرا ہے۔ مجھے تمہاری بات چیت سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اور گو مجھے افسوس ہے۔ کہ تمہیں تمہارے اصلی مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر ایک کمزور عورت کی ہمدردی کوئی وقعت رکھتی ہے۔ تو روکشانا ہمیشہ اور ہر طرح سے تمہاری مدد کو طیار رہے۔

سفیر۔ شاہزادی صاحبہ! مجھے اپنے مشن میں کامیابی کی اُمید پہلے ہی بہت کم تھی۔ کیونکہ معاف کرنا۔ الکشیندر کی مہم نیز یُونانیوں کے ساتھ تعلقات نے ہم لوگوں پر قبل ازیں ہی بہت سی باتوں کا انکشاف کر دیا ہے۔ تاہم مجھے اُمید ہے۔ کہ وہ کام جو میری زبان نہیں کر سکی۔ بھارت کی تلوار بڑی آسانی سے کر دیگی۔ میں مہاراج شری چندر اور مہاراج سیلوکس کو ایک دُوسرے کے مقابل دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور یہ کام اگر بل پوری میں نہیں۔ تو بھارت میں ہو جائیگا۔ اس لئے اس پہلو میں مجھے اپنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناکامیابی پر چنداں افسوس نہیں۔ ہاں میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ کہ میں مہاراج بابل کی راج کماری کو اپنے ہتیشیوں کی فہرست میں شمار کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔

شاہزادی۔ اچھا خدا حافظ! اُمید کرنی چاہئے۔ کہ اگر وہ وقت آیا جس کے آنے کا تمہیں اتنا یقین ہے۔ اور جس کی تجھے اسقدر خواہش ہے۔ تو ہم پھر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کے قابل ہونگے۔ اس عرصہ میں جس قسم کی بھی مدد میں کر سکتی ہوں تم بلا تامل بتا سکتے ہو۔ اور حتے الوسع دریغ نہ ہوگا"

یہ کہکر شاہزادی نے اُٹھ کر اپنا ہاتھ آگے کر دیا سفیر نے اس نازک اور خوبصورت ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنی خوش قسمتی پر اتراتا ہوا رخصت ہوا۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب چہاردہم

پُراسرار چٹھی کا مُبہم جواب

سفیر رُخصت ہُوا لیکن شاہزادی کے لئے سوچنے کے لئے کافی سے زیادہ مصالحہ چھوڑ گیا۔ کیونکہ اُسے اب یقین ہو گیا تھا۔ کہ اس چٹھی کا لانیوالا سفیر کے سوا اور کوئی نہیں جسے اسطرح خفیہ طور پر محل میں پہنچانے سے اُسکی کوئی خاص غرض ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ ورشل اس وقت تک اُسکی اپنی طرح برہمچاری ہے۔ اور تعجب کی بات یہ تھی۔ کہ دونوں کے اندر ایک ہی جذبہ کام کرتا ہُوا معلوم دیتا تھا۔ جس خیال سے متاثر ہو کر خود اُسنے سینکڑوں اُمیدواران شادی کو مایوس کیا تھا۔ اسی خیال سے متحرک ہو کر ورشل نے شادی سے انکار کیا ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں۔ کہ اس کے دل میں بھی اس کے لئے وہی خیال ہو جو اس کے اپنے دل میں اُس کے لئے ہے۔

”شاید وہ چٹھی اس کا یقینی جواب ہے۔ ہاں میں پہلے ہی سے دیکھ رہی ہوں۔“ بولی۔ ”اس چٹھی میں کیا ہے وہ میرے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کے کیا معنی؟ یہ کہ چٹھی لکھنے والا اتنے سال گذر جانے پر بھی مجھے نہیں بھولا۔ ابھی تک اس کے دل میں اس حقیر تودہ خاک کی یاد باقی ہے۔ ورنہ وہ یہ پُرزہ کاغذ لکھتا ہی کیوں؟

پتہ نہیں اس کی سفیر کے ہاتھوں تک اسے پہنچانے میں کتنی دقت ہوئی ہو۔ لیکن نہیں میرا یہ خیال غلط ہے۔ سفیر کی باتیں بتاتی ہیں۔ کہ آج ورشل کا نام ہاں میرے ورشل کا نام انڈیا کے ایک ایک بچے کی زبان پر ہے۔ اور ہو بھی کیوں نہ۔ میرا ورشل کبھی تو آسمان شہرت پر نیر تو بن کر چمکیگا۔ یہ میں پہلے دن سے ہی جب میں نے اسے دیکھا تھا جانتی تھی۔ لیکن کیا میں اسکی شان و ناز کی چمک ان آنکھوں سے دیکھ سکونگی؟

شاید یہ ممکن ہو سکے۔ خُدا کارساز مشہور ہے۔ اس کے کام کے طریقے نرالے ہیں۔ آدم زاد دو ذرا سے سر کے اندر ذرا سا دماغ رکھنے والا اسے ان کی سمجھ آسکے۔ یہ خیال ہی بجائے خود نادانی ہے عقل کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے کاموں کو عقل محدود سمجھ سکے۔ یہ خیال ہی عقل محدود کی کم عقلی پر دال ہے۔

ہاں ہاں تو کیا میرا نصیبا چمکیگا؟ کیا میری اُجڑی کھیتی میں بھی بہار آئیگی؟ کیا میرے دل کی پژمردہ کلی بھی کھلیگی؟ لیکن یہ کیا؟ میرے دل کے کسی پوشیدہ گوشہ سے اُمید کی ترنگیں کیوں نکلی آرہی ہیں؟ میرے دل میں نئی نئی اُمنگیں کیوں ولولہ زن ہو رہی ہیں؟ یہ آج مجھے ہو کیا گیا ہے؟ کہیں میں پاگل تو نہیں ہو چلی۔ ہاں ہاں سفیر کی باتیں بتاتی ہیں۔ کہ وہ ورشل کے ارذاروں میں سے نہیں تو دوستوں میں سے ضرور ہے۔ آہ! میں کتنی بیوقوف ہوں۔ کتنی سادہ لوح ہوں جس نے اسی سے اتنا بھی نہ پوچھا کہ آجکل میرا پیارا انڈیا کس بلندی پر پہنچ رہا ہے۔ آجکل انڈیا کس حیثیت میں اسکی خدمات سے بہرہ اندوز ہو رہا ہے۔

لیکن نہیں۔ میں یہ پوچھ ہی نہیں سکتی تھی۔ بغیر دلی خیالات کا اظہار کئے میں کس طرح اس سے سارے اُمور دریافت کر سکتی تھی۔ اور وہ بھی پہلی ملاقات میں۔ سفارت کے لئے جن اشخاص کو منتخب کیا جاتا ہے۔ وہ دلوں کو پڑھنے کی طاقت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ذرا ذرا سے نکتہ سے معانی کے دریا کو ہضم کر جانے والے ہوا کرتے ہیں۔ تو کیا میں ایسے شخص سے دل کی ساری باتیں کھول کر کہہ ڈالتی۔ نہیں۔ یہ اس سے بھی بڑی بیوقوفی ہوتی۔

ہاں تو کیا اِس روشن تصویر کا سیاہ رُخ ممکن نہیں؟ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ورشل کی چٹھی بالکل میری اُمید دل کے خلاف ہو؟ اس صورت میں (دل پر ہاتھ رکھکر) اُف! اس صورت میں تیرے لئے کوئی ذریعہ تھا جس سے اپنے الفاظ کو واپس لے سکتی۔ نہیں۔ یقیناً نہیں۔ لہذا یہی درست تھا۔ جو تُو نے کیا۔

ہاں تو اس خط کا حصول میرے لئے لازمی اور ضروری ہے"۔

یہ خیالات تھے۔ جو میز پر دونوں کہنیاں ٹیکائے بیٹھے۔ شاہزادی کے دل میں گذر رہے تھے۔ اسوقت اپنے خیالات میں مست وہ ارد گرد کے تمام حالات سے اوپر اُٹھی ہوئی تھی۔ آخری خیال کے دل میں آتے ہی اس نے قلم اُٹھا کر ایک پُرزہ کاغذ پر

"ہاں"

کا لفظ لکھکر اس لفافے میں ڈال دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب پنجم

وہ چیز جس کی تلاش تھی!

آج کی رات شاہزادی نے جس بیقراری سے کاٹی۔ اسے کچھ وہی جان سکتا ہے جسے کبھی اس حالت میں سے گذرنا پڑا ہو کتنی بار وہ نیند سے ہڑبڑا کر اُٹھی۔ کتنی بار اس نے آسمان کی طرف جھانکا۔ یہ جاننے کے لئے کہ تہائے شب بھر کا اپنا دورہ ختم کیا یا نہیں کتنی بار اس نے اُٹھ کر کمرہ مطالعہ میں جانے کی خواہش کی لیکن وقت کسی کا غلام نہیں۔ قدرت کسی کے دل کی گھبراہٹ کا لحاظ نہیں کرتی۔ ورنہ شاید آج تک کتنے ہی سال ۳۶۵ دن کی بجائے چند گھنٹوں کے اور کتنے ہی دن ۲۴ گھنٹوں کی بجائے ۲۴ سکنڈوں کے ہو گئے ہوتے۔

خیر خدا خدا کر کے مرغ نے اذان دی۔ شاہزادی بستر سے اُٹھی۔ حاجات ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے غسل کیا۔ اور لباس زیب تن کر کے کمرہ مطالعہ میں پہنچی۔ اسوقت اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ اور چہرہ پر سُرخی اور سفیدی کی جھلک کی باری باری بہار دکھا جاتی تھی۔

میز کے قریب پہنچی۔ تو سامنے وہی کل والا لفافہ نظر آیا۔ دل نے کہا۔ تجھے دھوکا دیا گیا تیرا جواب جوں کا توں پڑا ہے لیکن ہمت کر کے اسے اُٹھایا۔ تو اندر بجز فی جواب کی بجائے ایک مہر شدہ لفافہ دکھائی دیا۔ جسے چھوتے ہی بجلی کی ایک لہر سرسراتی ہوئی جسم میں سے گذر کر دماغ میں پہنچ گئی۔ شاہزادی کی آنکھوں کے سامنے خیرگی چھا گئی۔ اور اگر اس وقت وہ پاس پڑی کرسی پر بیٹھ نہ جاتی۔ تو تعجب تھا۔ اگر وہ گر پڑتی۔ کوئی ایک منٹ کے بعد جب طبیعت قدرے بحال ہوئی۔ تو اُسے حیرانی تھی کہ خط میں کیا بھرا پڑا ہے جس نے پڑھنے سے پہلے ہی یہ اثر کر دیا۔

دوسرے لمحے میں وہ اس لفافہ کو لبوں سے لگا کر دلپذیر دیکھ رہی تھی۔ مگر دل اسے دیکھنے کے ساتھ ہی بے چینی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس نے اسے کھولنے میں ہی مصلحت سمجھی۔

کھولنے پر اندر ایک اور لفافہ نظر آیا جس کے اندر وہ کاغذ تھا جو آج ... [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دماغ میں حرارت پہنچا رہا تھا۔

شاہزادی نے دستہ باہر نکالا۔ اور پڑھنے سے پہلے ایک بار پھر دل پر رکھ لیا۔ لیکن دل میں ٹھنڈک کیسے پہنچتی۔۔ وہاں تو اسوقت ایک عجیب آگ دہک رہی تھی۔ شاید الفاظ تسکین دینے کا موجب ہوں اس خیال سے اسے پڑھنے کا ساہس کیا۔ تو اس میں لکھا تھا:۔

"پیاری روکشانا!

میں نہیں جانتا۔ کہ تمہارے دل میں میرے لئے کوئی یاد باقی ہے یا نہیں۔ اسلئے یہ الفاظ لکھتے وقت ہچکچا رہا ہوں جنہیں میں حامل ہذا کے حوالے اس شرط پر کر رہا ہوں۔ کہ اگر وہ کوئی ایسی وجہ دیکھے جس سے اسکا تمہارے ہاتھوں میں پہنچنا خلاف مصلحت ہو۔ تو اسے چاک کر کے پرزہ پرزہ کر دے۔ اسلئے میں اس وقت تک یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ تمہارے ہاتھوں میں پہنچے گا یا نہیں۔

لیکن اگر یہ تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اور تمہاری وہ خوبصورت آنکھیں اسے پڑھیں۔ جنہوں نے اپنے جادو سے مجھے مسحور کیا تھا۔ ہاں جن کے ذریعہ تمہاری آتما نے میری آتما کو دیکھا تھا۔ تو میں صرف یہی کہونگا۔ کہ میری آنکھ یہ دونوں شیشے تمہاری موہنی صورت کی تلاش میں ہیں۔ پورے پندرہ سال سے تلاش میں ہیں لیکن بے سود!

پیاری روکشانا! مجھے اس لفظ کے لئے معاف کر دینا" جینا ہے تو تمہارے ساتھ۔ اور مرنا ہے تو تمہارے ساتھ" تمہارے یہ الفاظ آجتک میرے کانوں میں اسی طرح سے گونجتے ہیں جس طرح سے وہ چندر بھاگا کے ابلتے بہاتے ہوئے پانی میں گونجے تھے۔ کیا انکے اندر کوئی حقیقت ہے۔ یا وہ محض گرمئی جوش کا نتیجہ تھے۔

پیاری! اس وقت جبکہ ساکل دیش کے جنگلوں میں ہماری روحوں نے ایک دوسری کو چھوڑا تھا میں نے تمہیں حسرت بھرے دل سے الوداع کہی تھی۔ کیونکہ اس وقت میرا دیش۔ میرا ملک۔ میری جنم بھومی جس کی خاک سے یہ ناچیز جسم بنا ہے۔ ہاں جس نے اس امر آتما کو لپیٹنے کے لئے یہ جسد خاکی مہیا کیا ہے۔ مجھ سے یہ قربانی چاہتا تھا۔

اسوقت میں نے اپنے سب پیارے جذبہ کو اس دیش کی سیوا کے لئے قربانی دی۔ اور پرماتما کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میری قربانی ضائع نہیں گئی۔ کیونکہ اب میرا دیش آزاد ہے آزاد ہی نہیں۔ ایک [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھارت ماتا نے خوش ہو کر اسوقت مجھے میری قُربان کردہ خوشیاں واپس دے دی ہیں
میرے خوشی اور آنند کے پیالے کو پُورن کرنے کے لئے اب صرف تمہارے پریم کی ضرورت
ہے جسکی تلاش میں میری آتما مدتوں سے پھر رہی ہے۔

پیاری رُوکشانا! کیا وہ مجھے ملیگا؟ یا کیا میں اس سے محروم رہونگا؟ نہیں کوئی آواز میرے
کانوں میں کہہ رہی ہے۔ کہ دُنیا کی کوئی طاقت تجھے اس سے محرُوم نہیں رکھ سکتی لیکن باینہمہ
اِنسان ضعیف الاعتقاد ہے۔ اسکا وشواس کمزور ہے۔ یہ تصدیق کا محتاج ہے۔ پیاری کیا
تُم اپنی زبان سے میری آتما کی آواز کی تصدیق کروگی؟

پیاری روکشانا! تمہارا ورشل تُمہاری پیاری صُورت کو پھر دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ اور شاید
پرماتما اسی کی خواہش کو پُورا کرنے کے لئے تمہارے پتا کو بھارت چھلنے کے لئے تیار کر رہا ہے۔
میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ اُسے اس سے باز رکھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یقیناً ہر ایک سیاہ بادل
کے اندر بجلی چمکتی ہے۔ جو بتا جاتی ہے۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھی روشنی نمودار ہوسکتی ہے
لیکن میں یقین کرتا ہوں۔ کہ تُم میری مشکل پوزیشن کو سمجھتی ہو۔ جسے روکشانا کا غلام ہوتے ہوئے
اسکے پتا کے برخلاف ہتھیار اُٹھانے پڑینگے۔ اچھا جو ہو۔

پیاری میں جانتا ہوں۔ میں ہی نہیں نیتی (سیاسیات) کا ہر ایک ماہر جانتا ہے کہ بھارتیہ سفارت
اپنے مقصد میں ناکامیاب ہیگی۔ اسلئے میں اس گھڑی کا بڑے شوق سے انتظار کر رہا ہوں جب
تمہارے پوتر قدم میری ماتری بھومی پر پھر سے پڑینگے جسکی خاک میرے لئے پہلے ہی پُوجا کا سنگھاسنا
پیاری! تمہارا ورشل سپاہی آدمی ہے بہت الفاظ لکھنے پر قُدرت نہیں رکھتا۔ اسلئے اِتنے سے
ہی اسکے دل کی حالت کا اندازہ لگالو۔ جو تمہاری یاد سے کبھی غافل نہیں رہتا۔ اور باتوں سے
جیتے کر پرماتما کی یاد سے بھی غافل ہو جائے۔ تو ہو جائے لیکن تمہیں نہیں بھُولتا۔

تُمہاری خوبصورت شکل کو آنکھوں کے سامنے دیکھتا ہُوا

تمہارا　　ورشل" ؛

روکشانا نے خط کو پڑھا۔ اور پڑھنے کے ساتھ ہی جلتے ہُوئے دل نے پانی کا ایک فوارہ اوپر کو اُچھال
دیا۔ جس نے نکلنے کے لئے آنکھوں کا راستہ ڈھونڈھ لیا۔ شاہزادی نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے۔ کیونکہ
آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

یہ چیز بھی جیسا کے مقبول کے لئے وہ بزدروسال سے منتظر تھی ؛

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب شانزدہم

قلعوں کی تعمیر

لوگ دُنیا میں جب خوش نصیبی کا مکمل ترین نمونہ ڈھونڈتے ہیں۔ تو اسے بادشاہ اور راجہ کہکر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں لیکن کیا سچ مُچ راجا لوگ خوش قسمت اور خوش نصیب ہوتے ہیں؟ یہ سوال ایسا ہے جس کا جواب کوئی دانشمند ملک ہی دے تو دے۔ تاہم دُنیا کے بڑے بڑے داغوں نے اس پر جو وچار پیش کئے ہیں۔ وہ قابلِ غور ہیں۔

کروڑہا انسانوں کے شافی حضرت محمد صاحب فرماتے ہیں "خدا نے جتنے نبی پیدا کئے ہیں غریب لوگوں میں سے پیدا کئے ہیں" کیوں؟ کیا سچ مچ خدا کو دولتمند طبقہ سے نفرت ہے۔ جو کروڑہا انسانوں کا خداوند مسیح بآوازِ بلند پکار کر کہہ رہا ہے۔ "یقیناً" ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو"

یہ رُوحانی دُنیا کی باتیں ہیں۔ جس میں مذکورہ صدر ہر دو جلیل القدر اصحاب کی رائے کے مطابق ایک دولتمند (بشمار راجا) کا دخل دشوار ہے۔

لیکن کیا اس مادی دُنیا میں ایک دولتمند کو فوقیت حاصل ہے؟ سطحی نظر رکھنے والے لوگ اس کے جواب میں فوراً ہاں کہدینگے لیکن وہ جن کی نظر سطح سے گذر کر تہ تک پہنچتی ہے۔ کچھ اور دیکھتے ہیں۔ دُنیا کے اندر رہتے ہوئے انسانی دِل کی خوشی کے لیے جن اشیاء کی اشد ضرورت ہے۔ ان میں سے سب سے ضروری تندرستی اور صحت ہے۔ لیکن کیا دولت صحت کو خرید سکتی ہے؟

مسٹر چیرڈ ڈپل صاحب فرماتے ہیں۔ "دولتمند آدمی اگر تندرستی کے حصول کا خواہاں ہے۔ تو اسے غریب آدمی کی زندگی بسر کرنا ہوگی"

تو کیا دولت محبت اور پریم کو خرید سکتی ہے؟ اسکا جواب ایک انگریز فلاسفر نے کیا ہی خوب دیا ہے۔ جو ہے کہ [illegible] دُنیا کی [illegible] سکتی۔ مگر خوش نصیب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

داموں کے میسر آجاتی ہے۔ ساری دنیا کی حکومت اسے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی مگر ایک نظر اسکا مول ہے"۔

چین کا پیغمبر کنفیوشس کہتا ہے "نواب بسی بیحد دولتمند تھا۔ مگر کوئی شخص اسے محبت نہیں کرتا تھا۔ پائی پائی کی بھوک کا مرا۔ مگر آجتک لوگ اس کے ماتم میں گریہ کناں ہیں"۔

برمی زبان میں ایک مثل ہے۔ کہ "دل کے خیالات یہ انسان کی دولت ہے"!

یقیناً جس کے پاس یہ موجود ہے۔ وہ ان گلٹ شدہ دولتمندوں سے ہزار درجہ بہتر ہے جن کے اندر اگر تم گھس کر دیکھو۔ تو غریب ترین انسان سے زیادہ دکھ۔ تکلیف رنج اور مصیبت کے انبار نظر آئینگے۔

لارڈ بیکن کا قول ہے کہ بڑی بڑی جائدادوں اور دولت کے مالک خود اپنے آپ سے اجنبی ہو جاتے ہیں۔ کام کی گھبراہٹ میں نہ تو انہیں روحانی نہ مادی صحت کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ملتی ہے"۔

ہمارا ہیرو ورشل ان باتوں کو سمجھتا ہے محسوس کرتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس کے پاس ان کا کوئی علاج نہیں۔ اس نے وہ وقت دیکھے ہیں جبکہ ہر شام چشمے کے کنارے کمر بند کھولے لیٹا ہوا وہ اپنے خیالات میں محو دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو جاتا تھا۔ اور وفادار گھوڑا پاس اگی ہوئی گھاس پر منہ مار اپنی بھوک کو فرو کرتا تھا۔ ہاں جبکہ اسے اپنی اور اپنے اس باوفا ساتھی کی ضروریات کے علاوہ اور کوئی فکر نہ ہوتی تھی۔ لیکن آج ...... ہاں آج کروڑہا انسانوں کی جانوں کا فکر اسے بیاکل بنا رہا ہے۔ لوگ اس وقت آرام سے اپنے اپنے گھروں کے اندر بیوی بچوں کے درمیان بیٹھے ہوئے آنند سے خوش گپیاں اڑا رہے ہیں لیکن وہ اسوقت گھر سے بے فکر ہوا ان قلعوں کا معائنہ کر رہا ہے جو رعایا کو بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر چہار اطراف میں تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ آؤ ہم بھی تو دیکھیں۔ ان قلعوں کی تعمیر کس طرح سے ہوئی ہے۔

یہ قلعے مملکت کے ہر چہار گوشہ پر صحراؤں میں۔ پربتوں پر۔ بڑے بڑے دریاؤں کے درمیان میں۔ نیز دیگر ضروری مقامات پر بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کے اندر داخل ہونیکے لئے پہلے تو تین خندقوں کو عبور کرنا لازمی ہے جنمیں سے ہر ایک ایک دوسری سے ایک ڈنڈ (۱۰ فیٹ) کے فاصلے پر کھودی گئی ہے۔ ہر ایک خندق کی چوڑائی ۱۴-۱۲- اور دس ڈنڈ اور گہرائی چوڑائی سے بقدر ۱/۴ یا ۱/۲ کم ہے۔ تینوں یہ خندقیں مربع ہیں۔ لیکن اوپر آتے آتے تہ سے تہائی چوڑی رہ گئی ہیں۔ خندقیں پختہ اور پانی سے لبریز ہیں۔ اندرونی اور آخری خندق سے چار ڈنڈ (۴۰ گز) کے فاصلہ پر اونچی مٹی کا ایک دمدمہ ہے جس کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بلندی ۶۰ فٹ اور چوڑائی ۱۲ فٹ ہے۔ اِس دمدمہ کو کوٹ کاٹ کر خوب مضبوط بنایا اور کانٹے دار اور زہریلی جھاڑیوں کے ذریعہ اچھی طرح محفوظ بنایا گیا ہے۔ درمیان میں جہاں جہاں رخنے ہیں۔ انہیں تازہ مٹی ڈال کر برابر کیا گیا ہے۔

دمدمہ پر ایک دوسرے سے ۱۲ تا ۱۴ ہاتھ کے فاصلے پر پختہ کنگورے بنائے گئے ہیں جن کی بلندی چوڑائی سے دگنی ہے۔

رتھوں کے لئے راستہ پتھر کی موٹی اور چوڑی سلوں کا بنایا گیا ہے جن پر بندر کے سر کی طرح کے دائرے کھینچے گئے ہیں۔ نیز مربع برج جابجا تعمیر کئے گئے ہیں۔ جن کے ساتھ زینے لگے ہیں۔ انہیں حسب مرضی اُتارا جا سکتا ہے۔

دو دو برج کی درمیانی جگہ میں تیس فٹ کے فاصلے پر ایک کھلی سڑک ۳ حصوں میں بنائی گئی ہے جس کے اوپر چھت ڈالی گئی ہے۔

برج اور اس سڑک کے درمیان اندر کوش بنے ہیں جن میں تین تین تیر انداز حفاظت سے بیٹھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اوپر لکڑی کے تختے ڈال کر انہیں ایک چوبی گھر کی شکل دے دی گئی ہے۔

دمدمے کے ایک طرف محفوظ اور خفیہ مقام پر پرودھاوسنک (بھاگنے کے لئے راستہ) اور ایک نشکُٹ دوار (چور دروازہ) موجود ہے تاکہ وقت بوقت کام آئے۔

اس دمدمے کے بیرونی طرف جسے موجودہ اصطلاح میں فصیل کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جابجا تیکھی ترشول کلنٹہ۔ کھائیاں۔ سانپ کی دم جیسی اور اُبھیر کر انہیں ریت سے ڈھپ دیا گیا ہے۔

کنگوروں کے درمیان میں ایک گہرا کنول تالاب ہے۔ پھر چار کمروں کی (جو ایک دوسرے کے اندر بنے ہیں) ایک مستطیل عمارت۔ کماری پور (دیوی کماری کا مندر) اور ایک گول عمارت ہے۔ نیز اسلحہ کے محفوظ رکھنے کے لئے کلیاں (نہریں) بنی ہیں۔

ان کلیوں میں پتھر۔ کدال۔ کلہاڑے۔ انواع و اقسام کی لاٹھیاں مُسر نتھی (سونٹے) مُدگر۔ چکر۔ نیسٹر شتگھنی (توپ) خنجر۔ ترشول۔ تلوار۔ گنڈاسے۔ پھانسے۔ اگنی سنیوگ (آتشین اسلحہ) اور دیگر ہر قسم کے ہتھیار اکٹھے کئے گئے ہیں۔

فصیل کے اندر داخل ہونے پر قلعے کے اندر ایک بھاری شہر کی چہل پہل نظر آتی ہے۔ تین شاہی سڑکیں تو پچھم سے پورو کو اور تین دکشن سے اُتر کو گئی ہیں۔

قلعہ کے ۱۲ دروازے ہیں۔ جن کے علاوہ ایک زنانی اور ایک بڑی ڈیوڑھی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معقول بھی پہننے کے لئے سڑکیں۔ نیز شاہراہ۔ درون ملکی قلعہ جات۔ دیہات اور دیگر اطراف کی طرف جانے والی گذرگاہیں چار چار دنڈ (۴۰ فیٹ) چوڑی ہیں۔ یہی چوڑائی باغات اور بستیوں کی طرف جانے والی سڑکوں کی ہے۔ مگر ہستی بنوں (ہاتھیوں کے جنگلات) کی طرف جانے والی سڑکیں اس سے نصف یعنی دو دو دنڈ چوڑی ہیں۔

چاروں حلقوں کے مکانات کے درمیان شاہی عمارات تعمیر کئے گئے ہیں۔

ہر پیشہ اور ہر درجہ کے لوگوں کے لئے جدا جدا اطراف مخصوص کر دیگئی ہیں۔ اور ہر ایک قلعہ کے اندر تیل۔ اناج۔ چینی۔ نمک۔ ادویات۔ خشک و ترسبزیاں۔ گھاس۔ لکڑی۔ دھاتوں۔ کوئلہ۔ انیدھن۔ بنیاں۔ پوشش۔ سینگ۔ بانس۔ کپڑے۔ اسلحہ جات۔ ذخیرہ وغیرہ ضروریات کا اتنا بھاری ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے کہ برسوں تک محاصرہ کی صورت میں کام آسکے۔

غرض ہر ایک قلعہ بجائے خود ایک ایسا شہر ہے جو اپنی ضروریات کو برسوں تک پورا کر سکتا ہے۔ تاکہ ان کی تعمیر۔ مضبوطی اور سامان کی فراہمی میں کوئی خامی نہ ہے۔ مہاراج ورشل ہر گور و دیو چانکیہ بچشم خود سب کچھ پڑتال کر کے ردی اور ناکارہ اشیاء کو پھنکوا کر ان کی جگہ نئی اشیاء رکھوا رہے ہیں اور نقائص تعمیر کو رفع کروا رہے ہیں۔

یہ ہر ایک بادشاہ اور اسکے وزرا کا فرض منصبی ہے جس پر اسکی سلطنت کی سلامتی کا دار و مدار ہے لیکن ورشل کی طرح کتنے راجہ ہیں۔ جو ان کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں؟

مگر ہمارے ہیرو نے چانکیہ کے سکول میں تعلیم پائی ہے۔ اس نے آجتک کوئی کام ادھورا کرنا سیکھا ہی نہیں۔ اسلئے اسے قلعوں کا معائنہ کرنے دو۔ یہ ہماری دلچسپی کا سامان نہیں۔ اس عرصہ میں آؤ ہم پتہ لیں۔ ہمارے دوست پنڈت اندو شرما کی سفارت کون سے کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہے *



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب سیزدہم

ہندوستان کے متعلق صحیح واقفیت

شاہنشاہ سیلوکس کی زیر ہدایت اس کے وزراء اور دیگر عہدہ دار سفیر کو دعوتوں پر دعوتیں دے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اس کے منہ سے بھارت اور سفارت کے متعلق جو بھی اطلاع مل سکتی ہو حاصل کر لیں۔ لیکن اندو چانکیہ کا رشید شاگرد ہے جس کی طرف سے روانگی سے قبل اسے یہ ہدایات مل چکی تھیں کہ

"خبردار! استری اور مدرا (شراب) سے بچنا۔ خوابگاہ
میں اکیلے سونا کیونکہ شرابی ہو نیسے یا خواب میں بکواس کرنیسے
پیشتر ازیں کئی سفیر اپنے راز آشکارا کر بیٹھے ہیں"

اس لئے بجائے اس کے کہ سیلوکس کے وزراء اس کے لبوں سے کوئی صحیح واقفیت حاصل کریں۔ اسکی لسانی اور چرب زبانی کے گرویدہ ہو کر اس کے غلام بیدام بن رہے ہیں۔ چنانچہ وہ دیکھئے پیٹروکلیس کے ہاں دعوت میں اس کے ایک سوال کے جواب میں وہ کیسی قیمتی واقفیت بہم پہنچا رہا ہے۔ ذرا سنئے۔

"میرے معزز میزبان نے مجھ سے پوچھا ہے۔ کہ میرے ملک میں کس کس قسم کے لوگ آباد ہیں؟ اور گو ایک ایسے شخص کے لئے جو ایک سیاسی مشن کے ساتھ آیا ہو۔ اس قسم کی واقفیت بہم پہنچانا نامناسب ہے۔ تاہم آپ لوگوں نے مجھ پر جو عنایات کی ہیں۔ وہ ایسی نہیں۔ کہ میں آپ کے سوال کا جواب دینے سے انکار کروں۔ اسلئے باوجود اپنے فرائض سے ظاہرہ پہلو تہی کے بھی میں آپ کو وہ ساری واقفیت جو مجھے حاصل ہے بہم پہنچانے کو تیار ہوں:-

میرے معزز دوستو! مجھے کتنا افسوس ہے۔ کہ جس مقصد کو لیکر میری سفارت اس ملک میں آئی تھی۔ اس میں کامیابی کی تاحال کوئی امید نہیں۔ ورنہ اگر وہ سنہرا وقت آجاتا۔ جسے جلد لانیکے لئے میں اتنا دور دراز کا سفر اختیار کر کے یہاں آیا ہوں۔ تو میں آپ کو اپنے ملک کی ان قوموں کو دکھلا سکتا جن کا میں ابھی تذکرہ کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ [illegible] جنہیں دیکھ کر کوئی صحیح اندازہ انسان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آسانی سے یقین نہیں کریگا۔ مگر میرا ملک عجائبات کا ملک ہے۔ وہاں وہ کچھ موجود ہے۔ جو دُنیا کے کسی ملک میں نہیں۔

ہاں ذرا اپنی قوتِ یقین کو کھلی چھوڑ دیجئے۔ تاکہ وہ یہ مان سکے۔ کہ میرے ملک کے اندر ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جن میں بعض ۱/۲ گز اور بعض ۳/۴ گز اونچے ہوتے ہیں۔ (حاضرین "تعجب" "تعجب") ان بعض کی ناک بالکل ہوتی ہی نہیں۔ منہ کے اوپر دو سوراخ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ سانس لیتے ہیں۔ پھر آپ حیران ہونگے پیشچادانگچ لوگ ہیں۔ جن کے پاؤں کی ایڑیاں آگے کو اور انگوٹھے پیچھے کی طرف ہوتے ہیں۔ آپ حیران نہ ہوں۔ میں فسانہ بیان نہیں کر رہا۔ کیونکہ ان میں سے کئی لوگ مہاراج شری چندر گپت کے دربار میں لائے گئے تھے۔

پھر ایسے لوگ ہیں۔ جن کے منہ ہی ندارد ہیں۔ یہ لوگ اس سورگیہ ندی کے منبع کے قریب رہتے ہیں۔ جسے گنگا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ لوگ صرف خوشبو سونگھ کر ہی پیٹ بھر لیتے ہیں۔

اسی طرح ایک ایسی قوم ہے۔ جسے ہم لوگ "ایک پاؤ" (ایک ٹنگے) کہتے ہیں۔ ان کا صرف ایک پاؤں ہوتا ہے۔ مگر بھاگنے میں اتنے تیز رفتار ہیں۔ کہ گھوڑا بھی انہیں پکڑ نہیں سکتا۔

ایک اور قوم ایسی ہے۔ کہ جن کے کان پاؤں تک لٹکتے ہیں۔ حتٰے کہ ان کے اندر سو سکتے ہیں۔ اس قوم کی طاقت کا کیا کہنا۔ ہاتھ کے جھٹکے سے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں!

ایک اور قوم ہے جس کے کُتّے جیسے کان اور ایک آنکھ پیشانی کے درمیان ہوتی ہے۔ ان کے سر کے بال سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور چھاتی پر گچھے دار بال اُگتے ہیں۔

خیبر پوری کے لوگ ہزار سال تک عمر پاتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کی دیگر سینکڑوں قومیں میرے ملک میں آباد ہیں جنہیں آج تک کبھی بیرونی دشمن سے سابقہ نہیں پڑا۔ اور شاید ان کا ذکر کرنے سے یہ سمجھا جائیگا۔ کہ میں محض آپ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہوں۔ اسلئے میں صرف یہ بتا کر اس معاملے کو ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مشرقی سرحد کے پہاڑوں میں "درد" جاتی کے ملک میں سونے کی کانیں ہیں۔ یہاں چیونٹیاں پائی جاتی ہیں۔ جو سونا کھودتی ہیں۔ ہم اس سونے کو "پیپلیک" یعنی چیونٹیوں کا کھودا ہوا سونا کہتے ہیں۔ بتانے والے بتاتے ہیں۔ کہ یہ چیونٹیاں آپکے یہاں کی جنگلی لومڑی کے برابر ہوتی ہیں۔ نہایت تیزی سے دوڑتی اور شکار پر گزارہ کرتی ہیں"۔ . . .

ہیروڈوٹس:- (بات کاٹ کر) تو سونا وہ کب کھودتی ہیں؟

انڈو:- موسم سرما میں۔ سونا کھودتے وقت وہ مٹی کے تودے کان کے منہ پر پھینکتی جاتی ہیں۔ جیسے ارد گرد کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لوگ چپکے سے جانوروں پر لاد کر لے جاتے ہیں۔ لیکن اگر چیونٹیاں انہیں دیکھ پائیں۔ تو سخت غضبناک ہو کر حملہ کر دیتی ہیں۔ اسلئے یہ لوگ خفیہ طور پر کئی جگہوں میں جنگلی جانوروں کا گوشت رکھ دیتے ہیں۔ اور جب ان کی بو پا کر چیونٹیاں ادھر متوجہ ہوتی ہیں۔ تو چپکے سے اپنا کام کر جاتے ہیں۔"

سب کے سب حاضرین۔ تعجب! حیرت! کیا یہ سچ ہے؟

انادو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ آپ لوگ مجھے میرے مقصد کے حصول میں مدد دیجئے۔ میں کروڑہا بندگان خدا کے قتل کو روکنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یقیناً خدا کے بنائے ہوئے اس مندر کو توڑ پھوڑ کر تباہ کر دینا آسان ہے لیکن ایک انسان کو پھر زندہ کر دینا یہ وہ کام ہے۔ جسے ساری دنیا کے چھوٹے اور بڑے لوگ مل کر نہیں کر سکتے۔

ہاں ہاں آپ میری سفارت کو کامیاب بنا دیجئے۔ آریہ اور یونان جاتیوں میں ملاپ ہو جائے۔ آپ میرے مہمان ہوں جس طرح کہ میں آپکا آج مہمان ہوں۔ میں آپ کو بھارت کی سیر کراؤں۔ اور پھر آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ وہ اصلیت کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

سب کے سب۔ بلاشبہ آپ کا مشن ایک مبارک مشن ہے۔ لیکن اس کی کامیابی صرف شاہنشاہ کی مرضی پر انحصار رکھتی ہے۔ تاہم آپ نے جو کچھ بتایا۔ وہ نہایت تعجب خیز ہے۔ اور شاید اصلیت اس سے بھی تعجب خیز ہو

اس قسم کی صحیح واقفیت جسے بہم پہنچا کر ہمارے دوست نے یونان وزرا اور سالاران فوج کے دلوں میں اپنا سکہ جما لیا ہے۔

اور جب کہ وہ کھلے بندوں اس طرح اپنے ملک کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ بالمقابل سے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک نہ ہو۔ علاوہ ازیں اسکے جاسوس اس وقت دشمن کے ملک میں بھی بڑی ہوشیاری سے کام کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تھوڑے سے عرصہ میں سیلوکس کی تمام جنگی تیاریوں کی ہی نہیں۔ بلکہ اس کے ملک کے تمام قلعوں، شہروں، سرحدوں اور جنگلات کے متعلق بھی کافی اطلاع مل چکی ہے۔

مگر اس واقفیت سے بھی زیادہ قیمتی دلوں کی وہ حکومت ہے جسے وہ یونانی سرداروں کے اندر حاصل کر چکا ہے۔ ایک نہیں۔ بلکہ بہت سے یونان سردار اس کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ اور ان میں ہیرو کلیس تو بالکل ہی اسکا غلام بے دام بن چکا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب ہشتدہم

سفارت کی واپسی

مہاراج ورشل ملکی حفاظتوں کا معائنہ کرتے ہوئے دورہ لگا رہے ہیں۔ ان کا یہ دورہ ایک طرح پر سارے ملک کے حساب کتاب اور کاروبار کی پڑتال ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں سے ان کی سواری گذرتی ہے۔ وہ ایک ایک گاؤں، شہر، قریہ، جنگل، دریا، کان، مرغزار، غرض مملکت کے ایک ایک صیغہ کے افسران کے کاغذات کو بچشم خود ملاحظہ کرتے اور لوگوں کی شکایات کو سنتے ہوئے انہیں رفع کرنے کا سامان کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گھر گھر میں ان کا نام گونج رہا ہے۔ ملک کا ایک ایک بچہ پیارے ورشل کے نام کو عزت اور شردھا سے لیتا ہے۔ دیہات اور قصبات میں جس جگہ سے گذر ہوتا ہے۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں ہاتھوں میں جیمال لئے اسے آشیرواد دینے کو اسطرح تیار رہتی ہیں جس طرح کہ وہ انہیں کا اپنا بچہ ہے۔ اور جس وقت وہ سر کو جھکا کر انکی شردھا کے پھول قبول کرتا ہے۔ تو ان میں سے کئی ایک کے آنسو نکل آتے ہیں۔

ورشل کے اس دورے نے ملک اور پریم کی ایک ایسی لہر بہا دی ہے جس کی مثال صفحۂ عالم پر شاید ہی کبھی دیکھنے میں آئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وسیع مملکت کا ایک ایک فرد جہاں اس کا پسینہ گرے۔ اپنا خون بہانے کو تیار ہے۔

ایک ایک گاؤں میں اناتھ، بوڑھے، بیمار، اپاہج لوگوں کو سرکار سے گذارہ ملتا ہے۔ بیکس اور بیوہ عورتوں نیز ایسی عورتوں کے اخراجات کی جو حاملہ ہیں لیکن جنائی کے اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتیں گورنمنٹ کفیل ہے۔ پیدائش کے بعد ان کے بچوں کی غور و پرداخت و تعلیم کا انتظام بھی سرکار نے اپنے سر لے رکھا ہے۔

ملک کے اندر زمینداروں سے کرایہ تک لئے جابجا نہریں کھدی ہیں۔ اور ان میں سے سرکاری خرچ پر پمپ (موگھے) لگائے گئے ہیں۔ جہاں پر گورنمنٹ ایسا نہیں کر سکی۔ وہاں پر خود دیہاتیوں نے انکو لگا دی زمین۔ اور دیگر تمام ضروری اخراجات بہم پہنچانے کا بوجھ گورنمنٹ نے اپنے سر پر لے رکھا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

غرض رعیت کے آرام اور خوشحالی کے تمام سامان موجود ہیں۔ بیرونی دشمنوں سے آپکی حفاظت کے لئے تو ہر ایک گورنمنٹ ہی انتظام کرتی ہے لیکن اس کے دکھ میں دکھ اور سکھ میں سکھ محسوس کرنے والی گورنمنٹ کا نام اگر کسی حکومت کو دیا جا سکتا ہے۔ تو وہ ورشبل کی گورنمنٹ ہے۔

ڈاکو یا جنگلی جانور پکڑنے والے، شبر (تیر انداز) ملبند (شکاری) چانڈال اور آرمیہ چاری (خانہ بدوش) اقوام جو آجکل جرائم پیشہ مشہور ہیں۔ ان ایام میں جنگلوں اور بیابانوں کی حفاظت پر مامور تھیں۔

کانوں سے دھاتیں نکالنا۔ اور ان کے ذریعہ مختلف صنعتوں کو فروغ دینا۔ جنگلات اور بیابانوں کو صاف کرنا تجارت اور زراعت کیلئے آسانیاں بہم پہنچانا۔ مرغزار اور چراگاہیں تیار کرنا۔ سڑکوں اور آبی گذرگاہوں کا انتظام کرنا۔ جگہ جگہ پن پتن (منڈیاں) تعمیر کرانا یہ سب کام راجہ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔

غرض ورشبل کی گورنمنٹ ایک ایسی گورنمنٹ تھی جس کا مقصد رعایا کے دکھ کو دور کرنا اور اسے دنیا میں باآرام زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا تھا۔ رعایا بھی اس امر سے پورے طور پر واقف تھی۔ اسی لئے وہ اپنے راجہ اور اس کے دربار کے لئے جان تک تصدق کرنے کو تیار تھی۔ ملک سے ڈاکوؤں اور رہزنوں کا بیخ ناش ہو چکا تھا۔ کیونکہ چانکیہ کے جاسوس خود راہزنوں اور چوروں کا بھروپ بھر کے ان کے خفیہ مقامات کا پتہ لگا کر انہیں تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ ملک خوشحال تھا۔ اور افسران حکومت رعیت کے افسر ہونے کی بجائے اسکے خادم تھے۔

مہاراجہ کا پڑاؤ تکشک شلا کے نزدیک پڑا ہے۔ اور اردگرد کے ستھانک سم راج افسران (ضلع) موجود ہیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ کے گوپ (پٹواری) لوگوں کے کاغذات پیش کر رہے ہیں۔ مہاراجہ ان کاغذات کا پردیشٹار (کمشنر) کی رپورٹ اور گپت چروں (جاسوسوں) کی بہم کردہ اطلاعات سے مقابلہ کرتے اور جہاں جہاں فرق معلوم دیتا ہے۔ اسکی بہ نفس نفیس تحقیقات کر کے کئی جگہوں پر معاملہ اراضی معاف کرتے اور کئی جگہ پر اسے گھٹانے بڑھانے کے احکام صادر کر رہے ہیں۔ اردگرد کے لوگ موجود ہیں اور راجہ کے درشن اور اپنی مدتوں کی دبی ہوئی خواہشات کا اظہار کر کے منہ مانگی مرادیں حاصل کر رہے ہیں۔

سلے آٹھ صد دیہات کے اندر ایک تعلقہ ہوا کرتا تھا۔ چار صد دیہات کے اندر ایک درون مکھ دو صد دیہات کے درمیان کمار و ننک۔ اور دس دیہات کا ایک سنگرہن۔ انہیں آجکل کے ضلع، تحصیل اور ذیلوں کے قائم مقام سمجھا جا سکتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جبکہ دفعۃً پتہ چلتا ہے کہ پنڈت اندو شرما پوری سے واپس آگئے ہیں۔ مہاراج سے حضور میں باریابی کے خواہشمند ہیں۔

اجازت مل گئی۔ اور پہلے سے درست اندو شرما نے شاہی حضور میں پیش ہو کر ساشٹانگ پرنام کرتے ہوئے کہا "مہاراج کی جے ہو"

ودیشل - کہو اندو تمہاری سفارت کا انجام؟

اندو - جو مہاراج نے فرمایا تھا حرف بحرف ٹھیک نکلا۔

ودیشل - اور جواب؟

اندو - پرتاپ!

ودیشل - پرتاپ؟

اندو - ہاں مہاراج!

مہاراج ودیشل - (حاضرین سے مخاطب ہو کر) آپ سب صاحبان نے سن لیا۔ اندو شرما نے کیا کہا ہے؟

حاضرین - ہاں مہاراج سن لیا۔

مہاراج - یون راجہ ہمارے پتراودوں کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ وہ جگت کے اندر رکت کے ساگر بہانے پر تل رہا ہے۔ تاوسندھرا ایک بار پھر شورویروں کا رکت پیکر پیاسا بجھانا چاہتی ہے۔ آکاش پر گھٹا ٹوپ اندھکار پھیلانا چاہتا ہے جسے آپ لوگوں کی تلوار کے سوائے اور کوئی دور نہیں کر سکتا؟

حاضرین - مہاراج! یون راجہ کے پرتاپ (الٹی میٹم۱) کو بھارت سویکار کرتا ہے۔ ہم لوگ اپنے خون سے اس کا جواب دینگے۔

ودیشل - مجھے تم سے یہی آشا تھی۔ بھارت اپنے ایک ایک سپوت سے یہی آشا رکھتا ہے۔ کہ وہ جگت کے اندر اپنے کرتویہ کا پالن کرتا ہوا اس کے سر کو اونچا کرنے کا یتن کریگا۔ اسلئے میری یہ اچھا ہے کہ جگہ جگہ کے سبھا اپنے ذمہ یہ کام لیں کہ نگر نگر اور گرام گرام میں بھارت کی پرجا کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے دیش پر آپتی آ رہی ہے۔ ان کے دیش پر یون لوگوں کا دوسرا آکرمن ہونیوالا ہے۔ پر راجیہ اپنے شیل کرنے کا یتن کریگا۔ پرنتو اس میں پرجا کی سہانو بھوتی اتی آوشیک ہے۔ اس کا لئے ایک ایک ویکتی۔ ہاں راجیہ کا ایک ایک بچہ بچہ ایک ایک استری یہ سمجھ لے۔ کہ یون آکرمن دیش پر نہیں

۱؎ الٹی میٹم: اعلانِ جنگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راجیہ پر نہیں۔ بلکہ اسکے اپنے گرہ پر ہے جسکی رکشا اسکے لئے اتی آوشیک ہے۔

حاضرین۔ مہاراج کی آگیا راجیہ کے ایک ایک نر ناری تک پہنچ جائیگی۔

حاضرین دربار رخصت ہو گئے۔ اب مہاراج ورشل اور اندوشرما اکیلے تھے۔ اسوقت مہاراج نے ایک معنی خیز نگاہ سے اپنے ساتھی کیطرف دیکھا۔ انکی یہ نگاہ کسی چیز کی خواہشمند تھی۔ اندوشرما نے اسکے جواب میں تعظیم سے سر جھکا کر اپنے کاغذات میں سے ایک ریشمی خریطہ نکال کر انکے پیشکش کیا جس میں وہ چیز بند تھی۔ جسے مہاراج باوجود اپنی زبردست حب الوطنی کے شاید اپنے سارے راجیہ سے عزیز رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کے خط کا جواب تھا۔ جو یوان شہزادی نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

اندوشرما نے اسوقت کھسک جانا مناسب سمجھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ مہاراج اس وقت خلوت کے خواہشمند ہیں۔ اپنے آپ کو تنہا پاکر مہاراج نے اس ریشمی خریطہ کو دلپر رکھا۔ پھر لبوں سے بوسہ دیا۔ اور کھولنے سے قبل ایک بار پھر دلپر رکھ لیا۔ آہ! اس بےجان شے کے اندر نہ معلوم کون سی بجلی بھری تھی۔ جو ان کے جلتے ہوئے دل کو ٹھنڈک پہنچانیکا موجب ہو رہی تھی۔

اسوقت ان کے دل میں کئی قسم کے خیالات جوشزن تھے۔ جنہیں اندر ہی اندر دبا کر آخر آپ نے اسے کھولا۔ تو نہایت خوبصورت کاغذ پر حسب ذیل حروف لکھے تھے:۔

"میری جان و دل کے مالک۔ میری زندگی کے اکیلے آدھار

کیا وقت کی رفتار پریم کی آگ کو ٹھنڈا کر سکتی ہے؟ کیا سالوں کا گذر جانا محبت کی دہکتی ہوئی جوالا پر ٹھنڈا پانی برسا سکتا ہے؟ کیا آنکھوں سے دوری روح کو بدل سکتی ہے؟ تمہارا ضمیر خواہ اسکا جواب اثبات میں دے۔ مگر میرا تجربہ اس کے برعکس ہے۔ تم خواہ اسپر شک کرو لیکن تمہاری روکشانا آج بھی وہی ہے۔ جو ساکل کے جنگلوں میں تھی۔ اس کے وہ الفاظ جو اکیسنیز (چناب) کے ٹھنڈے پانی میں کہے گئے تھے۔ محض اسوقت کے لئے ہی نہیں تھے بلکہ یہ ایک روح کا دوسری روح کو نہیں اپنے آپکے ایک دوسرے حصہ کو پیغام تھا۔

پندرہ سال گذر گئے۔ اوہ! اتنا لمبا عرصہ! لیکن تمہارے پیارے ہاتھوں کے لکھے ہوئے محبت نامہ نے اس سارے لمبے عرصہ کو ایک لمحہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ تمہاری روکشانا اب بھی تمہاری روکشانا ہے۔ اور اگر تم اسے نہ بھی اپناؤ۔ تو بھی تمہاری ہی رہیگی۔ یا ورشل! گھٹا ٹوپ اندھیرے کے بعد بجلی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اساڑھ کا کڑاکا گذر گیا ہے۔ اب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

برشگال کی آمد آمد ہے۔ اماوس کی اندھیری رات کے بعد دور افق پر پریم کا چندرما دکھائی دے رہا ہے۔ میری آنکھیں آبا جان کی ہم کے اندر خدائی ہاتھ کو کام کرتا دیکھ رہی ہیں۔ لیکن دل میں کبھی بار یہ شک پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ کیا سچ مچ وہ وقت آئیگا جب میں اپنے پیارے کے دیدار کر سکونگی؟

پیارے اس شک کیلئے مجھے معاف کرنا۔ پندرہ سال کی جدوجہد نے میری بہت سی امیدوں کو کچل دیا ہے۔ اسلئے اگر میں کوئی نئی امید بناتی ہوئی ہچکچاتی ہوں۔ تو اس میں تعجب نہیں۔ لیکن کیا۔ لشکر کی فوج کشی میں۔ دو فوجوں کی جنگ آزمائی میں سچ مچ کوئی ذریعہ ایسا نکل آئیگا جس سے میں تمہارے پیارے پیارے چہرے کو دیکھ سکونگی؟

خداوند خدا بے نیاز ہے۔ اسکی حکمتوں کا وار پار نہیں۔ اسلئے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

امید بہت بڑی ہے۔ یہ اس کمزور جسم کو دنیا سے اوپر اٹھا رہی ہے۔ کیا یہ پوری ہوگی؟ ہاں۔ میرے اندر کوئی آواز یہ کہہ رہی ہے۔ کہ سچا پریم پہاڑوں کو پھوڑ سکتا ہے۔ آہنی دیواروں کو چکنا چور کر سکتا ہے۔ اسلئے کوئی وجہ نہیں کہ ہماری دو روحیں جو ایک دوسری سے ہزاروں میل پرے پڑی ہوئی بھی شب و روز ایک دوسری میں مگن رہتی ہیں۔ باہم گلے ملنے میں کامیاب نہ ہوں جب تک وہ وقت آئے۔ آپکا خدا اگر حقیقت میں آپکے ساتھ۔

ہیں ہوں جان و جسم دونوں میں آپکی

"دلکشا"

حروف ہجی کے اس مجموعہ میں کیا تھا۔ جسے پڑھکر مہاراج رنجیت سنگھ نے سر پکڑ لیا۔ اسوقت اس بہادر کی جو میدان جنگ میں لاکھوں بہادروں کے سامنے کھڑا مسکرایا کرتا تھا۔ آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ اور دل زور سے پھڑپھڑا رہا تھا۔ جسے وہ دونوں ہاتھوں سے دبا رہا تھا۔

یہ محبت تھی۔ یہ پریم کا جادو تھا۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب نوزدہم

شخصے از غیب

صبح کا سہانا وقت۔ سورج دیوتا آہستہ آہستہ مشرق سے سر بلند کر رہے ہیں۔ ان کی گرم و دلگر خوشگوار کرنیں ڈل کے نیلگوں پانی کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتی ہوئی معلوم دیتی ہیں۔ دور فاصلے پر ہمالہ کی پہاڑ چاندی کے پہاڑوں کی شکل میں نظر آتی ہیں۔ چاروں طرف سبزہ بچھا جاتی ہے۔ ایک آسمانی منظر دکھائی دیتا ہے جس کی خوبصورتی کو بہشت بریں کا نقل ہونا بتانے کے لئے ایک پری کی شکل بھی نظر آ رہی ہے جو سفید لباس میں ملبوس خراماں خراماں ڈل کے کنارے ٹہل رہی ہے۔

یہ کون ہے؟ کیا بہشت کی کوئی حور ہے جو صبح ہی صبح سویرے آسمان سے اتر آئی ہے؟ نہیں۔ ران بہشتی تا حال وجود میں نہیں آئیں۔ کم از کم ہندوستان کی سرزمین ابھی تک ان کے خیال سے خالی ہے۔ ہاں اس سرزمین کے شعراء نے اپنے خیال کے تصور میں ایسی چند ہستیاں تصور کی ہیں جنہیں وہ سورگ کی "اپسراؤں" کا نام دیتے ہیں۔

تو کیا یہ سورگ کی کوئی اپسرا ہے جو اس فانی منظر کی خوبصورتی کو تکمیل کو پہنچانے کے لئے اس خیالی سرزمین سے اس دنیا میں بھیجی گئی ہے؟ شاید ایسا ہی ہو۔ کیونکہ اس کا گورا گورا رنگ۔ اس کا حسین بدن اور اس پر سفید ملبوس۔ یہ ساری باتیں ہمارے اس خیال کی تائید کر رہی ہیں لیکن ہائیں یہ کیا ہوا۔ یہ دھڑام پانی میں کون گرا ہے؟ یہ تو وہی نازنین ہے جسے ڈل کا تند دار پانی اپنی رَو میں بہائے لئے چلا جاتا ہے۔ یہ کیا؟ اور کیسے؟ ابھی ابھی ہم کیا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ابھی کان میں چیخوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ اُف!

بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم　　دگرگوں مے شود احوال عالم

ابھی ایک گھڑی قبل جو ہستی اس سارے جنگل کو اپنی خوبصورتی سے دلربا بنا رہی تھی۔ اس وقت بندہ کے آگے پانی میں غوطے کھا رہی ہے۔ اسے کیا کوئی ہاتھ اس کی مدد کو نہیں بڑھیگا؟ کیا کوئی طاقت اسے بچانے کے لئے حرکت میں نہیں آئیگی؟ لیکن اس سنسان جنگل میں کون ہے جو اسے بچا سکے؟ دیکھو! جبلے پر ایک نوجوانی شکل نمودار ہوئی ہے ... لگا کر ... سامنے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ بچہ نانی کی طرف جنبش ہے یہ مصیبت کے طریقہ جنبش ہے لیکن وہ ہم ہاتھ لیاں بچہ کا شکار
کو تکلیف دینا خلاف قانون ہے ہم معذور ہیں۔ ہمیں اپنے مدد کون ہے؟ شاید ہم اس کام کے لئے آگے
بڑھ سکتے لیکن افسوس۔ ہمارا بس ہی تو اسکا مونہ نہیں محض تصور اس جگہ جہاں پاؤں رکھتا ہے۔
آبی اہرمن سے بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پتا تھا! تو کیا چاندی کی یہ مورت موم کا یہ مجسمہ سندھو کے
خوفناک اُشنہ پانی میں گھل کر غرقاب ہو جائیگا۔ اور اس امر کا اسکے ماتا پتا اور لواحقین کو بھی پتہ نہ لگے گا۔
آہ کون جانے۔ یہ کس کی آنکھوں کا تارا اور کس کے دل کا ٹکڑا ہے جو اسطرح بے یار و مددگار ویران پانی کے
گھاٹ میں پہنچ گیا ہے۔ شاید سندھو کو بھی اسکا پیارا پیارا جسم بھلا معلوم دیا ہے۔ کہ اس نے اسے اٹھا کر
بغل میں لے لیا ہے۔ اور اب بلبلوں کے حباب عاشق کی طرح اسے چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

"غڑپ"۔ اور کیا آواز آئی! کیا کوئی اور انسان لقمۂ اجل ہوا۔ یا کہیں سے زمین کا کوئی ٹکڑا پانی
میں گر پڑا ہے۔ یہ کیا نشان ہے۔ جو جب بتا تھا ہوا اس جسم کو آبی گرفت سے چھڑانے کے لئے بڑھ
رہا ہے۔ ہاں وہ اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ اب تو فی دم میں اسے صحیح سلامت باہر نکال لیگا لیکن . . .
وہ پانی کا ریلا آیا۔ اف! اسے واپس بہا لے گیا۔ پرماتمن! کیا سچ مچ یہ خوبصورت تصویر سندھو میں غرقاب ہونے
کے لئے ہی بنائی گئی تھی؟

لیکن نہیں۔ "رکھنے والے سے بچانے والا قوی تر ہے"۔ وہ انسان یا فرشتہ جو غیب سے اسطرح بے یار و
مددگار ہستی کی مدد کے لئے نمودار ہوا ہے۔ ہماری تمہاری طرح کمزور دل اور جسم رکھنے والا نہیں۔ وہ ان میں
سے ایک معلوم ہوتا ہے جن کی بابت کسی نے کہا ہے۔

ع سمندر پھاند لیتے ہیں کوہ سے دریا بہا لیتے ہیں

دیکھو۔ دیکھو وہ کس جد و جہد کو دیکھو! سندھو غضبناک سانپ کی طرح پھنکارتا ہے۔ اور جھاگ اُچھالتا ہوا
اسے پیچھے پھینکنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن وہ ہے کہ ہر طرح کی مشکلات کا مقابلہ کرتا ہوا اپنے مقصود کی
طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ لو اسکی محنت ٹھکانے لگی۔ کیونکہ اب وہ پیارا پیارا جسم اسکی بغل میں ہے۔

لیکن شاید مشکل ترین کام کا آغاز اب ہوا ہے۔ کیونکہ ایک بیہوش جسم کو ایک ہاتھ سے تھامنا۔ نہ صرف
تھامنا بلکہ سطح آب سے اوپر رکھنا اور دوسرے ہاتھ سے ویران دریا سے جنگ کرنا اگر ناممکن نہیں۔ تو
بہت مشکل ضرور ہے۔ خاصکر جبکہ اپنے شکار کے ہاتھ سے چھوٹ جانے پر آبی جسم والا دیو آشفتہ خشمگیں
ہو کر ایک کے عوض دو جانوں کو ہڑپ کرنے پر تُل رہا ہو۔

لیکن دوسرے کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے والا یہ پر ایثار کی اس بات کی پرواہ نہ کرتا ہوا اپنے کام پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے۔ کتنی بار پانی کے ریلوں نے اس کی کرائی محنت پہ پانی پھیر دیا۔ کتنی بار پانی کے تھپیڑے اسے واپس منجدھار میں لے گئے۔ لیکن آخر وہ کنارے کے نزدیک پہنچ ہی گیا۔ اور اب پایاب پانی میں ہے۔

اب کام نسبتاً بہت آسان تھا۔ لیکن باہر نکلنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ نازک جسم کپڑوں سمیت سر سے پاؤں تک پانی میں تربتر ہو چکا۔ اور ابھی تک بیہوش ہے۔

ہمارے بہادر نے باہر آ کر اسے سبز سبز گھاس پر لٹا دیا۔ اور خود چند قدم آگے بڑھ کر جنگل میں گھسا۔ یہاں پر ایک خوبصورت اور قوی ہیکل گھوڑا ہری ہری گھاس چر رہا تھا۔ جس نے اسے دیکھ کر ہنہنانا شروع کر دیا۔ ہمارے بہادر نے آگے بڑھ کر اسے تھپکی دی۔ اور زین کے پاس سے چادر کھینچ کر واپس اس جگہ پہنچا۔ جہاں پر اپنے مریضہ کو چھوڑ آیا تھا۔

وہاں پہنچا۔ تو اس سیمیں تصویر کی دونوں آنکھیں کھلی تھیں۔ شاید باوجود دریا میں غوطہ زنی کے بہت کم مقدار میں پانی اسکے جسم کے اندر داخل ہوا تھا۔ جو اسقدر جلد اس کے حواس برقرار ہو گئے تھے۔

ہمارے بہادر کو سامنے دیکھ کر اس نازنین کے لب ہلتے ہوئے نظر آئے۔ جن میں سے نہایت آہستہ اور باریک آواز میں یہ الفاظ نکلتے سنائی دیئے۔ "وریشل! وریشل!" کیا میرا دماغ میرے سامنے خیالی مورتیں بنا رہا ہے"

اپنا نام سن کر ہمارے بہادر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور اس نے آگے بڑھ کر اس حسینہ کی صورت کی طرف بغور دیکھا۔ جسے اسوقت تک اسے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔

اور جو کچھ اس نے دیکھا۔ اسے دیکھ کر ایک منٹ کے لئے اسکے حواس ساکن ہو گئے۔ کیونکہ سامنے وہ کچھ تھا۔ جسے تسلیم کرنے کو دل تیار نہیں تھا۔

دماغ نے کہا۔ اور لبوں نے اسے الفاظ میں ادا کیا۔ "روکشانا!"

روکشانا۔ کیا یہ سچ ہے؟ کیا جو کچھ نظر آ رہا ہے۔ خواب نہیں؟

وریشل۔ خواب نہیں۔ حقیقت ہے۔ تم سندھ کی چھاتی پر سوار تھیں۔ اور اگر میں اتفاقاً اس جگہ پہنچ جاتا۔ تو پتہ نہیں اسوقت کہاں ہوتیں۔ مگر وقت باتوں کا نہیں۔ تمہارے کپڑے تربتر ہو رہے ہیں اگر یہ جسم پر سوکھے۔ تو سندھ کی بجائے یہی تمہارے لئے مُضر ثابت ہونگے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ پہلے انہیں جسم سے علیحدہ کرنے کا انتظام کیا جائے۔ لیکن یہ سنسان جنگل ہے۔ یہاں تمہارے رتبہ کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مُطابق کپڑوں کا میسّر آنا مشکل ہے۔ ہاں اگر ناگوار نہ ہو۔ تو یہ سپاہی کی چادر ہے۔ اسے تھوڑی دیر کے لئے اوڑھ کر اِن ملبوس کو جسم سے الگ کر دو۔ اور مَیں اسے بعد سکھانے کا انتظام کئے دیتا ہُوں۔

روکشانا۔ لیکن تمہارے یہ کپڑے؟

ورشل۔ یہ بھی ابھی سُوکھ جائینگے۔ تم اس گیلی پوشاک کو اُتارو۔ مَیں اتنی دیر کے لئے ان درختوں کے اوجھل ہو کر اپنے کپڑوں کو اُتار کر یہ دُوسری چادر اوڑھے لیتا ہُوں۔ جو احتیاطاً ساتھ لیتا آیا تھا۔ یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ یہ اس کام میں آئیگی۔

یہ کہکر وہ جنگل میں ایک طرف کو چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر میں ہی اس جگہ۔ آدم اور حوّا کے نمونہ کے دو ابتدائی انسان کھڑے دکھائی دیئے۔ جو دریا سے نکلے ہُوئے نل اور دمینتی کی طرح صرف ایک ایک چادر میں لپٹے تھے۔

ورشل نے اپنے اور روکشانا کے کپڑے دھوپ میں بکھیر دیئے۔ جو اسوقت تک اچھی خاصی تیز ہو چلی تھی۔ اور خود گھوڑے کا کمبل زمین پر بچھا کر روکشانا کو اس پر بیٹھنے کو کہا۔

اس نرم بستر پر بیٹھکر روکشانا نے پھر خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

روکشانا۔ آپ یہاں کیسے آگئے؟

ورشل۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے مَیں یہ جاننا چاہتا ہُوں۔ کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ لیکن شاید تمہیں بھوک لگی ہوگی۔ اور مَیں تمہارے ناشتہ کے لئے کچھ لئے آتا ہُوں۔

یہ کہکر وہ جنگل کی طرف بڑھا۔ روکشانا کی آنکھیں اس وقت اس کے پیچھے تھیں۔ گھوڑے کے نزدیک پہنچکر اُس نے اسباب کو کھولا۔ اور اس میں سے کچھ ہلکی سی خوراک نکال کر پھر واپس لوٹا۔

اب ابتدائی انسان کے یہ دو نمونے فراغت سے ایک دُوسرے کے سامنے تھے۔ اور ورشل اپنے سوال کو پھر دُہرا رہا تھا۔

ورشل۔ روکشانا! کیا میں اب پوچھ سکتا ہُوں۔ کہ سندھ کو یہ کس طرح فخر حاصل ہُوا۔ کہ وہ تمہیں اپنی آغوش میں لے سکے۔

روکشانا۔ یہ تو شاید آپ کو معلُوم ہی ہے۔ کہ یونانی لشکر یہاں سے کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالے پڑا ہے ابا جان خود اس لشکر کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا مَیں بھی اس کے ساتھ تھی۔ کیونکہ مجھے اس سرزمین کے دیدار کی حد سے زیادہ آرزو تھی۔ جس نے میرا اِشٹ دیو (ورشل کیطرف کن انکھیوں سے دیکھکر) چھپا رکھا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بنا اس جگہ پہنچ کر میرا دل قابو میں نہ رہا۔ اور میں آج صبح ہی صبح سیر کے لئے ادھر آ نکلی کنارے کنارے چلی آئی۔ اس وقت صبح کا نظارہ ایسا خوبصورت تھا کہ میں اپنے آپ کو بھول گئی۔ اور گھر سے اتنی دور چلی آئی۔ اسوقت ایک طرف سورج مشرق سے بلند ہو رہا تھا۔ دوسری طرف ہمالہ (ہمالیہ) کا عظیم الشان اور عنبری سلسلہ کوہ جو اب تک چاندی کے پہاڑوں کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا کسی نامعلوم کیمیاگر کے خفیہ ہاتھ کی حرکت سے طلائی پربت کی شکل میں تبدیل ہو رہا تھا تیسری طرف یہ گھنا ہرا جنگل تھا جس کے دور تک پھیلے ہوئے درخت دل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا سامان کر رہے تھے۔ ان درختوں پر سے طرح طرح کی انواع و اقسام کے خوبصورت پرندوں کی نغموں سے ہوا گونج رہی تھی۔ اور میرے جیسے نوواردوں کو اپنی خوبصورت آواز اور شکل سے متحیر کرنے کا سامان کر رہے تھے۔ چوتھی طرف اندس کا گہرا نیلگوں پانی تھا جس میں کئی قسم کی مچھلیاں کلیلیں کرتی میرے دل میں کیسی خفیہ یاد داشت کو حرکت دے رہی تھیں۔

غرض چاروں طرف قدرت مجسم خوبصورتی کی شکل اختیار کئے ایسی طرح پر مجھے خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ اسلئے کیا تعجب ہے کہ میں اپنے آپ کو بھول گئی۔ اور ایک جگہ پر دریا کے کنارے میرا پاؤں پھسل گیا۔

اسکے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ لیکن مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کی تہہ میں ہماری بہتری کی کوئی بھلائی پوشیدہ رہتی ہے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ میں آج دیوتا کی صحبت کے درمیان اس خوبصورت کا دیدار کر سکتی۔ جو پرستش کے پھولوں سے اٹھتے بیٹھتے میرے سامنے رہی ہے۔ آخری الفاظ کچھ اسطرح کہے گئے تھے۔ کہ ودیشمل کے دلی جذبات جنہیں وہ اس وقت تک بڑے حوصلے اور ہمت سے دبا رہا تھا۔ اب بالکل بے قابو ہو گئے۔ اور اس نے جلدی سے اٹھ کر رودکشانا کو چھاتی سے لگا کر گرم گرم بوسوں سے اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔ رودکشانا نے بھی اسوقت کچھ مزاحمت نہیں کی۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اسوقت اسکے اپنے دل میں کون سے خیالات موجزن تھے۔

لیکن ٹھیک اسوقت ایک طرف سے آواز آئی۔ "ودیشمل۔ یہ کیا؟"

دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ تو مہاراج چانکیہ سامنے تھے۔

ودیشمل نے جھک کر گورو جی کو پرنام کر کے رودکشانا کو ان کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔

ودیشمل۔ "یہ ہیں آدیش مہاراج سیلوکس کی راجکماری رودکشانا!"

مہاراج چانکیہ اس وقت تک حیرت سے لب بستہ ہو رہے تھے۔ ودیشمل کے ان الفاظ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے تو ان کی حیرت کو اور بھی زیادہ کر دیا۔

ادھر ورشل نے رُوکشانا سے مخاطب ہو کر کہا "میرے رُوحانی اور پرانی گرو دیا تا وشنو گپت چانکیہ"

رُوکشانا نے آگے بڑھ کر چانکیہ کے قدموں میں گر کر انہیں پرنام کیا۔ اس وقت نظارہ قابل دید تھا۔ کیونکہ وہ چانکیہ جس کی بھووں کے بل سے ایک دیو دست کانپتا تھا جس کی ہستی کے آگے بڑے بڑے بہادر سر جھکاتے تھے۔ ایک دیوی کو سامنے دیکھ کر بولنے کے قابل ہو رہا تھا۔ بعجب جوش سے اس کی زبان بند ہو رہی تھی۔

چند منٹ تک یہ حالت طاری رہی جس کے بعد بڑے ضبط سے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور رُوکشانا کو پاؤں پر سے اُٹھاتے ہوئے کہا "بیٹی چرنجیو سہاگ وتی ہو"

رُوکشانا۔ گرو دیو! میرا سہاگ آپ کے پاس ہے۔ اگر آپ یہ آشیرواد دیتے ہیں۔ تو اسے مجھے بخش دیجئے۔

چانکیہ۔ تمہارا سہاگ؟ ..... میرے پاس؟ ..... دیوی! تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟ ..... ورشل کی طرف دیکھنے لگے۔

ورشل نے اس وقت سر جھکا لیا۔ یہ حالت دیکھ کر چانکیہ ایک دم کے لئے سوچ میں پڑ گئے تھوڑی دیر کے بعد ان کا خاموش سر اُوپر اُٹھا۔ تو چہرے پر ایک تبسم تھا۔ اور آپ نے ورشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

چانکیہ۔ کیوں ورشل؟ پندرہ سال تک برہمچاری رہنے کا یہی مقصد تھا؟ کیا تم بھی بھارت کو اپنے عہد میں پھر سے ہند کے سہاگ ارتھات یونان دیش سے ملانا چاہتے ہو؟

ورشل۔ (اسی طرح سر جھکائے) بھگوان سروگیہ ہیں!

چانکیہ۔ اگر تم دونوں کی یہی اچھا ہے۔ تو میں اس میں بادھا ڈالنے والا کون ہوں؟ بہتر ہے اپنے دلوں کو پُورن طور پر ٹٹول لو۔ اپنے آتما کی اچھی طرح ساکشی کر لو۔

ورشل اور رُوکشانا۔ (دونوں) مہاراج یہ سب کچھ ہو چکا۔

چانکیہ۔ (مسکراتے ہوئے رُوکشانا سے مخاطب ہو کر) بیٹی! ورشل جو کچھ کہتا ہے۔ میں اسے سمجھتا ہوں۔ لیکن کیا تم جانتی ہو۔ کہ ایک کھلے گھر میں چھت کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر کے تم کیا کھو رہی ہو؟ تم ایک راجکماری ہو۔ اور شاید تمہارے پتا (الیشیاء کے سب سے بڑے راجہ) بھی دینا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو۔ اسلئے جانتی ہو۔ تمہارا یہ کام کیا معنی رکھتا ہے ؟

روکشانا۔ مہاراج! مجھے راجکماری نہ کہئے۔ اس زندگی کی خیرات ایک سے زیادہ مرتبہ مجھے میرے ورتشل کے ہاتھوں مل چکی ہے۔

چانکیہ۔ تو کیا یہ کرتگیتا (احساس شکرگزاری) ہے۔ جو اس پاپ کا کارن ہے۔

ورتشل۔ مہاراج! میں آپ کا شیشہ ہوں۔ تھالی یہ ایسا ہی ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ورتشل اتنا گر گیا ہے۔ کہ وہ ایک یونانی کے رحم پر اپنے آپ کو ڈال کر اسکی زندگی کو تباہ کریگا ؟

چانکیہ۔ ورتشل خاموش! میرا پرشن تم سے نہیں۔ اس دیوی سے ہے۔

روکشانا۔ مہاراج! اگر آپ کا دایاں ہاتھ آپ کے بائیں ہاتھ کی حفاظت کرے۔ تو اسے اس کا شکرگذار ہونا ہوگا ؟

چانکیہ۔ نہیں!

روکشانا۔ تو پھر آپنے یہ الفاظ کس طرح کہدیئے۔ جنہوں نے میرے پرانے پتی کے ہی نہیں۔ بلکہ میرے دل کو بھی چھلنی کر ڈالا ہے۔

چانکیہ۔ تو گویا تم پہلے ہی ایک شودر کو پتی دیو تسلیم سمجھتے ہو ؟

روکشانا۔ مہاراج! آجتک نہیں۔ پندرہ سال سے۔

چانکیہ۔ تو پھر میری آگیا کیا معنی رکھتی ہے ؟

روکشانا۔ جو کہ والدین کی اجازت بچوں کے لئے رکھ سکتی ہے۔ مہاراج! اگر آپ اجازت نہ دیں۔ تو ہمارے جسم ایک دوسرے سے اسی طرح الگ رہیں گے۔ جس طرح کہ پندرہ سال کے لمبے عرصہ سے چلے آتے ہیں۔

چانکیہ۔ دیوی! کیا تم مجھے انسان نہیں۔ حیوان سمجھتی ہو ؟ کیا تم مجھے آدمی نہیں۔ راکشس خیال کرتی ہو ؟ کیا تم یہ سمجھتی ہو۔ کہ میرے سینے میں دل نہیں۔ پتھر کا کوئی ٹکڑا ہے۔ جس حالت میں میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ اور جو کچھ میں تمہاری محبت کے متعلق شروع سے جانتا ہوں۔ اسے جان کر کیا کوئی انسان ہے جو تمہیں ایک ہونے کی اجازت نہ دے۔

(ورتشل کی طرف دیکھ کر)

حیران کیوں ہوتے ہو۔ چانکیہ دلوں کے حالات جاننے کی شکتی رکھتا ہے۔ دیوی! تم چانکیہ کو غلط سمجھتی ہو۔ جسطرح کہ دنیا اسے غلط سمجھتی ہے۔ چانکیہ انسان ہے۔ چانکیہ منش ہے۔ اسکے سینے میں دل ہے لیکن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک بات ہے۔ جو اسے انسان سے حیوان اور فرشتے سے راکشس بنا دیتی ہے۔ ایک چیز ہے جو اسے مجبور کر دیتی ہے۔ کہ اپنے ہی دل کو اپنے سینہ میں کاٹ دے۔ اور وہ چیز دیش بھگتی ہے۔

دیوی! دیش بھگتی کے سامنے چانکیہ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ دیش ہت کے سامنے وہ راجہ نرک اور پرجا کسی کی حقیقت نہیں سمجھتا۔ اپنے دیش کو بچانے کیلئے وہ چوری کر سکتا ہے۔ اپنے بیٹے کو اذیت دے سکتا ہے۔ پاپ کرنے کو آمادہ ہے۔ ہاں ہاں دیش ہت کی خاطر اسے نرک میں بھی جانا پڑے تو اسے پرواہ نہیں۔ وہ ایسے نرک پر سینکڑوں سورگ نثار کرنے کو تیار ہے۔ جو دیش ہت کی خاطر ملے۔

ہاں اگر یہی دیش ہت، یہی دیش بھگتی اسے اس امر سے منع کرتی۔ کہ وہ یون شاہزادی اور درشل کا ملاپ نہ ہونے دے۔ تو چاہے اسطرف کی دنیا اُسطرف ہو جاتی۔ چاہے پورو سے نکلتا ہوا سورج پچھم سے نکلنے لگ جاتا۔ چاہے پرتھوی اپنے آپ کے گرد چکر کاٹنے کی بجائے سیدھی دوڑنے لگ جاتی۔ چانکیہ کے مکھ سے کبھی ہاں نہ نکلتی۔

پرنتو! پرماتما کا ہزار ہزار دھنیہ واد ہے۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ ورنہ درشل تو کیا۔ مجھے اپنی زندگی کو بھی تباہ کرنے میں سنکوچ نہ ہوتا۔

دیوی! چانکیہ دیش بھگت ہے۔ کوٹلیہ دیش ہت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ اسے اپنا دیش۔ اپنی ماتری بھومی پیاری ہے۔ پرنتو اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ وہ اپنے دیش باسیوں کا شترو ہے نہیں نہیں۔ اس کا مت یہ ہے۔ کہ

"یہ میرا ہے۔ یہ پرایا ہے۔ یہ چھوٹے دل والوں کا خیال ہے۔ اُدار چت منشیہ کیلئے سارا جہان اپنا کٹنب ہے"

ہاں وہ دوسرے دیش باسیوں کے دیش ہت کو شردھا اور آدر سے دیکھتا ہے۔ اس کا من نہیں چاہتا۔ کہ کوئی دوسرا منشیہ بھی دیش گھاتک بنے۔ کیا تم پریم کے بس میں ہو کر ایسا تو نہیں کر رہی ہو؟

درکشٹا:۔ میں اور دیش گھات۔ بدکشٹا اور غداری! مہاراج! آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یقیناً میں نہیں سمجھ سکتی۔ کہ کس طرح درشل کے ساتھ شادی کر کے میں اپنے دیش سے غداری کروں گی۔ یا کر سکتی ہوں؟

چانکیہ:۔ شنکر! اسلئے کہ درشل۔ تمہارا درشل محض ایک معمولی گھڑ چڑھا نہیں جیسا کہ تم اسے سمجھ رہی ہو۔ یا جیسا کہ اس وقت تک تمہیں بتایا جا چکا ہے۔ بلکہ وہ آریہ ورت کا چکرورتی راجہ مہاراجہ دھیراج چندر گپت ہے۔ جس کے ساتھ یدھ کرنے کے لئے تمہارے پتا نے لاکھوں شورویروں کے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ بھارت پر آکرمن کیا ہے۔

مہاراج چانکیہ سمجھے تھے۔ کہ یک بیک اس امر کا اظہار رودکشانا کے لئے سخت حیرت اور حیرانی کا موجب ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ رودکشانا نے بلا کسی قسم کے تعجب کا اظہار کئے جواب دیا۔

رودکشانا۔ گورو جی! یہ بات میرے لئے کوئی اثر نہیں رکھتی۔ کیونکہ میں نے اگر ورشل سے محبت کی ہے یا میں نے اگر اس سے شادی کرنے کا اقرار کیا ہے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ وہ ایک معمولی گھڑ چڑھا ہے یا ایک چکرورتی راجہ۔ بلکہ اس لئے کہ وہ ورشل ہے۔ لیکن اگر جو کچھ آپ نے کہا۔ وہ ٹھیک ہے تو شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ ہماری یہ شادی دو زبردست قوموں کے درمیان ایک زبردست تعلق پیدا کر کے انہیں باہم گرویدہ دشمن بنانے کی بجائے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے پشت و پناہ بنا دیگی۔ اور شاید اس سے بڑھ کر حب وطن ناممکن ہے۔

چانکیہ۔ بیٹی! تمہارے پتا اگیا دیدیں تو۔

رودکشانا۔ یہ آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ ابا جان مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ انہی نے میری والدہ کی وفات کے بعد مجھے پالا ہے۔ اور اگر میں ان سے اصرار کروں۔ تو شاید ورشل کے احسانات کے ساتھ مل کر میری التجائیں انہیں یہ اجازت دینے پر مجبور کر دیں لیکن نہ صرف میں ہی بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتی تو ورشل بھی یہ گوارا نہیں کریگا۔ کہ وہ احسانات جتائے جائیں۔ کیونکہ اس طرح یہ اجازت ان کی مرضی سے نہیں ہوگی۔

چانکیہ۔ سب کچھ ہو رہیگا۔ چانکیہ کی مرضی کے خلاف چلنے والا انسان ابھی تک اس پرتھوی پر پیدا نہیں ہوا۔ اور اب جبکہ اس نے تمہارے ساتھ اقرار کیا ہے۔ تو کوئی ہستی اس کام میں اس کے راستہ میں کھڑا نہیں رہ سکتا۔ (ورشل سے مخاطب ہوکر) پرنتو راجن! مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ آپ کس طرح یہاں پہنچ گئے؟

ورشل۔ بھگون آپ ہر گیہ ہیں۔ آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ راجیہ نے ورشل کو تبدیل نہیں کر دیا۔ وہ بیرونی طور پر چاہے بدل گیا ہو۔ پرنتو اصلیت میں وہی ورشل ہے۔ جو کبھی الکشیندر کے درشنوں کے لئے اس کے کیمپ میں پہنچ گیا تھا۔ اسلئے یون سینا کو اپنے دیش پر آکرمن کرتے دیکھ کر اس سے یہ نہیں ہو سکا کہ وہ کیول گپت چروں کے کتھن پر وشواش کرے۔ بلکہ من اپنے نیتروں سے کل باتوں کو دیکھنے کے لئے وہ وہاں جا رہا تھا پرنتو راستہ میں ہی رک گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چانکیہ۔ راجن! تمہارا وچار سراہنیہ تھا۔ پرنتو اس پرکار اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا مناسب نہیں کیا تم نہیں جانتے۔ کہ تمہاری اصلی ذات پر بھارت ورش کی قسمت کا پانسہ لگ رہا ہے۔

درشل۔ مہاراج! یہی تو بڑا کارن تھا جس نے مجھے خود اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھنے پر مجبور کیا۔ کیونکہ میں ان غلطیوں سے بچنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے اس سے پہلے بھارت کو ودیشیوں کے پاؤں میں روندے جانے پر مجبور کیا تھا۔ میں مہاراج سیلوکس کو یہ موقعہ دینا نہیں چاہتا۔ کہ وہ الکشیندر کی طرح بھارت میں خون کے دریا بہائیں۔

چانکیہ۔ راجن! تمہاری سب اچھائیں پورن ہونگی۔ چانکیہ سوتا نہیں جاگ رہا ہے۔ بھارت کے ایک ایک بچے کا رکت اس کے اپنے شریر کا رکت ہے بہنے نہیں۔ اے ہا جبکہ یہ دیوی بھارت کو یون دیش سے الگ کرنے پر آمادہ ہے۔ یون دیش کے ایک ایک بچہ کا رکت بھی اسکے شریر کا رکت ہے۔ اسلئے آپ اس بات کا فکر نہ کریں۔ بھارت اور یون دیش کے کسی سپاہی کا رکت بھی بلا وجہ نہ بہیگا۔ چانکیہ کے سارے انتظام مکمل ہیں۔ اس لئے بے فکری سے سینا کو سسجت کیجئے۔ بھارت پر یون سینا ادھیکار نہیں جما سکتی۔ اور نہیں جما سکیگی ٭



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب ہشتم

پیرڈوکلیس کا انجام

یونانی لشکر میں چاروں طرف گھبراہٹ کے نشان نظر آتے ہیں۔ معمولی سوار سے لیکر بڑے بڑے جرنیلوں تک ہر ایک کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ اور تو اور خود شاہنشاہ بھی گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کی پیاری بیٹی آج معمول سے زیادہ عرصہ تک غیر حاضر رہی ہے اور یہ گھبراہٹ اسوقت سے تو بالکل بدحواسی میں تبدیل ہوگئی ہے جب شہزادی کا بلا سوار گھوڑا کیمپ میں داخل ہوا ہے۔ کیونکہ یہ شک اب یقین کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کہ شاہزادی خیریت سے نہیں۔ یا تو وہ گھوڑے سے گر کر کہیں بیہوش پڑی ہے۔ اور یا دشمن کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئی ہے۔

آخری بات کا تصور پہلی سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ اور جب سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ جدھر گھوڑا بھاگتا ہوا آیا ہے۔ اس طرف شہزادی کا کوئی نشان نظر نہیں آیا۔ یہ امکان ہر کہ ومہ کے سامنے یقین کی صورت میں تبدیل ہوگیا ہے۔ شاہنشاہ کا غصہ اسوقت اپنی انتہائی شکل اختیار کر رہا ہے جسکا نزلہ شاہزادی کے باڈی گارڈ اور خاصکر پیرڈوکلیس پر پڑ رہا ہے۔ کیونکہ آخر الذکر افسر شاہزادی کی حفاظت کا ذاتی طور پر ذمہ دار تھا۔

پیرڈوکلیس کی بار بار شاہنشاہ کے حضور میں طلبی ہو رہی ہے۔ اور ہر طلبی پر وہ شہنشاہ کے مزاج میں پہلے سے زیادہ برہمی اور درشتی کو ملاحظہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ان کے سامنے جاتا ہوا گھبراتا ہے۔

اسوقت دیکھئے پھر حاضری کا پروانہ آیا۔ اور سامنے آتے ہی شاہنشاہ نے کہا:۔

سیلوکس۔ پیرڈوکلیس! بتلاؤ۔ دکشا کہاں ہے؟

پیرڈوکلیس کا سر جھک گیا۔

سیلوکس۔ (تیزی سے) بولتے کیوں نہیں؟ کیا زبان کٹ گئی؟

پیرڈوکلیس۔ حضور میں تو خود نہیں!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیلوکس۔ تم قصوروار نہیں۔ تم قصوروار نہیں۔ کتنی بار یہ لفظ میں تمہارے منہ سے سُن چکا ہوں۔ کیا تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو۔ کہ تم شاہزادی کے باڈی گارڈ نہیں تھے؟ کیا تم مجھے یہ یقین کرانا چاہتے ہو۔ کہ میں نے تمہیں شاہزادی کی حفاظت پر تعینات نہیں کیا؟

پیٹروکلیس۔ خداوند نعمت! یہ سب کچھ درست ہے۔ مگر........

سیلوکس۔ مگر کیا؟ ہم اگر مگر نہیں سُن سکتے۔ تمہیں شاہزادی کو پیدا کرنا ہوگا۔ صحیح و سلامت پیدا کرنا ہوگا۔ ورنہ تم ہی نہیں۔ تمہارے عملے کا ایک ایک آدمی اپنے خون سے شاہزادی کی گمشدگی کا کفارہ ادا کریگا۔ سنتے ہو؟

پیٹروکلیس۔ خداوند عالم! سنتا ہوں۔

سیلوکس۔ جاؤ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ اور اب کے آؤ تو شاہزادی کو لیکر آؤ۔ ورنہ سمجھ لو شام ہونے سے پہلے تمہارا سر گردن پر نہیں رہیگا۔

اس قسم کی بے عزتی پیٹروکلیس نے پہلی بار اٹھائی تھی۔ اور اسکی تیزی نے اسکے اپنے دل کی حالت کو ناقابل برداشت بنا دیا۔ جو بار بار پہلو سے نکلا جاتا تھا۔ دکشانا کی محبت کو اس نے اوائل عمر سے اپنے دل کے گوشہ میں پالا تھا۔ اسکے تصور کو آنکھوں کے سامنے لا کر اس نے گھنٹوں اپنے آپ کو خوش کیا تھا۔ اسکی خیالی تصویر کو دیکھ دیکھ کر وہ زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ اسلئے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ سیلوکس کی زجر و توبیخ کے بغیر بھی اسکی حالت کیا ہوتی۔

وہ دائیں بائیں، مشرق مغرب، اتر دکھن اپنے جاسوس بھیج رہا ہے۔ ہر جا اطراف کی خبر و نظر اسکے کان لگے ہیں۔ مگر تسلی بخش نتیجہ نکلتا نظر نہیں آتا۔ دوپہر ڈھلنے لگی ہے۔ لیکن ابھی تک ایک قطرہ آب بھی اس کے حلق سے نیچے نہیں گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ رنگ زرد ہے اور چند گھنٹوں کے اندر ہی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے نمودار ہو گئے ہیں۔

وہ سوچتا ہے۔ لیکن دماغ کام نہیں دیتا۔ ایک ہی وقت میں خیالات کے اتنے بڑے ہجوم کی بارش ہوتی ہے۔ کہ بالآخر گھبرا اُٹھتا ہے۔ اور بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے پھر سے نئے جاسوسوں کو روانہ کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن اتنی دوڑ دھوپ کے باوجود بھی صرف یہی پتہ لگ سکا ہے۔ کہ شاہزادی سندھ کے کنارے سیر کو جاتی دیکھی گئی تھی۔ اسکے بعد کوئی خبر نہ ملتی تھی۔ کہ اسے زمین نگل گئی۔ یا آسمان اُٹھا لے گیا۔

جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے۔ پیٹروکلیس کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اسی گھبراہٹ کا نتیجہ ہے۔ کہ وُہ جاسوسوں اور سپاہیوں پر اعتبار نہ کرکے خود بنفسِ نفیس اس طرف تلاش کو نکلا ہے۔ جس طرف شاہزادی کے جانیکا پتہ ملا تھا۔ لیکن دل کی لگی دماغ کو ناکارہ کر رہی ہے۔ اسلیئے اسکی تلاش معمولی جاسوسوں سے بھی بدتر ثابت ہوتی ہے۔ اپنے خیالات میں مست سینکڑوں طرح کے اُتار چڑھاؤ کرتا تن تنہا وہ لشکر سے دُور نکل آتا ہے۔ لیکن چاروں طرف جدھر نظر ڈالتا ہے مایُوسی کے سوائے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

لاچار ہو کر واپس جانا چاہتا ہے۔ مگر اس خیال کے ساتھ ہی شہنشاہ کا خشمناک چہرہ نگاہ کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اور اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ لشکر میں جانے پر اسکی کیسی دُرگت ہوگی۔

دُوسری طرف جنگل میں جدھر نگاہ جاتی ہے کہیں پتہ بھی ہلتا نظر نہیں آتا۔

کرے تو کیا کرے۔ جائے تو کہاں جائے؟

اب اس کے لئے سوائے اس یقین کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ کہ شاہزادی اس تختۂ زمین پر نہیں رہی۔ کیونکہ اسکے گھوڑے کا بلا سوار واپس آنا اس بات کا بدیہی ثبوت تھا۔ کہ وُہ دُشمن کے ہاتھوں میں نہیں پڑی۔

لیکن یہ یقین کتنا خوفناک تھا۔ اسکا اندازہ اب ہُوا جبکہ یہ اپنی ڈراونی شکل میں پُورے زور سے دماغ کے سامنے نمودار ہُوا۔ آہ! کیا سچ مچ وُہ پیاری پیاری صُورت جو اسکی زندگی کا سہارا تھی۔ اب رُوئے زمین پر نہیں رہی؟ کیا درحقیقت رُوکشانا کا خوبصُورت چہرہ ہمیشہ کے لئے نظر سے اوجھل ہو گیا؟

اُف! ان سوالات کے پیش نظر ہوتے ہی دل پر ایک چوٹ لگی۔ جو ناقابل برداشت تھی ہیرکولیس نے دونوں ہاتھوں سے اسے تھام لیا لیکن باینہمہ وُہ ساکن ہونے میں نہیں آیا تھا۔ اسوقت اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے بڑے بڑے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

وُہ خاموش محبت! ہاں وُہ محبت جس نے آجتک اسکی زبان سے وابستگی کے لئے ایک لفظ بھی مستعار نہیں لیا تھا اسوقت اپنے زور سے اسے تباہ کرنے کے لئے تیار تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چاروں طرف روزِ روشن میں سوائے اندھیرے کے اور کچھ نہیں رہا۔

زمین پر اندھیرا تھا۔ آسمان پر اندھیرا تھا۔ سُورج تاریک تھا۔ درخت۔ بیابان۔ جنگل سب کے سب سیاہ لباس پہن رہے تھے۔ کیا یہ رُوکشانا کے ماتم میں سیاہ پوش تھے۔ یا ہیرکولیس کی محبت پر نوحہ خوانی کرنیکے لئے سیاہ جامہ اوڑھے تھے!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیرکولیس کا تمام سفر تو تاریک ہے۔ ابھی بال کی کھال نکلوانی کا شغل۔ وقت کچھ بھی نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سوچتی تھی۔ یکبیک ایک خیال بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دماغ میں داخل ہوا۔ گویا گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بجلی کوند گئی۔

ہیرکلیس کے دل نے کہا "روکشانا اب روئے زمین پر نہیں۔ تو پھر تو اسوقت تک کیوں زندہ ہے؟ کیا یہ زمین اب قابل رہائش ہے؟"

دوسرے لمحے میں خیال آیا "خودکشی گناہ ہے"

مگر دل نے پھر کہا "گناہ ہو یا ثواب۔ روکشانا کے بعد زندگی حرام ہے۔ اور خاصکر جبکہ وہ زندگی بے عزتی کی زندگی ہو"۔

خیال نے عمل کی صورت اختیار کی۔ ہیرکلیس نے اپنے شبدیز کے گلے سے رسی کو اتار کر ایک درخت سے باندھا۔ اور چند منٹوں میں ہی اسکا طاقتور جسم رسی کو گلے میں ڈالے ہوا میں معلق لٹک رہا تھا۔

پورے تندرست جسم سے روح کا آسانی سے خارج ہونا مذاق نہیں تھا۔ مگر ہیرکلیس کا ارادہ مضبوط تھا۔ اور وہ اس سنسان جنگل میں جو کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس سے اسے باز رکھنے والا کون تھا؟

رسی کو ایک جھٹکا لگا۔ اور ہیرکلیس نے محسوس کیا۔ کہ اسپر گہری نیند کی حالت طاری ہو رہی ہے۔ جو اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر رہی ہے۔ یہ نیند ایک میٹھی اور خوشگوار نیند تھی جس سے بیدار ہونیکے لئے وہ اس دنیا میں تیار نہیں تھا۔ لیکن اسوقت بھی اسکے کانوں میں ایک آواز آرہی تھی۔ اور یہ آواز روکشانا کی پیاری پیاری اور خوش آیند آواز تھی۔ ہیرکلیس کی آنکھیں بند تھیں۔ دماغ ساکن تھا۔ حواس معطل تھے۔ اور وہ ہمہ تن گوش ہوکر اس آواز کو سن رہا تھا جو اسکے خیال میں عالم ارواح سے اسے بلا رہی تھی۔

یکبیک ایسا معلوم ہوا۔ کہ رسی کو ایک زور کا جھٹکا لگا۔ اور اسکا جسم زمین پر آرہا۔ اسوقت اسکی زبان سے نکلا "روکشانا۔ پیاری روکشانا۔ تم کہاں ہو۔ ہیرکلیس تمہیں ڈھونڈتا ہے۔ تمہاری آواز سنتا ہے۔ مگر تمہیں نہیں دیکھتا"

اسکے جواب میں اسکے کان میں یہ لفظ پڑے "ہیرکلیس۔ یہ کیا؟"

ہیرکلیس نے آنکھیں کھولدیں تو اسے ایک نظارہ نظر آیا۔ جسے اس کے معطل حواس نہ سمجھ سکے کیونکہ سامنے ایک قوی ہیکل خوبصورت نوجوان شمشیر بکف کھڑا تھا۔ اور اسکے پاس کھڑی روکشانا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسکی پھانسی کی رسّی کو کھول رہی تھی۔

پیٹروکلیس۔ کیا میں اس مادی دنیا سے اوپر ہوں؟ کیا میں عالم ارواح میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں؟

یہ کہکر اس نے آنکھیں پھر بند کر لیں۔ تو جواب میں یہ آواز کان میں پڑی۔

آواز۔ پیٹروکلیس! کیا سچ مچ تم روکشانا سے محبت کرتے ہو؟

پیٹروکلیس۔ جسم اور روح دونوں سے!

آواز۔ تو اس جسم اور روح کے مالک تم نہیں ہو یہ روکشانا کے ہیں؟

پیٹروکلیس۔ بیشک!

آواز۔ لہذا تمہیں کوئی حق نہیں۔ کہ انہیں اسطرح تباہ و برباد کرو۔ تم اپنی چیز کو جو چاہو اور جس طرح چاہو۔ بگاڑ سکتے ہو۔ لیکن بیگانی امانت میں خیانت کرنیکا تمہیں کوئی حق حاصل نہیں۔ اسلئے اٹھو۔ خواب میں باتیں نہ کرو۔ روکشانا تمہیں تمہاری زندگی واپس دیتی ہے۔ تاکہ اس سے اسکی اور اسکے پیارے پتی کی خدمت بجا لاؤ۔ سنتے ہو؟

پیٹروکلیس نے آنکھیں کھولیں۔ تو سامنے روکشانا اور ورشل کی شکلیں نظر آئیں۔ ورشل کی تلوار جس نے پیٹروکلیس کی پھانسی کی رسّی کو دو ٹکڑے کیا تھا۔ نیام میں داخل ہوکر پہلو میں لٹک رہی تھی اور روکشانا مسکراتی ہوئی پاس کھڑی تھی۔

پیٹروکلیس نے یہ نظارہ دیکھا۔ تو دماغ نے اصلیت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کیا سچ مچ یہ سب کچھ خواب نہیں تھا۔ کیا درحقیقت وہ عالم ارواح میں داخل نہیں ہو چکا تھا۔ اور کیا روکشانا اپنے مادی جسم کے ساتھ اسے یہ حکم دے رہی تھی۔ بلاشبہ یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا۔

پیٹروکلیس! کیا یہ حقیقت ہے کہ میں عالم ارواح میں نہیں ہوں؟

روکشانا۔ نہیں تم اسوقت مادی دنیا میں ہو۔ ہاں اسوقت تک یقیناً عالم ارواح میں داخل ہو چکے ہوتے۔ اگر ہمارے ورشل کی تلوار اس تک پہنچنے کے لئے تمہارے تیار کردہ رسّی کو دو ٹکڑے نہ کر دیتی۔ اٹھو! احسان فراموش نہ بنو۔ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرو۔

پیٹروکلیس نے آنکھیں پھاڑ کر ورشل کیطرف دیکھا۔ کیا یہ روکشانا کا "پیارا پتی" ہے۔ اس خیال نے ایک منٹ کے لئے رقابت کے جہنمی جذبے کی آگ دل میں پھونکنے کی کوشش کی۔ مگر ساتھ ہی ضمیر کی زبردست پھٹکار پڑی۔ اور اسکے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیٹروکلیس۔ کیا میں اپنے سامنے ورشل کو دیکھ رہا ہوں؟ کیا میری نگاہ کے سامنے اسی ہمارا وہ آئی شکل ہے جس نے الگزینڈر جیسے شہنشاہ کو کھری کھری سنائی تھیں؟ کیا میری آنکھیں اس دیوتا کے دیدار کر رہی ہیں جسکی شہرت کی داستانیں انڈین سفیر نے سنائی تھیں؟ کیا میں اس فیض رسان عالم کے دیدار سے اپنی نگاہیں پوتر کر رہا ہوں جس نے اپنی بہترین خواہشات، امنگوں اور امیدوں کو بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے قربان کر رکھا ہے۔ ہاں ہاں کیا میرا سینہ ہی جسم اس آسمانی ہستی کی خدمت کیلئے وقف کیا گیا ہے جس نے خدمتِ خلق کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ روکشانا! مجھے معاف کرنا اگر اس سے ایک منٹ قبل میرے دل میں اسکے خلاف ایک جہنمی جذبہ کی آگ مشتعل ہو گئی تھی۔ میں انسان ہوں۔ اور گناہ انسان کا خاصہ ہے۔ مگر لعنت ہے مجھ پر جو ہر کسی سے دلسیں آ کر پھر اپنی کمزوری کا شکار ہوتا ہے۔ جن کا شکار دلی انسان ہوتے آئے ہیں!

ہاں روکشانا! میں آج تک یہ جاننے سے قاصر رہا تھا کہ وہ کون انسان ہے۔ جس نے روکشانا کے دل کو چرایا ہے۔ میں نے اس امر کی ٹوہ لگانے کی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہا۔ کیونکہ یہ کبھی میرے خواب خیال میں بھی نہیں آیا تھا۔ کہ وہ ایک انڈین ہو سکتا ہے!

تاہم اب جبکہ میں اس کے دیدار کر چکا ہوں۔ میں تمہیں اس انتخاب پر مبارکباد دیتا ہوں۔ خداوند کرے کہ چاند سورج کی یہ جوڑی اپنی روشنی سے ایشیا کے براعظم کو دیر تک ضیاپاش کرتی ہوئی اس بدقسمت سرزمین میں صلح و آشتی کا پیشرو ثابت ہو!

ہاں شہزادی! تم نے ٹھیک کہا۔ اس جسم اور اس روح پر اب پیٹروکلیس کا کوئی حق نہیں رہا۔ یہ اب روکشانا اور اس کے قابلِ فخر خاوند کے قدموں میں حاضر ہے۔ وہ اسے جسطرح چاہیں استعمال کریں!

یہ کہہ کر اس نے آپ کو ان دونوں کے قدموں میں گرا دیا۔ مگر ورشل نے اسے سنبھالتے ہوئے چھاتی سے لگا کر کہا:۔

ورشل۔ پیٹروکلیس! تمہارے پوتر جیون اور آزادبیانی نے میرے دل پر جو اثر کیا ہے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ابھی ابھی ہم تمہارا ہی ذکر کرتے چلے آ رہے تھے جبکہ ہماری آنکھوں نے وہ کچھ دیکھا جسکی کبھی توقع نہ تھی۔ میں تمہیں روکشانا کو محبت کرنے کیلئے کوئی الزام نہیں دیتا۔ کیونکہ بلاشبہ وہ زمینی نہیں ایک آسمانی ہستی ہے۔ جسے دیکھکر ہمارے جیسے دنیاوی آدمیوں کی آنکھیں چندھیائی جاتی ہیں۔ ۔ ۔ اب جاؤ۔ شہنشاہ سیلوکس بے چین ہو رہے ہونگے۔ شاہزادی کو ان کے پاس لے جاؤ۔ میں اسے ابھی چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اور حیران تھا۔ کہ کس طرح اسے یونانی لشکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

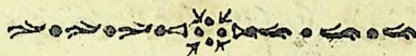
میں پہنچاؤنگا - کیونکہ یونانی لوگ ہر ایک بھارت ورشی کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں - سو یہ فکر بھی دور ہوا لیکن کیا میں یہ اُمید رکھ سکتا ہوں - کہ جو کچھ آپ نے آج دیکھا ہے - یہ زبان سے باہر نہیں آئیگا تاوقتیکہ شہزادی خود اجازت نہ دے؟

پیٹروکلیس - بہادر! پیٹروکلیس ایک بار کہہ چکا ہے - کہ یہ زندگی اب اسکی نہیں - بلکہ آپ دونو کی چیز ہے - اسلئے اگر اسکی زبان کو یہ حکم دیا جاتا ہے - کہ وہ اس کے متعلق کوئی لفظ باہر نہ نکالے - تو اس حکم کی تعمیل کیلئے آپ اس غلام پر اعتبار کیجئے -

درشل نے شاہزادی کو الوداع کہتے ہوئے پیٹروکلیس کیطرف ایک ایسی نظر سے دیکھا - جو یہ کہہ رہی تھی ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

حسرت بھرے دل سے شہزادی رخصت ہوئی - لیکن جب تک قدرتی فاصلے نے اس کا منظر آنا ناممکن نہیں بنا دیا - وہ بار بار اس موہنی صورت کو دیکھتی چلی جاتی تھی - جو ابھی تک کھڑی اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر نظر جمائے تھی ؞



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست و یکم

سیلوکس کا پشچاتاپ

"میں بیوقوف تھا میں نادان تھا۔ میں پاگل تھا۔ جس نے یہ چال پہلے نہیں دیکھا۔ وہ سامنے انڈین لشکر نظر آتا ہے۔ جس کے سامنے ہاتھیوں کی کالی کالی قطار آہنی فصیل کی طرح کھڑی ہے۔ ان ہاتھیوں کی تعداد بھی چار ہزار سے کم نہ ہوگی۔ اور ان کے پیچھے انڈین فوج؛ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اسکی تعداد کتنی ہوگی؛ جن لوگوں کو ہم نے گرفتار کیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ یہ میلوں تک پھیلی ہی ہے۔ اور نہ صرف سامنے ہی۔ بلکہ جاسوسوں کی خبروں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اسکے تجربہ کار اور جہاندیدہ جرنیل نے اسے میلوں تک ہمارے اردگرد پھیلا کر ہمیں ہڑپ کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔

اپنے لشکر پر نگاہ مارتا ہوں۔ تو اترے ہوئے چہرے اور سوکھے ہوئے پنجر چاروں طرف نظر پڑتے ہیں۔ کیا اس فوج کے ساتھ میں تازہ دم انڈین فوج کے ساتھ جنگ کرونگا۔

(زمین پر پاؤں مار کر) آہ! یہ سب کچھ میری بیوقوفی کا نتیجہ ہے۔ یہ سب میری بےعقلی کا پھل ہے۔ جس نے یہ نہ دیکھا۔ کہ اندھا دھند دشمن کے ملک میں دراتے ہوئے چلے آنیکا نتیجہ کیا ہوگا؛ جس نے یہ نہ سوچا۔ کہ دشمن جو ہر ایک موقعہ پر پہلو بچاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے۔ اسکے کیا معنی ہیں؟

اُف کتنی بڑی غلطی! میں سمجھتا تھا۔ کہ دشمن ہم سے خوفزدہ ہو کر بھاگتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ ایک خوفناک حملے کی تیاریوں میں ہے! میں خیال کرتا تھا۔ کہ دیہات و قصبات کے لوگ فتحمند لشکر کے ڈر کے مارے تتر بتر ہو گئے ہیں۔ لیکن اب پتہ لگا۔ کہ یہ بھی ایک جنگی چال تھی۔ جس نے میرے لشکر کو اس حالت تک پہنچا دیا ہے۔

آہ! لشکر کی حالت کی طرف دیکھتا ہوں۔ تو جگر پر چھریاں چلی جاتی ہیں۔ کیا یہ وہی لشکر ہے جس کے ساتھ سکندر نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا؟ کیا یہ انہی بہادروں کا مجموعہ ہے۔ جن کے ساتھ میں نے ایشیا کو زیر و زبر کر ڈالا؟ لیکن اب ان کی شکلیں کیا پتہ دیتی ہیں؟ ان کی صورتوں کو دیکھ کر کیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کمان ہوتا ہے؟

یہ فوج ہے یا کوئی لُٹا بنجارا! گھوڑوں تک کو بھوک کے سپاہیوں نے ذبح کر ڈالا۔ باربرداری کے جانوروں تک کو انہوں نے قربان کر دیا۔ اور اب ۔ ۔ ۔ آہ اب کیا ہے؟

کتنے دنوں سے فوج نصف چھٹانک چوتھائی راشنوں پر گزارہ کرتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب جبکہ میدان میں جوشِ شجاعت دکھانے کا وقت ہے میں ان سب کو لاشہ بے جان پاتا ہوں۔ کیا یہ فوج دشمن کے ساتھ مقابلہ میں کھڑی ہو گی؟ کیا اس لشکر کے ساتھ میں انڈیا کو فتح کروں گا؟ ناممکن! ناممکن!

آہ! کم بخت دشمن نے سارے ملک میں گھاس تک کو جلا ڈالا۔ گھوڑے بھوک کے مارے مر گئے۔ باربرداری کے مویشی بے آب و دانہ رہ گئے۔ اور باقیماندہ جانوروں کو میرے بھوکے سپاہیوں نے ہڑپ کر ڈالا!

اُف! حیوانی جذبہ کا انتہائی نمونہ! بھوکا انسان کتنی جلد اپنی اصلیت کی طرف مڑ کر حیوانیت کو اختیار کر لیتا ہے۔ اُف! اُف! اُف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"ابا جان!"

"کون روکشانا؟ آہ! میں کتنا بیدرد ہوں۔ کتنا ظالم ہوں۔ جو اپنی نازک بدن بیٹی کو بھی پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا۔ آہ! کیا یہ بادشاہت ہے؟ کیا اسی کا نام سلطنت ہے؟ کیا دنیا اسے ہی اپنی تمام خوشیوں کا معراج سمجھتی ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

روکشانا۔ ابا جان! میں "نازک بدن" نہیں، سپاہی کی بیٹی ہوں۔ کیا آپ اس بات کو بھول گئے؟ کیا لشکر کے سارے سپاہی چوتھائی راشنوں پر گذران نہیں کرتے ہیں؟ کیا میں نے آپ سے کوئی شکایت کی ہے؟

سیلوکس۔ ہاں ہاں! اس سارے لشکر کا قاتل میں ہی ہوں! اس ساری فوج کا تباہ کنندہ میں ہی ہوں۔ ان ہزارہا حیوانات کا قتلِ عام میری ہی وجہ سے ہوا۔ اور میں ہی ان باقیماندہ سپاہیوں کو اجل کے منہ میں جھونکنے کا ذریعہ ثابت ہوا ہوں!!

روکشانا۔ ابا جان! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آج آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

سیلوکس۔ بیٹی! تم سچ کہتی ہو۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم نہیں سمجھ سکتی۔ مجھے آج کچھ ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اصلیت جو مدت سے پوشیدہ تھی آج میرے سامنے آ رہی ہے۔ واقعات کی اصلی اور [illegible] تصویر میری نگاہوں کے سامنے پھر گئی ہے۔ [illegible] نے ہی اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا اُسپ چڑھائی کی۔ سنڈراکوٹس کے پیغام صلح کو میں نے ہی حقارت سے رد کیا۔ اور میں ہی تھا جسنے دشمن کی اس جنگی چال کو اپنی شکست پر محمول کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ یونانی لشکر جو کبھی ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ وہ یونانی لشکر جسکی شجاعت اور دلاوری کے فسانے زبان زدِ خلائق ہیں۔ ہاں وہ یونانی لشکر جس کی ہیبت ایک عالم کے دلوں پر طاری ہے۔ اسوقت دشمن کے رحم پر ہے۔ روکشانا ابھی تم نہیں جانتیں! شہروں اور قصبوں کو اجاڑ سمجھ کر میں نے خیال کیا۔ کہ دشمن کی رعایا ہم سے خائف ہو کر بھاگ گئی ہے۔ قلعوں کو خالی دیکھ کر میں نے یقین کیا۔ کہ دشمن اپنے آپ کو ان کی حفاظت کے ناقابل سمجھ کر انہیں چھوڑ گیا ہے۔ اسلئے اردگرد کے علاقہ جات پر مضبوط قبضہ رکھنے کے لئے میں نے ان قلعوں میں قلعہ بند فوج کو چھوڑنا مناسب سمجھا۔ تاکہ سرحد تک لشکر کے ساتھ سلسلۂ نامہ و پیام کھلا رہے۔ لیکن میری یہ پیشبندی بھی میرے خلاف نکلی۔ یونانی لشکر کی طاقت بجائے بڑھنے کے اسطرح کم ہو گئی۔ اور آج یہ فوج جسکے سہارے میں انڈیا کی تازہ دم فوج سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس زبردست لشکر کا نصف بھی نہیں۔ جسے ساتھ لیکر میں انڈیا کی حدود کے اندر داخل ہوا تھا۔ دوسری طرف جاسوسوں نے یہ پتہ دیا ہے۔ کہ ہر ایک جگہ پر قلعہ بند فوج اسی طرح گھری پڑی ہے۔ جس طرح کہ یہ لشکر محصور ہے۔ ہائبرلوری (خیبر لوری) کا راستہ جس کے ذریعہ سے ہم اس ملک میں داخل ہوئے تھے۔ دشمن کی ایک زبردست فوج نے مسدود کر رکھا ہے۔ اور اس طرح پر ہم لوگ انڈیا کی حدود کے اندر قید کر دیئے گئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ایک دوسرے کو کوئی مدد نہیں دے سکتے!

لیکن باوجود ان ساری باتوں کے بھی سیلوکس شاید نہ گھبراتا۔ اگر اسے یہ یقین ہوتا۔ کہ موجودہ لشکر کے ساتھ وہ ایک نیا ملک جیت سکتا ہے"

روکشانا۔ ابا جان! بلاشبہ ہمارا موجودہ لشکر دشمن کا مقابلہ کرنیکے ناقابل ہے۔ لیکن خطرے کو سامنے دیکھ کر ہمت ہار دینا بھی مردوں کا کام نہیں۔

سیلوکس۔ ٹھیک! بہت ٹھیک! لیکن تم ہی بتاؤ کیا کیا جائے؟ میری تو سمجھ کام نہیں کرتی۔

روکشانا۔ لشکر کے سرداروں اور جرنیلوں کو بلا کر ان سے رائے دریافت کیجیئے۔

سیلوکس۔ روشنک! بیٹی! سیلوکس اندھا نہیں ہے۔ اس سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور شاید ہوتی رہینگی۔ لیکن وہ اپنے لشکر کی نبض کو بالکل ٹھیک طور پر پہچانتا ہے۔ اسلئے وہ جانتا ہے۔ کہ لشکر آج اس حالت میں نہیں۔ کہ اسپر اعتماد کیا جا سکے۔ اسوقت یونانی لشکر کے دل کی حالت بالکل وہی ہے جو اسی دریا کے کنارے پہنچکر سکندر کے تحت ہو گئی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

روکشانا۔ کیا فوج میں بغاوت کے آثار نمایاں ہیں؟

سیلوکس۔ بھوکا انسان کونسا گناہ ہے جو کرنے کو تیار نہیں ہو جاتا؟

روکشانا۔ (کچھ سوچکر) تو اباجان! کیا یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ دشمن سے صلح کی درخواست کی جائے؟

سیلوکس۔ صلح!...... صلح!...... بیٹی روکشانا۔ یہ تم نے کیا کہدیا؟ کیا نکاٹور (فتحمند) سیلوکس اب اس دشمن کے سامنے گھٹنوں کے بل گریگا۔ جسکی صلح کی درخواست کو اس نے حقارت کے ساتھ رد کر دیا تھا؟ کیا ایشیا کا فاتح انڈیا کے غاصب کے سامنے دو زانو ہوگا؟ کیا......

روکشانا۔ (بات کاٹکر) مگر اس کے سوائے چارہ ہی کیا ہے؟

سیلوکس۔ کیا؟ کیا کوئی چارہ نہیں رہا؟ کیا شمشیر بکف سپاہی بے عزت کیا جا سکتا ہے؟

روکشانا۔ لیکن اباجان! اس کا نام بہادری نہیں۔ بیوقوفی ہے۔

سیلوکس۔ عزت کی موت بے عزتی کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

روکشانا۔ اباجان! ان ہزارہا انسانوں کی قسمت آپکے سپرد کیگئی ہے۔ ان ہزارہا ہتھیار بندوں کی زندگی اور موت کا اختیار آپ کو دیا گیا ہے۔ انہیں ایک معمولی سے جذبے کی خاطر وطن سے ہزاروں کوس دور یقینی موت کے منہ میں نہ جھونکئے۔ یہ عزت کی موت نہیں۔ قتل عمد ہے۔ ان لوگوں نے دکھ میں سکھ میں خوشی میں غم میں آپ کا ساتھ دیا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کی عزت کی خاطر۔ آپکے نام کو چار دانگ عالم میں روشن کرنے کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کی۔ اور اس کا عوض انہیں یہ نہیں ملنا چاہئے اباجان! یہ بھی کسی کے لخت جگر ہیں۔ ان کی راہ تکنے والیاں بھی کہیں نہ کہیں موجود ہیں۔ ان کا تصور کیجئے اور پھر یہ سوچئے۔ کہ آئندہ زمانے کا مورخ آپکے اس کارنامہ کو کس نظر سے دیکھے گا۔ اباجان! اس مہم کو شروع کرنے کے لئے آپ کے پاس کوئی زبردست وجہ موجود نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی آپنے اس ملک کو تاخت تاراج کرنا مناسب سمجھا۔ تاکہ آپ نکاٹور فتحمند کہلا سکیں۔ تاکہ آپ الگزینڈر ثانی کا نام پا سکیں۔ تاکہ آپ فاتح عالم بن سکیں۔ محض اپنی ایک دنیاوی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپنے یہ مہم شروع کی۔ اور اب بھی محض ایک دنیاوی جذبے کی خاطر ان ہزارہا انسانوں کا خون بہانا چاہتے ہیں۔ اباجان! میں نے ابتک نہیں سنا۔ کہ کبھی بھی کمانڈر نے کسی بھی سپہ سالار نے اپنے لشکر کو دیدہ دانستہ یقینی ہلاکت کے منہ میں جھونکا ہو۔ مگر آپ ایسی مثال قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھئے۔ کہ آپ خواہ اسے عزت کی موت سمجھیں۔ لیکن آنیوالا مورخ یہ کہیگا۔ کہ سیلوکس نے جنگی چالوں میں انڈین سپہ سالار سے نیچا دیکھا۔ اور پھر اپنی اس ہزیمت کو بہادری کا رنگ دینے کے لئے ساری فوج کو دیدہ و دانستہ کٹوا دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیلوکس۔ بیٹی! تم ٹھیک کہتی ہو۔ بیوقوفی اور کم علمی کا جو داغ لگنا تھا۔ وُہ تو میرے نام کے ساتھ گیا۔ اسے اب ان ہزارہا انسانوں کا خُون دھو نہیں سکتا۔

روکشانا۔ ابّا جان! جہاں دو فریق مدمقابل ہوں۔ ایک کو ضرور نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔ ہمیں شرمندہ ہونے کی بات نہیں۔ دُنیا میں ایک سے ایک بڑھکر دماغ پیدا کیا گیا ہے۔ عقلمند انسان وُہ ہے جو بہتر دماغ کی برتری کو تسلیم کرکے اس سے کُچھ سیکھنے کی کوشش کرے۔ کیا آپ انڈین لوگوں کو نہیں دیکھتے۔ الگزینڈر نے ان کی کیسی گت بنائی تھی۔ لیکن آج وہی ہیں۔ کہ ہم ان سے پیچھا چھڑانے پر مجبور ہیں۔ اگر وُہ اسی بات پر اڑ جاتے۔ کہ اس بے عزتی سے موت بدتر ہے۔ تو کیا آج کا دن انہیں نصیب ہوتا؟

سیلوکس۔ تو تمہارا یہ مقصد ہے۔ کہ اسوقت صُلح کرکے اس بلا سے مُخلصی حاصل کی جائے۔ بعد ازاں وقت پڑے پر موقع دیکھکر جیسا مناسب ہو کیا جائے۔

روکشانا۔ ڈپلومیسی اور تدبر اسی کا نام ہے!

سیلوکس۔ (کُچھ سوچکر) ہاں تمہاری بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ اچھا۔ تو اب ہمیں جلد پیامِ صُلح بھیجنے کا انتظام کرنا ہوگا۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست ودوم

ورشل کی جوشیلی تقریر

بانکے راجپوتوں کے چہرے نشۂ شجاعت سے سُرخ ہو رہے ہیں۔ ان کے تیر ترکشوں سے اور تلواریں نیاموں سے نکلی جاتی ہیں۔ ابھی کوئی دن میں دشمن سے سامنا ہوگا۔ تلواریں اپنی چمک دکھا رہی ہیں۔ نیا قسم کا نغمہ سنائینگی۔ تیروں کی خوشگوار سرسراہٹ کو سُن کر بہادروں کے خون میں حرارت پیدا ہوگی۔ اور وہ وقت آئیگا۔ جبکہ شوربیروں کی دونوں طرح سے چاندی ہوگی۔ کیونکہ زندہ رہے۔ تو شہرت کا تاج سر پر ہوگا۔ اور اگر میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ تو سورگ لوک کی بادشاہت آسانی سے میسر آجائیگی۔

کیمپ میں بندھے ہوئے شبدیز اپنے جانباز اسواروں اور مالکوں کے خیالات سے متحرک ہو کر اگلے سُموں سے زمین کھود کھود کر مٹی ہوا میں پھینک رہے ہیں۔ ہاتھی بے صبری سے اسوقت کے منتظر ہیں جبکہ وُہ بیدردی سے دُشمن کے سینہ کو پاؤں تلے روند کر دل کی آگ کو ٹھنڈا کرینگے۔

مہاتما چانکیہ کے دماغ نے اپنے کمال کے انتہائی نمونے دکھائے ہیں۔ کیونکہ وُہ جگہ ہے۔ جسکے اندر مہابھارت کے عظیم الشان جنگ میں ارجن اور ان زبردست آچاریہ جی نے شوربیر ارجن کے سخت جگر ابھیمنیو کی جان لی تھی۔ ان کے دماغ کی برکت سے بالکل نئے نمونے سے آراستہ کیا گیا ہے۔ جس سے سیلوکس کا سارا لشکر اسکی آغوش میں آگیا ہے۔ سوراشٹر آدھیش جسکی مدتوں کی دبی ہوئی خواہشات پوری ہونیکو ہیں۔ اسکے ایک اہم بازو کی کمان کر رہا ہے۔ سوبھیت پتی۔ کوشل نریش۔ پانچال کے یودھا مالو شوربیر۔ گاندھار کے دلاور۔ کلوت۔ باھلیک اور دیگر ممالک کے بہادر اور فسٹر زدہ اس انسانی قلعہ کی چاردیواری میں برج کا کام دے رہے ہیں۔ مہاتما ارشتس کی فرزانگی بھی آج گورو دیو کے دماغ کے ساتھ شامل ہو رہی ہے۔

ان کے علاوہ خود سردار لشکر مہاراج چندر کی پھرتی قابل دید ہے۔ جو میلوں تک پھیلے ہوئے لشکر کو خود بنفس نفیس احکام صادر کر رہے ہیں۔ چنانچہ وُہ دیکھئے آپ فوج کے ایک بازو کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں:-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"بہادر شورویرو اور شیر مردو!

وُہ دِن آ گیا جس کی ہم لوگوں کو اتنی انتظار تھی۔ ہاں وُہ پوتر دِن آ پہنچا جس کے لئے شورویر اتنے بے قرار ہُوا کرتے ہیں۔ اب بہت جلد آپ ہونگے۔ اور دُشمن۔ وُہ دُشمن جو آج ہمارے پوتر دیش کے درمیان گھس کر آ پہنچا ہے۔ وُہ دُشمن جو تمہاری جننی بھارت ماتا کی پوتر چھاتی پر اپنے اپوتر قدم رکھ رہا ہے۔ دیکھنا دُنیا یہ نہ کہے۔ کہ یوں سینا شیر کی مانند میں داخل ہوکر اسکی داڑھی کو اُکھاڑ گئی۔!

ہاں ہاں شورویرو! پچھلی ہزیمتوں کا داغ دھونا ہے۔ الکشیندر نے جو سیاہی تمہارے چہروں پر مل دی ہے۔ اسے شترو کے گلنار رکت سے صاف کرنا ہے۔ کیا یہ خوشی کا مقام نہیں؟

میں دیکھتا ہُوں۔ تُم لوگ اس سمیہ کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہو۔ تمہارے چہرے تمہارے دلوں کی اوستھا کا پتہ دیتے ہیں۔ پرنتو یاد رکھنا شورویرتا کے جوش میں پاپ نے پرادیت نہ ہو جانا۔ شرناگت پر ہتھیار چھوڑے ہوئے پر۔ زخمی پر۔ بیمار پر۔ بے ہتھیار پر۔ اور استری پر وار نہ کرنا۔ یہ بھارت کے یودھاؤں کی آجتک شکشائیں رہی ہیں۔ انہیں ہاتھ سے نہ دینا۔

ہاں ہاں مہاراج چانکیہ کے منتر آج تمہاری سہایتا کر رہے ہیں۔ شترو آج تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اسلئے دُنیا کو دکھا دو۔ کہ بھارت باسی کیا کچھ کرنے کی شکتی رکھتے ہیں۔ شورویرو۔ الکشیندر کا آکرمن بھارت کے اتہاس کے چمکتے ہُوئے اوراق میں ایک سیاہ دھبہ ہے۔ جسے شاید ودھاتا نے اسلئے لگانا پسند کیا تھا۔ تاکہ بھارت کے اُجل مُکھ پر بُری درشٹی اثر نہ کرے۔

آپ لوگ کہیں گے۔ کہ ہم اس دھبہ کو تسلیم نہیں کرتے دھوکے۔ فریب۔ اور مکر کی چالوں سے ہمیں تباہ و برباد کیا گیا۔ پرنتو یاد رکھو۔ آج سے سینکڑوں اور ہزاروں ورش پشچات لوگ ان چالوں کو بھُول جائینگے۔ ان مکاریوں کو بھُول جائینگے۔ اور ان فریبیوں کو سمرن کرینگے۔ جن کے ذریعہ تمہیں تباہ کیا گیا۔

اسلئے تمہیں موقعہ دیا گیا ہے۔ اس پرماتما کی اور سے۔ اس پری پُورن ہستی کی اور سے جو بھارت کو اپنے دلشوں سے ادھک پریم کرتی ہے۔ تاکہ تم اس یدھ کے ذریعے سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رہے۔ باوجود ہمارے پتنوں کے بھی ہمارے سر پر ڈالا گیا ہے۔ ہاں ہاں یدھ کے ذریعے سے دنیا کو بتا دو۔ کہ تم اُس سمے بھی وہ کچھ کر سکتے تھے۔ جو آج کر سکو گے۔

ہاں ہاں! دنیا کے اتہاس میں آنے والی نسلوں کے لئے سوچنے کا مصالحہ چھوڑ جاؤ۔ تاکہ جب کبھی تمہارے کارنامے لوگوں کی درشٹی سے اوجھل ہو جائیں۔ وہ یہ وچار کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ کہ وہ کون سے کارن تھے۔ جو بھارت باسیوں کو الکشیندر کے مقابلے میں تباہ کرنیکا ذریعہ ہوئے۔"

اہالیان لشکر۔ (یکزبان ہوکر) دنیا دیکھے گی۔ اور ہم اسے دکھائینگے۔ کہ بھارت کے مقابلے میں یونان سپنا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ یدی اسے نیتا کیا مل جائے۔ جو اس سے کام لینے کی شکتی رکھتا ہو۔"

"جے بھارت ماتا کی!"

"جے ہو بھارت ماتا کی!" "جے ہو بھارت جننی کی!" "جے ہو ویر ورشل کی!" "جے ہو مہاراج چندر کی!" "جے ہو مہاراج چندر کی!" "جے ہو منتری چانکیہ کی!" "جے ہو شور ویر اشٹس کی!"

پہلی آواز کے بلند ہوتے ہی یہ الفاظ آوازۂ گنبد کی طرح ہر چہار اطراف میں گونجنے لگے مہاراج نے پھر کر دیکھا۔ تو پنڈت اندومشٹ راجی کا باد رفتار رہوار عرق عرق ہو رہا تھا۔ اور وہ خود پھرتی سے زمین پر کود کر آداب بجا لا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر معاً مہاراج کے منہ سے بھی نکل گیا "جے ہو بھارت جننی کی۔ کہو اندومشٹ! کیا خبر لائے؟"

اندو۔ مہاراج! پیٹروکلیس شویت جھنڈا لیکر سیوا میں اپستھت ہوا ہے۔

ویرشل۔ پیٹروکلیس! سفید جھنڈے کے ساتھ؟ کیا یونان راجہ سیدھے راہ پر آنے کو تیار ہے؟

اندو۔ شاید!

یہ سن کر مہاراج نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور قبل ازیں کہ اہالیان لشکر ان الفاظ کا کوئی مطلب سمجھ سکیں۔ ان کا باد رفتار مرکب ہوا سے باتیں کرتا ہوا قلب لشکر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست و سوم

شرائط صلح

یونانی دربار میں سناٹا چھا گیا جب وزیر اعظم نے مہامنتری چانکیہ کا جواب مہاراج سیلوکس کے گوش گذار کیا۔ لکھا تھا:-

”چکرورتی مہاراج بھارت ادھیش بدیہ کل سدیہ مہاراج چندر گپت کی آگیا ہے

یونان سیناپتی مہاراج سیلوکس کی سیوا میں

ان کے پتر تتھا دوت ہیرو کلیس کے زبانی پیغام کے اُتر میں مجھے یہ کہنے کی آگیا دی گئی ہے کہ مہاراج شری چندر گپت کی یہ شروع سے ہی اچھا رہی ہے۔ کہ جمبو دیپ اور ایشیا میں شانتی رہے۔ اور جگت کے منشیہ سکھ اور سمردھی کو پراپت کریں۔ اسی اچھا کا پربل ویگ تھا جس سے پریت ہو کر انہوں نے یونان راجہ کے دور ستھت دیش میں دوت بھیجنے کا پریتن کیا تھا۔ پرنتو شوک! کہ ان کے شبھ سنکلپ کا نرادر کیا گیا!

پرنتو وگت سمہ اب لوٹایا نہیں جا سکتا۔ اس کا رن اس تمام رکت پات کی اور سے آنکھیں بند کر کے جو اس سمیہ تک ہو چکا ہے۔ مہاراج آج بھی یونان راجہ کی شانتی ستھاپن کرنے کی آکانکشا کا شبھ آگمن کرنے کو تیار ہیں۔ یدی یہ سچے ہردے سے نکلی ہے۔

پرنتو یدی جمبو دیپ میں شانتی ستھاپن کرنا ہے۔ اور یدی یہ شانتی کا خاتمہ یونان سینا کے بھارت سے باہر رہتے ہی کرنا سویکرت نہیں ہے تو کوئی کیا اپائے ہو چاہئے جس سے یہ چرستھائی ہو سکے۔

اس شبھ پرپوجن کو درشٹی کے سامنے رکھ کر میں نے یونان دوت ہیرو کلیس کے ساتھ مل کر وچار کیا ہے۔ اور ہم دونوں اس پریام پر پہنچے ہیں۔ کہ اگر مہاراج سیلوکس اپنی پتری کا سمبندھ مہاراج چندر گپت سے کرنا سویکار کر لیں۔ تو جمبو دیپ کے شانتی پرکش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی جڑ پاتال تک پہنچ جائیگی۔ انڈین مہاراج کو یہ سوگیت ہو۔ میں مہاراج کو اپچ بہت کرنیکا یتن کرونگا۔

وشنو گپت چانکیہ کوٹلیہ

مہامنتری!

پتہ نہیں ان الفاظ کے اندر کیا تھا۔ کہ بھری مجلس میں جہاں اسوقت تک وزیر اعظم کی آواز اپنی گونج پیدا کر رہی تھی۔ موت سی خاموشی چھا گئی۔ حاضرین کی نگاہیں نیچے کو جھک گئیں۔ اور ایک منٹ کے لئے یہ معلوم دینے لگا۔ کہ انسانی صورتیں نہیں۔ مٹی کی مورتیں ہیں۔ جو کسی قابل کاریگر نے کھڑی کر دی ہیں!

یک بیک لوگوں نے سر اوپر اٹھائے۔ کیونکہ سیلوکس کی آواز خشمگین لہجہ میں بلند ہو رہی تھی۔

سیلوکس۔ پیٹروکلیس! اسکا مقصد؟

پیٹروکلیس۔ (آداب بجا لا کر) عالیجاہ! تحریر بالکل صاف ہے!

سیلوکس۔ کیا انڈین گیدڑ کو اب یہ حوصلہ ہو گیا۔ کہ وہ شیر کے منہ آنے کی جرات کر رہا ہے؟

پیٹروکلیس۔ خداوند نعمت! شاید یہی الفاظ انڈین لوگ یونانیوں کی بابت کہتے ہونگے؟

سیلوکس۔ کیا؟ کیا کہتے ہو؟ مگر ہاں ہم بھولتے ہیں۔ تم یونان کی اس بے عزتی میں نصف کے حصہ دار ہو؟

پیٹروکلیس۔ خداوند دولت! بےعزتی نہیں۔ عزت! آج کوئی بھی بادشاہ شاہنشاہ ہند کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتا ہے۔

سیلوکس۔ شاہنشاہ ہند؟ بہت خوب!

پیٹروکلیس۔ بیشک! شاہنشاہ ہند! جس کی خدمت میں شاہ یونان نے سفارت روانہ کی تاکہ یونانی لشکر کو بخیریت واپس جانیکا موقعہ دے!

سیلوکس۔ (جوش میں آ کر) کیا؟ ہمارے منہ پر؟ ہمارے ہی سفیر کی زبان سے! یہ الفاظ؟ کیا کوئی شخص اسے سزا نہیں دیگا۔

یہ لفظ کہکر سیلوکس نے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔ اسوقت اسکی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں۔ مگر باینہمہ کوئی سر اسکی اپیل کا جواب دینے کو بلند نہ ہوا۔

پیٹروکلیس۔ (جرات کر کے) خداوند نعمت! سر اتارنا ہے۔ سزا دینی ہے۔ تو اپنے ہاتھ سے دیجیے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(آگے بڑھکر) یہ بہتر طرز ہے۔ دکر سے خنجر اُتار کر) یہ خنجر بھی جسے حضور نے ہی عنایت کیا۔ پیشکش ہے۔ دل میں آتا ہے۔ تو ابھی اس سر کو گردن سے اُتار دیجئے۔ لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ پیٹروکلیس آپ کو اُلٹا مشورہ دینے لگ جائے۔ یا کسی دُنیاوی لالچ میں آ کر اصلیت کو چھپانے میں مددگار ہو۔ تو یہ نہیں ہوگا۔

پیٹروکلیس کی یہ حرکت بالکل خلاف توقع تھی۔ اور اس نے سیلوکس کے بڑھتے ہوئے جوش اور غصّہ کو ٹھنڈا کرنے میں ایک بھاری حصّہ لیا۔ جسکی زبان سے صرف یہ نکل سکا:

سیلوکس۔ تم اندین وزیر کو یہ مشورہ دو گے۔ یہ مجھے اُمید نہ تھی!

پیٹروکلیس۔ شاہا! آپ مجھے جانتے ہیں۔ میرے جذبات کو جانتے ہیں۔ اگر یہ جانتے ہوئے بھی آپ مجھ پر یہ الزام لگائیں۔ کہ میں یونان کی بے عزتی کا موجب ہُوا ہوں۔ تو اسولئے اُس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ میری قسمت کا پھیر ہے!

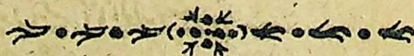
سیلوکس۔ لیکن روکشانا! (دونوں ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ کر) کیا میں روکشانا کو ذبح کر کے اپنی زندگی بچاؤنگا۔ اُف!

پیٹروکلیس۔ خداوندنعمت! لیکن اگر حضور ناراض نہ ہوں۔ تو میں یہ عرض کر دوں۔ کہ اس وقت آپ کے سارے اہلیان لشکر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ شاہنشاہ اپنی بیٹی کو ذبح کر کے آزادی اور زندگی حاصل نہیں کرینگے۔ لیکن ہزاروں یونانیوں اور ان کے ساتھ ان کے بیوی بچوں کو ذبح کر کے شہرت اور ناموری حاصل کرنے میں انہیں دریغ نہیں۔

سیلوکس۔ (یک بیک سر اُٹھا کر) سرداران لشکر! کیا یہ ٹھیک ہے؟

کوئی بھی آواز جواب میں بلند نہ ہوئی۔ شاہنشاہ کی آواز آوازہ گنبد کی طرح مجلس میں گونجکر خاموش ہو گئی۔!

سیلوکس۔ (زیرلب) الخاموشی نیم رضا! (اونچی آواز سے) مجلس برخاست! مجھے ان سرداروں کے مشورہ کی ضرورت نہیں۔ جن کی زبانیں کٹ چکی ہوں۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست و چہارم

فیصلہ

"کیا؟ کیا سیلوکس اس طرح دست بستہ کر دیا گیا ہے؟ کیا اسکی بہادری اور تہور کا بالکل خاتمہ ہوگیا
کیا اسے اپنی زندگی بچانے کیلئے اپنے جگر کے ٹکڑے کو قربان کرنا ہوگا؟
اُف۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔ اے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جا۔ اے جسم خاک میں مل جا۔ پیشتر
ازیں کہ تیری زبان اس مطالبے کے پورا کرنے کا ذریعہ بنے۔
آہ! کیا یہ وہی ہندوستانی ہیں۔ کیا یہ وہی ہندوستانی لوگ ہیں جنہیں الگزینڈر نے گیدڑوں کی طرح
جھاڑیوں میں گھسنے پر مجبور کیا تھا۔ انکا اب یہ حوصلہ کہ روکشانا کے جسم کا مطالبہ کریں!
خداوندا! کیا مجھے اسے پورا ہی کرنا ہوگا؟ لیکن اسکے سوائے لشکر کو لازمی بربادی اور تباہی سے
بچانے کا ذریعہ ہی کونسا ہے؟ برسات کے کالے کالے بادلوں کی طرح۔ ساون بھادوں کی اُمڈتی ہوئی
گھٹاؤں کی طرح انڈین فوج اسوقت ہمارے ہر چہار اطراف میں پھیل رہی ہے۔ اور اسکی ترتیب
پتہ دیتی ہے۔ کہ اسکا کمانڈر زبردست دماغ کا مالک ہے جسنے اگر اس وقت تک یونانی فوج پر حملہ کرکے
اسے نیست و نابود نہیں کیا۔ تو اسلئے نہیں۔ کہ وہ ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلکہ اسلئے کہ اسکے دل میں
کچھ اور ہے۔ ...... ہاں تو پھر؟ کیا سچ مچ وہ عزت اور شہرت جو یونان کو الگزینڈر کے زیر سایہ
حاصل ہوئی تھی۔ سیلوکس کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو جائیگی؟ کیا سچ مچ مجھے یہ شرمناک صلح کرنی پڑیگی؟
کیا......"

"اباجان! کیا سوچ رہے ہیں؟ طبیعت مضمحل کیوں ہے؟"

"کون؟ روکشانا!"

"ہاں اباجان میں ہوں۔ میرا آنا ناگوار تو نہیں؟"

سیلوکس۔ تمہارا آنا ناگوار!

یہ کہکر سیلوکس نے بیٹی کی طرف دیکھا۔ باپ بیٹی کی نگاہیں ملیں۔ اور معلوم نہیں دل میں کن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خیالات نے چٹکی لی۔ کہ شاہنشاہ کے آنسو نکل گئے۔ اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے۔

روکشانا بھی باپ کو اس حالت میں دیکھ کر طاقت ضبط کو ہاتھ سے دے بیٹھی۔ تھوڑی دیر اسی طرح گذر گئی۔ جب دل بھر چکا۔ تو روکشانا نے آنسو پونچھ کر کہا۔

روکشانا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آج آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے آپ کو آنکھوں میں آنسو بھرے دیکھا ہے!

سیلوکس۔ بیٹی! مجھے نہ بلاؤ۔ میں تمہارا قاتل ہوں۔ میرے ہاتھ تمہارے خون سے لتھڑے ہوئے ہیں۔

روکشانا۔ ابا! کیا کہہ رہے ہو؟ خدا کے فضل سے میں زندہ سلامت آپکے سامنے کھڑی ہوں۔

سیلوکس۔ (گھبرائی ہوئی آواز سے) میں مجبور ہوں۔ لیکن نہیں۔ میں بیٹی کا صدقہ دیکر زندگی نہیں بچاؤں گا۔ سیلوکس خودکشی کر لیگا۔ سیلوکس اپنے ہاتھوں تیر سے اپنے کلیجہ کو چھید لیگا۔ پیشتر اسکے کہ وہ اس صلحنامہ پر دستخط کرے۔ جس کے رُو سے اسے اپنی پیاری بیٹی کو اپنے جگر کے ٹکڑے کو ذبح کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔

روکشانا۔ (ہنس کر) کھودا پہاڑ نکلا چوہا! اباجان! کیا انڈین شاہنشاہ نے روکشانا کی قربانی مانگی ہے؟

سیلوکس۔ (حیرت سے) تمہیں معلوم ہو گیا؟

روکشانا۔ آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو پھر اس میں گریہ و زاری کی کونسی بات ہے۔ روکشانا سپاہی کی بیٹی ہے۔ اور وہ جانتی ہے۔ کہ اسے اپنا فرض کس طرح ادا کرنا چاہیئے؟

سیلوکس۔ لیکن.........

روکشانا۔ (بات کاٹکر) کیا میری زندگی ان ہزارہا سپاہیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ جن کے بیوی اور بچے یہاں سے ہزارہا کوس دُور انکی راہ تک رہے ہیں؟

سیلوکس۔ بیٹی.........

روکشانا۔ اباجان! یہ ٹھیک ہے۔ کہ میں آپکی بیٹی ہوں۔ آپکے خون کا خون ہوں۔ آپکے جسم کا ٹکڑا ہوں۔ اسلئے جہاں میری قربانی کا سوال آتا ہے۔ وہاں آپ کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لیکن کیا یہ ہزارہا لشکری آپکے بچے نہیں ہیں؟ کیا ان لوگوں نے اپنے جسم و جان کی قربانیوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
سے آپ کونکالا اور کہلانے کے قابل نہیں کیا؟ کیا ان لوگوں نے اپنی جانیں جوکھم میں ڈال کر آپ کو شاہنشاہ نہیں بنایا۔ اور کیا آج وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ آپ ان کی زندگیوں کو انڈیا کے میدانوں میں تباہ ہونے سے بچائیں؟

سیلوکس۔ فوج میں بغاوت کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ سپاہی اور سردار احکام کی تعمیل نہیں کرتے!

روکشانا۔ اباجان! یہ ٹھیک ہے۔ اور شاید میں اس بات کو آپکی نسبت بہتر جانتی ہوں۔ کیونکہ میں عورت ہوں۔ اور ان لوگوں کے دلوں کو پڑھ سکتی ہوں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔ کہ یہ بغاوت نہیں۔ اسے بغاوت کہنا غلطی ہے۔ سپاہی اور سردار مجبور ہیں۔ انڈین سپہ سالار نے انہیں اس بات پر مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ کتوں اور جنگلی جانوروں کی طرح بھوک سے تباہ ہوں۔ ان لوگوں کو اگر کھلے میدان میں جنگ میں ہلاک ہونا پڑتا۔ تو وہ کبھی چوں تک نہ کرتے لیکن جس طرح ذلت کی موت وہ مر رہے ہیں۔ یہ انسان کو حیوان بنانے کے لئے کافی ہے۔

سیلوکس۔ (آہ بھر کر) یہ سب کچھ میری بیوقوفی کا پھل ہے۔

روکشانا۔ اور اسلئے آپ کو اسکا کفارہ کرنا ہوگا!

"کون! پیٹروکلیس! ہاں چلے آؤ"

پیٹروکلیس۔ (اندر داخل ہو کر) خداوند عالم! کیا سوچ رہے ہیں؟

روکشانا۔ پیٹروکلیس! انڈین کیمپ میں گئے تھے؟

پیٹروکلیس۔ ہاں شہزادی گیا تھا۔ اور وہاں جو کچھ دیکھا۔ اسکا اثر ابھی تک دل پر باقی ہے۔

سیلوکس۔ انڈین فوج کا ہول ابھی تک دل پر موجود ہے؟

پیٹروکلیس۔ شاہنشاہ اپنے دل میں جو بھی نتیجہ چاہیں۔ نکال سکتے ہیں۔ لیکن شاید شہزادی صاحبہ اس امر سے واقف ہیں۔ کہ پیٹروکلیس کے دلپر فوج کی کثرت اثر نہیں کر سکتی۔

سیلوکس۔ تو کیا انڈین ہاتھیوں کو دیکھکر گھبرا گئے؟

پیٹروکلیس۔ انڈین فوج اور انڈین ہاتھیوں کی کثرت اور شوکت سے بھی بڑھکر ایک بات تھی جس نے مجھے حیران کر دیا۔ اور وہ یہ کہ انڈین فوج کا کمانڈر وہ شخص ہے۔ جس کی مہربانیوں کے لئے حضور روکشانا کی زندگی کے لئے اتنے ممنون ہیں۔ لیکن جس کا شکریہ ادا کرنے کا موقعہ آج تک نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سیلوکس کے بدن میں ایک برقی رو دوڑ گئی۔ وہ سیلوکس جو ابھی ابھی مایوسی مجسم بن رہا تھا۔ یک بیک ہمہ تن گوش ہو کر بول اٹھا:۔

سیلوکس۔ کیا کہا؟ کیا ورشل انڈین فوج کی کمان کر رہا ہے؟

پیٹروکلیس۔ انڈین فوج کی کمان ہی نہیں کر رہا۔ بلکہ . . . . .

سیلوکس۔ بلکہ کیا؟

پیٹروکلیس۔ ورشل اور سنڈراکوٹس ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔

سیلوکس۔ کیا؟ کیا ورشل ہی ہے۔ جو روکشانا کا مطالبہ کر رہا ہے؟ کیا وہی اس چیز کو واپس مانگ رہا ہے جسے اس نے اتنے سال ہوئے۔ اجل کے منہ سے چھین کر مجھے بخش دیا تھا۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے شاہنشاہ کا دل بھر آیا۔ اور وہ کچھ اور نہ کہہ سکے۔

پیٹروکلیس۔ خداوند نعمت! اسی بات کو جانتے ہوئے میں نے انڈین وزیر کی بات کو تسلیم کرنے میں تامل نہیں کیا تھا۔

سیلوکس۔ پیٹروکلیس! میں نے تمہارے ساتھ بے انصافی کی!

پیٹروکلیس۔ نہیں خداوند نعمت! یہ بے انصافی نہیں تھی۔ بلکہ آپ کے منہ سے جو الفاظ نکلے تھے وہ ایک سچے یونانی کے الفاظ تھے۔ جنہیں سنکر میرا دل جائز فخر سے اچھل پڑا تھا۔

سیلوکس۔ پیٹروکلیس! تم انسان نہیں۔ دیوتا ہو۔

پیٹروکلیس۔ خداوند عالم میں دیوتا نہیں۔ آپ کا ایک ادنےٰ غلام ہوں۔ جس نے اپنی تمام بری صفات اپنے برے ضمیر سے سیکھی ہیں۔ لیکن تمام اچھی باتیں اپنے آقا سے مستعار لی ہیں۔ لیکن ہاں! تو کیا اب شاہنشاہ کو اس حق کو قبول کرنے میں تو تامل کی گنجائش نہیں۔

سیلوکس۔ لیکن . . . . . . پیٹروکلیس . . . . . . کیا میں سمجھ لوں۔ کہ . . . . . تمہارے جذبات روکشانا کے لئے . . . . . . محض عارضی تھے۔!

بڑی مشکل سے رک رک کر شاہنشاہ نے یہ الفاظ کہے۔ کیونکہ شہزادی پاس کھڑی سب کچھ سن رہی تھی۔

پیٹروکلیس۔ خداوند نعمت! اور روکشانا کی طرف ایک نگاہ سے دیکھ کر) میرے جذبات عارضی نہیں ہو سکتے۔ نہ ہی پیٹروکلیس عارضی اور فوری جذبات کا غلام بننے کا عادی ہے مگر . . . ایک بہتر انسان نہیں۔ ایک دیوتا کے قدموں میں ان جذبات کی بھینٹ چڑھا دی گئی ہے اور اب پیٹروکلیس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی زندگی کا اگر کوئی مقصد ہے۔ تو محض خدمتِ خلق!

سیلوکس۔ کیا جو کچھ کہہ رہے ہو یہ بالکل سچ ہے؟ کیا درحقیقت تم نے ورشل کی خاطر اپنے دعاوی سے دستبرداری دیدی۔

پیٹروکلیس۔ خداوندِ عالم! آپ کا غلام جھوٹ بولنے کا عادی نہیں۔ وہ اپنے ملک۔ نہیں نہیں بنی نوعِ انسان کو کشت و خون سے بچانے کے لئے اس سے بھی بڑی قربانی دے سکتا ہے۔ اگر اس کی ضرورت پڑے۔

سیلوکس۔ (جوش میں آکر) پیٹروکلیس! یقیناً اگر تم اپنے ملک و قوم کے لئے اتنی بڑی قربانی دے سکتے ہو۔ تو سیلوکس بھی تم سے پیچھے نہیں رہیگا۔ لیکن . . . .

پیٹروکلیس۔ خداوندِ نعمت! لیکن کیا؟

سیلوکس نے بجائے جواب دینے کے روکشانا کی طرف دیکھا۔ جو اس وقت سر نیچا کئے اُن کی گفتگو کے ایک ایک لفظ کو مشتاق کانوں سے سن رہی تھی۔ اس وقت اس کے چہرے پر امید و بیم کے عجیب انداز اپنی بہار دکھاتے ہوئے نظر آتے تھے۔

پیٹروکلیس۔ شاہزادی! شاہنشاہ آپ کی رائے دریافت کیا چاہتے ہیں۔

روکشانا۔ (سر اوپر اٹھا کر) جہاں پناہ! والدین کی خواہش اولاد کے لئے حکم ہے۔

سیلوکس۔ پیٹروکلیس! جاؤ۔ اگر درحقیقت شہزادہ راکوس ورشل کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اور اگر وہ روکشانا کا مطالبہ کرتا ہے۔ تو مجھے اس میں اب کوئی اعتراض نہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست وپنجم

شرائطِ صُلح کی تکمیل

دلستا ندی کو بھارت کے اتہاس کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ یورپین عُلما تو اس کا نام مدول تک میں نکالنے کی چیشٹا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی ندی تھی۔ جسے وُہ بتاتے ہیں۔ کہ وشوامتر عبور کر جاتے تھے۔ لیکن جوان کی راہ میں حائل ہوئی تھی۔

یہ درست ہو یا نہ ہو۔ لیکن یہ ایک تاریخی سچائی ہے۔ کہ یہ اس اولوالعزم فاتح عالم کی اولوالعزمیوں کی سدِ راہ ضرور ثابت ہو چکی ہے۔ جو اس مُلک کی حدُود کے اندر داخل ہونیوالا پہلا اجنبی تھا۔ اور جسے تاریخ الگزینڈر کے نام سے نامزد کرتی ہے۔

مگر آج یہ ندی ایک ایسا نظارہ دیکھ رہی ہے۔ جسے اسکی آنکھوں (؟) نے پیشتر ازیں بہت کم دیکھا ہے۔ کیونکہ آج اس کے مقدس کنارہ پر یُونانی اور ہندی بہادر بھائی بھائی کی طرح باہم دگر بغل گیر ہو رہے ہیں! دو بڑے اِنسانوں کے سرادِ تسلیم کی جنبش نے آج ان ہزارہا انسانوں کے دلوں سے نفرت کے دوزخی جذبہ کو بالکل خارج کر کے انہیں ایک دُوسرے کے دُکھ درد کا شریک بنا دیا ہے ان کے اجسام پر ہتھیار آج بھی اسی طرح اپنی چمک دکھا رہے ہیں۔ مگر اسلئے نہیں۔ کہ کسی انسان کا خُون بہائیں۔ بلکہ اسلئے تا کہ دُنیا کو بدی اور بُرائی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوں!

یگیہ منڈپ آراستہ ہے۔ خوشبویات سے دُنیا کا دماغ معطر ہو رہا ہے۔ خوش الحان پنڈت ویدوں کے پوتر منتروں کی گونج سے بیاس کے کناروں کو پوتر بنا کر دو مدتوں کے بچھڑے ہوئے دل کو ایک کرنے کا یتن کر رہے ہیں۔

ہر چہار اطراف میں خوشی و خرمی کا نظارہ درپیش ہے۔ اور تو اور جنگل کے درخت بھی پُھولوں سے لدے ہوئے جُھوم رہے ہیں۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے۔ دُنیا میں سے غم اور فکر کا خاتمہ ہو گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وقت مقررہ پر ورشل اور ردوکشانا یگیہ منڈپ میں داخل ہوئے۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر خوش نصیب جوڑے کا استقبال کیا۔ گورودیو نے مناسب آسن پیش کیا۔ اور ودوان پنڈتوں نے ویدوں کے پوتر منتروں سے ان کی زندگیوں کو ایک کرنے کا کام آرمبھ کر دیا۔

مہاراج ورشل کے جسم پر ہتھیار اس وقت اپنی چمک سے نگاہوں کو خیرہ کر رہے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک جلال تھا جس پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ راجکماری ردوکشانا کو آج پرماتما نے وہ دن نصیب کیا تھا جس کی اسے سالوں سے انتظار تھی۔ اسلئے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسکے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔ جب مہاراج چانکیہ نے ان ترگیاؤں کا ترجمہ سنانا شروع کیا جو منتروں کے ذریعہ مہاراج چندر اس سے کر رہے تھے۔

سنسکار کی کارروائی اختتام کو پہنچی "سادھو سادھو" کے شور میں مہاراج چانکیہ اٹھکر کھڑے ہوئے۔ اور ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہوئے سنائی دیئے۔

"بھارت ورش تتھا یون شوربیرو!

کتنے ہرش کا دن ہے۔ کہ اس بیہ جگت کی دو سب سے بڑی سبھیتائیں ایک ہو رہی ہیں۔ نہیں نہیں میں بھول رہا ہوں۔ ایک ہی سبھیتا کی دو بڑی شاکھائیں جنہیں ایک دوسرے سے بچھڑے کئی شتابدیاں (صدیاں) گذر گئی تھیں۔ آج پھر سے ایک دوسری کا ہاتھ پکڑ رہی ہیں۔

شوربیرو اور یودھاؤ۔ ا۔ ہاں اپنی اصلیت سے بے خبر تھا کل تک ایک دوسرے کے رکت کے پیاسے شستر دھاریو! کیا یہ سمیہ دیوتاؤں کے دیکھنے یوگیہ نہیں۔ جبکہ مکدونین (اہالیان مقدونیہ) تتھا گندھرونین (اہالیان گندھار) بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے کھڑے ہیں۔

ہاں ہاں ہیلاڈیش (یونان) کے باسیو! کیا ہالمہ (ریبت) کے باسیوں کیساتھ ہاتھ ملاتے وقت تمہارے ہردے میں بھراتری بھاؤ کی لہر اتپن نہیں ہوتی!

پرنتو ہا شوک! منشیوں کی حد سے بڑھی ہوئی اچھائیں انہیں اصلیت سے کتنا بے خبر بنا دیتی ہیں۔ ورنہ کیا یہ سنبھو تھا۔ کہ ہیلاسلی (قدیم یونانیوں کا نام) جاتی کے نام لیوا اپنے بزرگوں کو اتنا بھول گئے ہوتے۔ کہ وہ ہیلاکش (بھار) دیش کے باسیوں کو سامنے دیکھکر ان کے رکت میں ہاتھ ڈبانے پر ادیت ہو جاتے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور ان کے ہردیوں میں تنک بھی یہ خیال نہ آتا۔ کہ وہ ان کے کسی سمیہ کے بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔

بھارت ورشی تتھا یون دیش باسی یودھاؤ! تم وسمت ہوکر میرے مُکھ کی اور نہار رہے ہو۔ پرنتو اس میں وسمت ہونے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ یہ سچائی ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ تم لوگ آپس میں بھائی بھائی ہو جنہیں اگر مہاراج چندر گپت کی نیک نیتی۔ دیوی روکشانا کی آہوتی اور مہاراج سیلوکس کی اُداتا پرسپر ملا نہ دیتی۔ تو آج ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہوتے۔

شوک کا سمیہ ہے۔ کہ بھارت اور یون دیشوں میں ابھی تک سمبندھ اتنے نزدیک کے نہیں ہوئے۔ کہ دونوں دیشوں کے ودوان ایک دوسرے کی بھاشا کا پٹھن کرتے۔ پرنتو اب جبکہ اس گوڑھ سمبندھ کے ذریعہ اس بات کی نیو رکھی جا چکی ہے۔ وہ سمیہ دور نہیں جب کہ ایسا ہوگا۔ اور پھر آپ لوگوں کو گیات ہو جائیگا۔ کہ یون بھاشا اپنی بناوٹ شبد اولی تتھا۔ انیہ آوشیک باتوں میں سنسکرت بھاشا سے کتنی ملتی جلتی ہے۔

اور جب یہ بات ہے۔ تو کیا یہ کہنا مشکل رہ جاتا ہے۔ کہ ان بھاشاؤں کو بولنے والی دونوں جاتیاں ایک ہی ماتا کی دو پتریاں ہیں۔ جو سمیہ پڑنے پر ایک دوسرے کو بھول گئی ہیں۔

بھاشا ہی نہیں۔ یون دیش کی ساری کی ساری ہی نام اولی ہی اس وچار کو پشٹ کر رہی ہے۔ اسکے پربتوں کے نام۔ اسکی ندیوں کے نام۔ اسکے پرانتوں اور صوبوں کے نام۔ اسکے نگروں کے نام صاف شبدوں میں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ دیش اس جاتی کا ہے جس کا گرہ کبھی بھارت ورش تھا۔

ماگدھی لوگو! تم پیلاشس دیش کے رہنے والے ہو۔ اگر تمہارے سامنے ایک ایسا منشیہ آ جائے۔ جو اپنے آپ کو پیلاشاک کہتا اور مگدھ اونشیہ کا باسی بتاتا ہو۔ تو تم اسے کیا سمجھوگے؟ ہاں ہاں جب ساتھ ہی وہ تمہیں اپنے بزرگ پیلاسگوس کی بابت یہ بتلانے کو بھی تیار ہو۔ کہ وہ گیا سے نکلا تھا۔ اور پالیستھون راجہ کا

---

۵۱ پیلاشس۔ بہار۔ مگدھ۔ ایک ہی صوبہ کے مختلف نام ہیں +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پُتر تھا۔ تو کیا تمہارے پردیس میں یہ وچار پیدا نہیں ہوگا کہ وہ جگہ جو دیش
اربھات یا لی ستھان ہے کسی راجہ کا پتر تھا جب کا جنم یہیں ہوا۔ گویا اسکا پوتر
نگر تھی۔

ہاں ہاں بھارت باسیو! اتنے سے تمہیں گیان ہو گیا ہوگا کہ وہ جن کے ساتھ تم
یدھ کے لئے اودیت ہوئے تھے۔ اصل میں تمہارے ہی نکٹ کا رکت ہیں۔
یونان دیش کے پربتوں، ندیوں اور پرانتوں کی نامادلی پر نگاہ مارو۔ تو تمہیں آشچریہ
ہو ماننا پڑیگا۔ کہ ان مہا ویروں نے دل میں جنہوں نے کبھی اگیات سمے میں اگیات
کارنوں سے پریت ہو کر بھارت کو چھوڑا۔ اور یونان دیش کو اپنا گھر بنایا۔ ہاں ان
شورویروں کے دل میں بھارت بھگتی کتنی زبردست تھی۔ کہ اپنے نئے گھر میں جا کر
انہوں نے اس دیش کے اونچے پربت کو گری راج آدری (ہمالہ) کے نام پر ولمپس
کا نام دیا۔ اور اسی کے ساتھ سپندن کرنے والے سمندر کا آدری اٹلانٹک (ائیڈیا یا اٹلس)
سمندر نام رکھا۔

تمہارے دیش کا کیلاش پربت یونان دیش میں کوہیلون کے نام سے پرسدھ ہے
اور وہ سورگیہ ندی گنگا جو بھارت میں سورگ سے اُتر کر آئی ہوئی کہی جاتی ہے
یونان دیش میں سٹکس کے نام سے درشٹی گوچر ہو رہی ہے۔
کہیں کہیں وستو کا نام تو یونان دیش کا ایک ایک ستھل ایک بھارت باسی کو اسکے
دیش کی یاد دلاتا ہے۔ تا پیر سند۔ سندھو ندی کا پرتی ندھی ہے۔ اک ہیلوس (ہمالہ پربت
سے نکلا ہوا دریا) کی شکل میں ملیگا۔ مہا بھارت کے یودھا ارجن کا نام وجے
اس دیش کے سمندر سے۔ اپنی (وجے کا پانی) میں آتا ہے۔ اور پانچ پانڈو
بھائیوں کے نام تو پینڈوس پربت اپنے نام سے اٹل بنا رہا ہے۔
غرض اس دیش کا ایک ایک پرانت۔ ایک ایک نگر۔ ایک ایک ندی۔ ایک
ایک پربت اپنے نام کے لئے دوستوت بھارت کی اور انگلی اُٹھا رہا ہے۔ اور
جوں جوں سمے بیتے گا۔ ودوان لوگ اپنی کھوج سے اس بات کا پتہ دینگے۔ کہ

---

۱ اتھینز یعنی البحیرہ +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نتیجہ پُورن پُرش

بھارت باسیوں کی ہی ایک ستی تھی

اس صورت میں کیا کہا جاتا ہے۔ یہ ہرش کا سمیہ نہیں۔ کرتا اور پتری پھر ایک دوسرے کو پہچان کر ایک دوسری کے گلے لگ جاتی ہیں۔"

"سادھو" "سادھو" کی صداؤں سے یگیہ منڈپ گونج اُٹھا۔

مہاراج چانکیہ نے سلسلہ تقریر کو قائم رکھتے ہوئے کہا:۔

"تمہارا ایک دوسرے کو پہچاننا ایک ایسی بات ہے۔ جو اس یُدھ سے پراپت ہوئی ہے۔ اور سمیہ آئیگا جب کہ دُنیا کہیگی۔ کہ یہ جیتنا کے لئے سمندر منتھن میں امرت کے پراپت ہونیکے سمان تھا۔

ادھک ہرش اس بات کا ہے۔ کہ یہ سمندر منتھن ایسی خوبی اور خوبصورتی سے ہوا ہے۔ کہ نہ تو بے فائدہ رکت پات ہوا ہے۔ اور نہ ہی دونوں جاتیوں کا گورو ناش۔

مہاراج سیلوکس جہاں تک مجھے پتہ لگا ہے۔ بھارت کو وجے کرکے اسے اپنی بستی کے سمرپن کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ ہرش کا وشے ہے۔ کہ ان کی یہ اچھا بلا جاتا ہے باسیوں کے آتم سمان کو تباہ کرنیکے (جو بھوشیہ میں رکت پات کا ایک بھاری کارن ہوتا) پوری ہوگئی ہے۔ کیونکہ آج ہم سب ساتھ کے سارے بھارت باسی ہم اپنے ہاتھوں سے پرچلت دیویں کے ساتھ

دیوی پرکشانا کو بھارت کی مہارانی

بنانے کا کارن بھی یہی ہے"

"سادھو" "سادھو" کی آواز اور کرتل دھونی (تالیوں) کے شور سے منڈپ گونج گیا۔

مہاراج چانکیہ۔ اس طرح یہ مہاراج سیلوکس اپنی پتری کو بھارت کی مہارانی بنانا چاہتے ہیں۔ ایسے پدیشن میں ہم ان کے ساتھ سہمت ہوتے ہیں اور اب انہیں بھوشیہ میں یہ سندیہ کرنیکا استھان نہیں رہا کہ مہارانی کو بھارت باسیوں کی اور سے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ مہاراج چندر گپت سے بڑھ کر بھارت باسی ویر ویرشل نے نام سے رکھتے ہیں۔ ادھر ان سے مہاراج سیلوکس کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور یہ وچار ان کے لئے بھاری [illegible] کا کارن [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ انہیں اُن مہاراج کے ساتھ اپنے دیش کی رکشا کے لئے یُدھ کرنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ اب بھارت باسیوں میں سے کوئی بھولا ہوا نہیں ہے۔ کہ مہاراج اپنے دیش اور اس دیش ہت کیلئے اپنے پیارے سے پیارے جذبات کی آہوتی دیتے رہتے ہیں۔ اور آئندہ بھی دینے کو تیار ہیں۔ (سادھو سادھو) اور اگر اپنے پیارے دیش اور ماتری بھومی کو بچانے کے لئے انہیں اپنے بھائی بندوں اور سمبندھیوں سے بھی یُدھ کرنا پڑے۔ تو چاہے کتنے ہی دُکھ کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ ان کا فیصلہ ایک ہی ہے۔

اس کارن یہ کچھ کم ہرش کی بات نہیں۔ کہ انہیں اب جمبو دیپ کی اس بڑی شکتی سے جو مہاراج سیلوکس کا روپ دھارن کئے ہے۔ کوئی بھے نہیں رہا۔ بھارت باسی اور یون دیش باسی اب سکھ سے اپنی پرجا کو اُنتی کا سمبھو دے سکتے ہیں۔

پرنتو ہماری یہ ساری وچاریں شاید بالکل نشپھل ثابت ہوتیں۔ اگر ہم لوگ یہ نہ جانتے کہ مہاراج چندر اور دیوی رکشانا کا وواہ دو دشمن پرشوں کا نہیں۔ اتھوا دو آتماؤں کا ملاپ ہے۔ کیونکہ یدی یہ دو شترون کا ملاپ ہی ہوتا۔ اور یدی راجکماری رکشانا نے ان دو لڑتی ہوئی جاتیوں کی دویش اگنی کو اپنے رکت کے چھینٹوں سے بجھانے کے لئے اپنے آپ کو اس یگیہ میں آہوتی دیا ہوتا۔ تو گو اس دیوی کی آہوتی ایک مہان آہوتی ہوتی پرنتو اس سے ایک چرستھائی سندھی اور شانتی کی اُمید نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ آتما جسے اس طرح تباہ کیا گیا۔ یا تباہ ہونے پر مجبور کیا گیا ہو۔ بھوشیہ میں کبھی اس اگنی کو پھر سُلگانیکا کارن بن سکتی ہے۔

پرنتو دھنیہ واد ہے۔ ان پربھو پورن سروانتریامی سوامی کو۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ پرتیت ہوتا ہے۔ کہ مہاراج چندر اور دیوی رکشانا کی آتما کو دو بھاگوں میں وبھکت کیول اسلئے کیا گیا تھا۔ تاکہ وہ دو بھاگوں میں وبھکت ہوئی ہوئی اس بڑی جاتی کے ان دونوں بھاگوں کو ملانیکا کارن بنیں۔ اور ان کی یہ کامنا آج پورن ہوئی ہے۔

جہاں تک مہاراج چندر کا تعلق ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ سمبندھ کیول انہی کے شریر اور مہاراج سیلوکس کے شریر تک ختم نہیں ہو جائیگا۔ بلکہ ان کے پیچھے اور جو لوگ ان کے پیچھے بھی ان سمبندھ کو آگے اور بھی شانتی سے دیکھیں گے جیسے کہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انت میں میں آپ لوگوں کا اتنا سمیہ ویرتھ گنوانے کے لئے کشما مانگ کر مہاراج کی اور سے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ مہاراج اپنے آدرنیہ اور پوجنیہ پتا دت سمبندھی مہاراج سیلوکس کی سیوا میں بھارت ورش کے بھشک اپنے خاص پانصد جنگی ہستیوں والے ہاتھیوں کا تحفہ پیش کرتے اور یہ آشا رکھتے ہیں۔ کہ اس تحفہ کو اسی ادارتا سے سویکار کر لیا جائیگا۔ جو مہاراج سیلوکس کا اس سمے تک خاصہ رہی ہے"۔+

مہاراج چانکیہ "سادھو" "سادھو" کے دل خوش کن نعروں اور تالیوں کی زوردار آواز کے اندر اپنے آسن پر بیٹھ گئے۔ تو مہاراج سیلوکس کی لانبی شکل سامنے کھڑی نظر آئی۔ اسوقت ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور کسی نامعلوم جذبے نے ان کے چہرے پر سرخی اور زردی کو ایک عجیب انداز سے ملا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

مہاراج سیلوکس "یونان اور انڈیا کے لارڈو۔ فاضل انڈین وزیر نے اس وقت جو کچھ فرمایا ہے۔ اس نے ہم سبھوں کے لئے ایک نئے مطالعہ کا سامان پیش کر دیا ہے۔ اور آئیندہ جبکہ انڈیا اور یونان کو ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں زیادہ آسانیاں میسر آئینگی۔ ہمارے علم میں اور بھی زیادہ اضافہ ہوگا۔

اسوقت جبکہ میں اس انڈین فاضل کی تقریر کو سن رہا تھا۔ تو میرے دل کے اندر کوئی نامعلوم خیال یہ کہہ رہا تھا۔ کہ غالباً الگزینڈر اور اس کے بعد مجھے اس قدیم ملک میں لانے کی تحریک کرنے والا جو خیال تھا۔ وہ اپنے پیچھے کوئی خدائی مقصد رکھتا تھا۔

جو کچھ بھی ہو۔ موجودہ تعلق کے متعلق میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ ورشل اور سنڈراکوٹس ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔ تو شاید اس مہم کی ضرورت پیش نہ آتی۔ مگر اس مکمل ہستی کو جس نے اتنی بار روکشانا کو ورشل کے ذریعہ موت کے منہ سے چھڑا دیا تھا غالباً یہ منظور تھا۔ کہ ہمیں ایک دوسرے کو زیادہ اچھی طرح سمجھنے کا موقعہ ملے۔

خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ اس صلح میں اب ہمارے سامنے کوئی سیاسی داؤ پیچ نہیں۔ بلکہ ہم سب اسوقت ایک دوسرے کی ذاتی اور قومی خوبیوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔

اسلئے آئیندہ ہمارے تعلقات کے بگڑنے کی کوئی بھی صورت نہیں۔ لیکن تاہم احتیاطاً میں اس کانٹے کو جڑ سے ہی نکال دینا چاہتا ہوں۔ جو آئیندہ انڈیا اور یونان کے درمیان جنگ کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس لئے میں آج رُوسے انڈس کا تمام علاقہ نیز اراکھو شیا اور گدروشیا کا علاقہ بیٹی روکشانا کو جہیز میں دیتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اسوقت میدانِ جنگ میں ہونے کی وجہ سے میں اور کچھ دینے کے ناقابل ہوں لیکن روکشانا سپاہی کی بیٹی ہے۔ اور ورشل خود سپاہی ہے۔ اس لئے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اس حقیر تحفہ کو ایک سپاہی کا تحفہ سمجھکر قبول فرماوینگے"

یہ کہکر تالیوں کی پُرزور گونج میں مہاراج سیلوکس بیٹھنے کو تھے۔ کہ مہارانی روکشانا اور مہاراج چندر نے آگے بڑھکر اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ ان کی یہ حرکت شاید مہاراج سیلوکس کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔ کیونکہ ان کا بھرا ہوا دل اب بالکل اُمڈ آیا۔ اور اپنے ان دونوں بچوں کو چھاتی سے لگا کر آنسوؤں کے تار میں آپ نے رُک رُک کر صرف یہ کہا۔

"ورشل...... روکشانا ناسمجھ ہے۔ شاید بعض اوقات تم اسے قصور کی بھی مجھو گے لیکن...... یاد رکھنا۔ کہ یہ بِن ماں کی لڑکی ہے۔ جو اب باپ کے سایہ سے بھی محروم ہو گئی ہے"

ورشل۔ مہاراج! میں آجتک یتیم تھا۔ مہاراج چانکیہ میرے رُوحانی باپ تھے لیکن اب مجھے پتا کا قائم مقام آپکی شکل میں پرماتما نے بھیجدیا ہے سب مجھے بھول نہ جانا +



ا۔ موجودہ افغانستان +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باب بست و پنجم

مہاراج چانکیہ کا بان پرستھ

یونانی لشکر کو بھارت ورش کی حدود کو چھوڑے ایک سال سے اوپر کا عرصہ ہو گیا اب اس کا قائم مقام اس دیش کے اندر اگر کوئی ہے۔ تو صرف میگستھنیز جو یونانی شاہنشاہ سے ملوکس نکیٹر کی طرف سے مگدھ دیش استھانیہ سفیر کی حیثیت میں پاٹلی پتر کے دربار میں یونانی مفاد کی حفاظت کر رہا ہے۔ یہ نوجوان فلاسفر آجکل اہل ہند میں بہت ہر دلعزیز ہے۔ جو اسے عموماً مہاگنی استھانہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اسکا یہ نام اتنا عام ہو گیا ہے۔ کہ یونانی بھی اسے میگستھنیز نام سے ہی بلاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اصلی نام اب لوگوں کو بھول ہی گیا ہے۔

شاہزادی روکشانا کو تو بھارت ورشی رانیوں سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اسنے ہندی رسوم و رواج کے مطالعہ میں اتنی جلد جلد ترقی کر لی ہے۔ کہ وہ ہر لحاظ سے ہندوستانی بن گئی ہے۔ اس وقت اسکی گود میں ایک ننھا سا بچہ کھیل رہا ہے۔ جس کے چہرے سے باپ کی دلیری اور ماں کی خوبصورتی صاف طور پر ٹپک رہی ہے۔ اس خوبصورت بچے کو باپ نے بندوسار کا نام دیا ہے۔

شاہی محلوں میں دن عید اور رات شب برات کی حالت ہے۔ مہاراجہ اور مہارانی کے وقت کا ایک کثیر حصہ پرجا اور رعایا کے دکھ دور کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد ان کی زندگی گوروجی کے اپدیش شرون اور ایک دوسرے کی صحبت میں گذرتی ہے۔

مگر آج شاہی محلوں میں معمولی چہل پہل نظر نہیں آتی۔ جدھر نگاہ کرو افسردگی کا عالم دکھائی دیتا ہے۔ آخر معاملہ کیا ہے؟ آؤ گوروجی کے ہاں چل کر پتہ لیں۔

لیکن یہ کیا؟ یہاں پر سلطنت دربار کے اراکین بمعہ سوکم مہاراج اور مہارانی کے تشریف فرما ہیں۔ ذرا سننا گورودیو کچھ فرما رہے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"راجن! اب ہمیں زیادہ دیر تک نہ ٹھہراؤ۔ پرماتما کی کرپا اور تمہارے متروں تتھا منتریوں کی سہایتا سے اب یہ بھارت ورش ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک سنگھٹن میں پرویا جاچکا ہے۔ جمبودیپ کی سب سے بڑی شکتی ارتھات یون مہاراج اسوقت تمہیں پتروں کی طرح پیار کرتے ہیں۔ چین۔ کرات۔ باہلیک تک کے راجہ لوگ تمہارے سمبندھ پیدا کرنا اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔

دور دور کے دیشوں کے راجیوں کے پرتی ندھی تمہارے دربار میں اپستھت ہیں۔ مہاتما پیٹروکلیس تم پر اپنی جان تک نوچھاور کرتے ہیں۔ بھائی راکشس کی جاگرتی دنیا سے بھولی ہوئی نہیں۔ اسلئے آگیا دو کہ وشنوگپت اب بان پرستھ دھارن کرکے اپنے جیون کو سپھل کرنے کا یتن کرے۔"

مہاراج چندر۔ بڑی مشکل سے الفاظ ادا کرتے ہوئے کیونکہ حلق جذبات کی کثرت سے رک رہا تھا، گورودیو! کیا آپ یہ آشا کرتے ہیں کہ آپ کے کرکملوں کے نیچے رہ یہ سورکشت رہنے پر۔۔

۔۔۔۔۔۔ یہ راجیہ اسی طرح پھر پھلیت اور اُنت ہوتا چلا جائیگا؟

گورودیو اس کے جواب میں کچھ کہنے ہی لگے تھے۔ کہ مہارانی نے آگے بڑھ کر ننھے سے بندوسر کو ان کے شری چرنوں میں رکھدیا۔ مہاراج نے اس معصوم کو ہاتھوں میں لیکر اور پیار کرکے مہاراج چندر سے مخاطب ہوکر کہا:۔

"شری مہاراج تتھا مہارانی! اس ننھے سے پودے کو میں نے اپنے ہاتھوں سے سینچا ہے۔ اور تمہارا اسے اسوقت میرے سامنے لانے کا جو پریوجن ہے۔ اسے میں نے سمجھ لیا ہے۔ پرنتو یہ ننھا سا معصوم کبھی اپنی موہن بانی سے چانکیہ کو اس کے ارادے سے ہٹا نہیں سکتا۔ یہ تمہیں خوب معلوم ہے۔

پرنتو اس معصوم کا یہاں آنا نشپریوجن نہیں جانا چاہئے۔ اس کارن میں تمہیں یہ بتادوں۔ کہ اس کے گربھ میں آنے کے دن سے میں نے اسے سنسکاروں سے سمپنّ کرنیکا یتن کیا ہے۔ کیونکہ میں بھاردواج۔ وشالاکش۔ پراشر۔ پشن۔ کون پدنت۔ اور وات ویادھی آدی اپنے آچاریوں سے راجکماروں کی رکشا کے وشے میں مت بھید رکھتا ہوں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرا تو مت یہ ہے۔ کہ کمار کے اندر آدی سے ایسے سنسکار ڈالے جائیں کہ اسکے اندر بُری باتوں کا دخل ہونا اسنبھو ہو جائے۔ اس کارن میں نے ان ننھے سے معصوم کے اندر اسکے گربھ میں پرویش سے ہی سبھیتا ادھرم کے وچار ڈالنے کا یتن کیا ہے۔

بچّہ کا من نئے برتن کی طرح ہے۔ جس پر پاپ۔ اور اتیاچاری آدمی کے سنسکار ڈالنا ایک مہا پاپ ہے۔ اسلئے اب ایسا یتن کرو۔ کہ میں نے اسکے ادھین کی جو پرتھا چلائی ہے۔ وہ اسی پرکار چلتی رہے۔ یدی بڑا ہونے پر اسکے اندر کوئی بُری عادت آتی دکھائی دے۔ تو یدی اسکا پردہ استریوں کی طرف چلا ٹان تو نظر آئے۔ تو ایسا یتن کرو۔ کہ جیسے گندی عورتیں آریہ استریوں کا بھیس دھارن کر کے اسے اس بچہ سے گھرنا دلادیں۔ اگر مدیا پان کی عادت کی طرف اسے جھکتا دیکھا جائے تو اسے ایسی مدرا کا پان کرایا جائے جس میں بیوگ پان ملائے گئے ہوں۔ تاکہ اسے آئیندہ سویم ہی ایسا کرنے سے گھرنا ہو جائے۔ اگر اسے جوئے کا چسکا پڑتا نظر آئے۔ تو گپت چر۔ دھوکے باز۔ جواریوں کے بھیس میں اسے اس سے ڈرا دھمکا دیں۔

مگر جگت کے لوگ ایسا نہیں کرتے وہ بچے سے عیب چھڑانا چاہتے ہیں۔ پرنتو صرف زبانی جمع خرچ سے۔

وشل مہارانی ابھی آشا کرتا ہوں۔ کہ اس وشئے میرے تھوڑے شبدوں کو ہی اچھی پرکار سمجھ لیا جائیگا۔

اور اس کے پشچات مجھے راجیہ کے ریوں کے بھار کو چھوڑنے کی آگیا دو کیونکہ راجیہ اب اچھی پرکار چل رہا ہے۔ دیش بُدھی مان منتریوں سے بھرا پڑا ہے۔ چاروں اور کوئی راجیہ ودروہی نہیں۔

اس کارن کوٹلیہ کا اس جگہ بیٹھکر بھگوت بھجن کی طرف سے بے سُکھ رہنا پاپ ہے ہاں یدی کوئی آپت کال آپڑے۔ اور یدی بھارت ورش کو کوٹلیہ کی سیوا کی آوشیکتا ہو۔ تو ایسا بھی بھارت باسی کے لئے ایسا وشواس دلاتا ہے کہ کوٹلیہ سورگ کو لات مار کر دیش سیوا کیلئے اُدیت ہو جائیگا۔ اس بات کی اور سے نشچنت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رہو۔ یدی بھارت ماتا نے ایک دو ہیچی کو پیدا کیا ہے۔ جو اپنے بڑھاپے میں بھارت ماتا کے کارن اپنی بوڑھی ہڈیاں فینے کو ادیت ہو گیا تھا۔ تو اس نے ایک کوٹلیہ بھی اتپن کیا ہے۔ جو اسکی سیوا کے لئے سورگ کے سکھوں کو چھوڑ سکتا ہے "

یہ کہکر مہاراج اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اسوقت انہیں روکنا ناممکن تھا۔ کیونکہ ہر ایک شخص اس ہٹی استقلال کے انسان کے مستقل ارادہ سے واقف تھا۔ ہاں ہر شخص کا سر جھکا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسو اپنی جھلک دکھلا رہے تھے ۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پنڈت ملک راج جی شرما کی تصانیف

(ہندی بھاشا میں)

پنڈت ملک راج جی شرما آنند کی جملہ تصنیفات نیز ایجنسی ہذا کی تمام دیگر کتب ہندی زبان میں چھپنی شروع ہو گئی ہیں۔ اگر آپ یا آپکے کوئی دوست ان انمول رتنوں کو گھر بیٹھے ¾ قیمت پر حاصل کرنا چاہیں۔

تو فوراً ایک روپیہ فیس[۱] داخلہ بھیجکر

ناولسٹ گرنتھ مالا

کے[۲] مستقل خریدار بن جائیے۔ جسکا پہلا گرنتھ

ویر ورشل

اور دوسرا

سٹوریا ڈومو گر (ہندی)

ہوگا + مینیجر

۱ فیس داخلہ ایجنسی چھوڑنے یا فہرست سے اخراج نام پر واپس نہیں دی جاتی +

۲ چار بار متواتر وی۔ پی واپس کرنے والے حضرات کا نام مستقل گراہکوں کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مُستقِل خریدار؟

کیا آپ "ناولسٹ ایجنسی" لاہور کے مستقل خریدار نہیں ہیں؟ اگر اِس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ تو آج ہی صرف ایک روپیہ ۱؎ فیس داخلہ ارسال کرکے ایجنسی ہٰذا کے مستقل خریدار بن جائیے۔ کیونکہ ایسا کرنیسے آپ اِس ایجنسی کی تمام نئی و پُرانی کُتب ۳/۴ قیمت پر حاصل کر سکینگے فیس داخلہ وصول ہونیپر آجتک کی شائع شدہ کُتب کی فہرست خدمت میں پُہنچ جائیگی اُنمیں سے جس کتاب کی ضرورت ہو لکھ دیجئے ۳/۴ قیمت پر خدمت میں پُہنچ جائیگی اور اسکے بعد ہر نئی شائع ہونیوالی کتاب پریس سے نکلتے ہی ۳/۴ قیمت پر خدمت اقدس میں پہنچتی رہیگی ۔ (منیجر)

۱؎ یہ فیس مستقل خریداری چھوڑنے پر واپس نہیں دیجا سکتی۔ نیز متواتر چار بار وی۔پی واپس کرنے پر رجسٹر خریداری سے نام خارج کر دیا جاتا ہے ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

39-0-0
4-8-0

43-8-0
1-7-0

42-7-0
20-

22-7-0

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملنے کا پتہ

مینیجر دی ناولسٹ ایجنسی

اندرون موری دروازہ - لاہور

کاشی رام پریس لاہور میں باہتمام لالہ کاشی رام صاحب چھپا

اور

مصنف

نے

دفتر ناولسٹ ایجنسی لاہور سے شائع کیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Srinagar. Digitized by eGangotri